درود نظامی اردو

کتب خانہ نذیریہ مسلم منزل۔ کھاری باؤلی دہلی

12/50 p.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دُررِ نظامی

موسومہ

گفتارِ محبوب

مرتبہ

حضرت مولانا علی محمود بن جاندار علیہ الرحمتہ

مترجمہ

صاحبزادہ محمد یٰسین علی صاحب نظامی خواہرزادہ محبوبِ الٰہی رح

زیرِ نگرانی

غلامِ غلامانِ اولیاء مسلم احمد نظامی ایم۔اے

مالک

کتب خانہ نذیریہ مسلم منزل کھاری باؤلی دہلی

قیمت صرف۔ ڈھائی روپیہ

(اثریا یتیمو پرنٹنگ پریس پہاڑی بھوجلہ دہلی)

فہرست ابواب مضامین کتاب ہدایت آداب نظامی اردو

صفحہ	ابواب مضامین

صفحہ	ابواب ومضامین

صفحہ	ابواب و مضامین
	نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے متعلق ارشاد
	نماز میں حضور کے متعلق حسن وافغان کی حکایت
	صلوٰۃ الہول
	نماز خضر - حفظ الایمان - صلوٰۃ البروج
	صلوٰۃ النور - نماز حضرت اویس قرنی
	صلوٰۃ العاشقین و نماز استخارہ نماز قضائے حاجات وغیرہ
۹۱	باب (۹) زکوٰۃ وصدقہ کے بیان میں
	زکوٰۃ شریعت وطریقت و حقیقت کا بیان
	حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کی تجرید
	خرچ کرنے سے آمدنی کم نہیں ہوتی
۹۶	باب (۱۰) روزہ کے بیان میں
	حضرت شیخ الاسلام کے روزہ کا بیان
	اعتکاف کے متعلق ارشاد
۱۰۰	باب (۱۱) حج اور سفر کے بیان میں
	سفر کے واسطے دعائیں
۱۰۲	باب (۱۲) قران شریف کے فضائل
	حضرت جنید بغدادی کا خواب
	حافظ قران کو زمین نہیں کھاتی۔
	سورۃ یٰسین کی فضیلت

صفحہ	ابواب و مضامین

تمہ

دیباچہ
کتاب دُرِ نظامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ اللہ العلیم الحکیم ونصلی علیٰ رسولہ العظیم الکریم صلعم اما بعد

بہترین کام وہی ہے جو اپنی ضرورت کیوقت انجام دیا جائے

اسلام کے متعلق زمانہ حال کی رفتار اور مسلمانوں کے عروج و نزول پر نظر کرنیوالے حضرات ضرور اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جب تک مسلمانوں نے علم کے ساتھ عمل کی بھی کوشش کی دینی و دنیوی ترقی میں دن بدن بڑھتے چلے گئے اور جب سے اس کے اس طرز عمل میں فرق پڑا اور علم و عمل کی طرف سے غفلت پیدا ہوئی ترقی کے بدلے تنزل ہونے لگا۔ اب اس تنزل کا بہترین علاج یہی ہے کہ مسلمانوں میں عمل کا شوق پیدا کیا جائے تاکہ وہ اپنی گم شدہ عزت و عظمت حاصل کر سکیں اور ترقی کی شاہراہ اُن کے سامنے آجائے۔ مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ترقی اسلامی حیثیت سے ایک ہے اور شریعت اسلام نے جیساکہ دینی ترقی کرنیوالوں کے واسطے ثواب مقرر کیا ہے ایسا ہی دنیاوی ترقی کرنیوالوں کو بھی اجرِ عظیم کا امیدوار بنایا ہے۔ کیونکہ جب مسلمانوں کا قصد و ارادہ اور اُن کی نیت ہمہ تن اسلام کے مطابق ہے۔ تو اس کا ہر کام دین ہی کا ہے۔ علمِ تصوف میں اسی اجمال کی تفصیل تعلیم کی گئی ہے

رسائل حضرت شیخ محمد چشتی قدس سرہٗ ہشتم کتاب علم رُوحانی نہم کتاب رُوحانی کہانی دہم کتاب حکمتہ الاشراق تصنیف شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی۔ یہ سب تراجم بالکل تیار ہیں محض چھپنے کی دیر ہے خداوند تعالیٰ جلد وہ وقت لائے کہ ان کتابوں سے اسلام اور مسلمانوں کو نفع پہنچے اور میری محنت وصول ہو ان کتابوں کے ملاحظہ سے تصوف کی اصل حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ اور سچے صوفیوں کے سراپا صداقت احوال معلوم ہو کر قلب کے اندر نورانیت پیدا ہوتی ہے۔ محبت الٰہی کا تخم نشو و نما پانے اور ابھرنے لگتا ہے۔ ہر کام میں صدق، راستی اور خلوص اختیار کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اخلاق ہمدردی واتفاق پر ہر وقت نظر رہتی ہے کیونکہ سچے صوفی ان اوصاف کا مجسم نمونہ ہوتے ہیں اور انہی اخلاق و اوصاف سے ان حضرات نے اشاعتِ اسلام میں وہ کارہائے نمایاں کئے کہ جو دوسروں سے نہ ہو سکے اس اجمال کی تفصیل معلوم کرنے کے واسطے کتبہائے مذکورۂ بالا کا مطالعہ ضروری ہے سنئیے وہ کتبہائے مذکورہ کے دیگر نایاب اور بیش قیمت کتابیں اور بھی بہم پہنچائی ہیں۔ اور پہنچائی جا رہی ہیں۔

والسلام

سیّد یٰسین علی نظامی (مرحوم)

اس علم کے اصول و قواعد معلوم کرنے سے آپ اُسکی ضرورت اور فوائد پر عبور کرسکتے
حاصل کر سکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ میں لوگ اِس علم سے اسقدر غافل
ہوئے کہ اس کو بیکاروں کا مشغلہ اور مفت کی روٹیاں کھانے کا ذریعہ بتانے لگے۔
اگرچہ زمانہ حال کے بعض متصوّفوں کی حالت پر نظر کرنے سے یہ بدگمانی ایک حد تک
صحیح معلوم ہوتی ہے مگر نہ یہ کہ سچے اور حقیقی صوفیائے کرام کو اس پر قیاس کیا جائے
نعوذ باللہ اگر وہ بزرگان اس بدگمانی کے مصداق ہوتے تو اسلام کی اسقدر
ترقی ممکن نہ تھی واقعات پر نظر کرنے والے حضرات بخوبی جان سکتے ہیں کہ اسلام
کی ترقی میں جسقدر حصّہ صوفیائے کرام کا ہے اُس قدر نہ علماء کا ہے نہ سلاطین
و امرا کا۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ ابتدائے زمانہ یعنی صحابہ و تابعین کے وقت
میں عموماً مسلمان صوفی تھے اگرچہ اُنکا نام صوفی نہ تھا اور اس زمانہ میں برعکس
معاملہ ہے۔ اِس دعاگو نے حالتِ موجودہ پر نظر کرکے اسلام کی ترقی اور مسلمانوں
کی بہتری کیواسطے بزرگانِ متقدمین کی نایاب و مفید کتابوں کی اشاعت سے بہتر
کوئی ذریعہ نہ سمجھا چونکہ وہ کتابیں عربی میں ہیں یا فارسی میں اور اس ملک میں
چنداں مفید نہیں ہو سکتی لہذا اُن کے اُردو ترجمہ کرنے پر کمر باندھی الحمدللہ
کہ سالہا سال کی محنت کے بعد اسوقت مفصلہ ذیل کتب کے تراجم
اشاعت کیواسطے تیار ہو گئے ہیں اور اُن کی اشاعت کیواسطے دار الکتب
الصوفیہ نظامیہ کی بنیاد قائم کی تاکہ یہ کتبخانہ ہمیشہ اشاعت علم تصوف کی خدمت
انجام دیا کرے اوّل یہی کتاب درر نظامی دوئم خاتم شریف تصنیف حضرت
بندہ نواز سید محمد گیسو دراز قدس سرہ سوئم جوامع الکلم ملفوظات حضرت
موصوف چہارم رسالۂ افکار حضرت موصوف پنجم رسالہ نور نظر تصنیف حضرت
محبوب الٰہی قدس سرہ ششم رسالہ رواج و دیگر رسائل ہفتم مجموعۂ چہل

رسائل حضرت شیخ محمد چشتی قدس سرہٗ ہشتم کتاب علم روحانی نہم کتاب روحانی کہانی دہم کتاب حکمۃ الاشراق تصنیف شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی۔ یہ سب تراجم بالکل تیار ہیں محض چھپنے کی دیر ہے خدا وند تعالیٰ جلد وہ وقت لائے کہ ان کتابوں سے اسلام اور مسلمانوں کو نفع پہنچے اور میری محنت وصول ہو ان کتابوں کے ملاحظہ سے تصوف کی اصل حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ اور سچے صوفیوں کے سراپا صداقت احوال معلوم ہو کر قلب کے اندر نورانیت پیدا ہوتی ہے۔ محبت الٰہی کا تخم نشو و نما پانے اور ابھرنے لگتا ہے۔ ہر کام میں صدق و راستی اور خلوص اختیار کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اخلاق ہمدردی واتفاق پر ہر وقت نظر رہتی ہے کیونکہ سچے صوفی ان اوصاف کا مجسم نمونہ ہوتے ہیں اور انہی اخلاق و اوصاف سے ان حضرات نے اشاعت اسلام میں وہ کار ہائے نمایاں کئے کہ جو دوسروں سے نہ ہو سکے اس اجمال کی تفصیل معلوم کرنے کے واسطے کتبہائے مذکورۂ بالا کا مطالعہ ضروری ہے علاوہ کتبہائے مذکورہ کے دیگر نایاب اور بیش قیمت کتابیں اور بھی بہم پہنچائی ہیں۔ اور پہنچائی جا رہی ہیں۔

والسلام

سید یٰسین علی نظامی (مرحوم)

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

کے مختصر حالات، آپ کا سلسلہ نسب

حضرت خواجہ نظام الدین محمد بن خواجہ[2] سید احمد بن علی البخاری بن سید عبد اللہ[4] بن سید حسن بن سید علی بن سید احمد بن سید عبد اللہ بن سید علی[9] اصغر سید جعفر بن امام علی[11] ہادی نقی بن[12] امام محمد[13] تقی الملقب بجواد بن حضرت امام علی رضا بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام علی الملقب بہ امام زین العابدین۔ بن سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام بن سیدنا امیر المومنین امام المتقین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرت موصوف[18] کے دادا سید علی اور نانا سید عرب صاحبان بخارا سے ہجرت کرکے مع اہل و عیال ہندوستان میں تشریف لائے۔ چند روز لاہور میں رہ کر بدایوں کی سکونت اختیار کی اور یہیں ان تمام بزرگوں کے مزارات ہیں۔ ۲۷ صفر آخری چہار شنبہ کے روز ۶۳۶ھ کو حضرت خواجہ سید احمد کے دولت خانہ میں حضرت محبوبِ الٰہی پیدا ہوئے۔ ابھی عمر شریف پانچ

ہی سال کی تھی کہ والد محترم کا انتقال ہوگیا۔ جب آپ کچھ ہوشیار ہوئے تو والا شریفہ نے آپ کو تعلیم کیواسطے حضرت مولانا شادی مقری کے سپرد کیا۔ پھر مولانا علاؤالدین اصولی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں آپکی دستار بندی ہوئی اور مولانا شمس الملک سے مقامات حریری پڑھی اور مولانا کمال الدین محدث مشارق الانوار کی سند حاصل فرمائی بعدازاں بعہد سلطان غیاث الدین بلبن حضرت محبوب الہی معہ اپنی والدہ و ہمشیرہ کے دہلی میں تشریف لائے اور ۱۵ رجب ۶۵۵ھ میں اجودھن تشریف لیجاکر حضرت شیخ الاسلام خواجہ فرید الملتہ والدین گنجشکر رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہوئے حضرت شیخ الاسلام نے آپ کی صورت دیکھتے ہی یہ شعر زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا ؎

اَے آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ۔

سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

حضرت محبوب الہی چند روز جناب شیخ الاسلام کی کی خدمت میں حاضر رہکر دہلی میں واپس تشریف لائے اور فقرہ مجاہدہ اختیار کیا۔ آپ کی ابتدائی حالت یہ تھی اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خداوند تعالی نے اسقدر ابواب فتوحات کشادہ فرمائے کہ آپ کی داد و دہش اور بذل ایثار پر بادشاہوں کو حسد ہوگیا اور آپ کو لوگ نظام الدین اولیا زری زر بخش کہنے لگے۔ ستر من نمک آپ کے لنگر خانوں میں صرف ہوتا۔ کبھی آپ نے بادشاہوں سے گاؤں یا جاگیر قبول نہ فرمایا اور ابتک بھی آپ کے آستانہ فیض کاشانہ میں سوائے توکل کے کوئی جاگیر و معافی نہیں ہے۔ اللہ تعالی ہر ایک ضرورت کو غیب سے پورا کرتا ہے۔ الغرض محبوب الہی چند روز کے بعد دوبارہ حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں اجودھن حاضر ہوکر خلافت سے مشرف ہوئے۔ بعض روایات سے ایسا بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی ہی حاضری

ہی میں خلافت پائی تھی ؛

کچھ دنوں تو آپ دہلی شہر میں متفرق مکانات کے اندر سکونت فرماتے رہے مگر پھر آپ کے مریدنے موضع غیاث پور میں آپ کے واسطے دریائے جمنا کے کنارے خانقاہ بنوائی۔ اور آپ نے مستقل طور سے اُس میں قیام فرمایا اس خانقاہ متبرکہ کے بعض شکستہ مکانات یعنی حضرت کا خلوتخانہ اور کتب خانہ اب تک باقی ہیں

خلافت حاصل کرنے کے بعد حضور کی خدمت میں اسقدر رجوع خلائق ہوا کہ ہر وقت در اقدس پر میلہ لگا رہتا۔ مریدان و معتقدان ہزاروں کی تعداد میں حاضر خدمت رہتے اور ظاہر و باطن کی تعلیم حاصل کرتے۔

آپ کے مشہور خلفا میں سے حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلوی مخدوم اخی سراج مولانا برہان الدین غریب حضرت امیر خسرو۔ حضرت امیر حسن بن علاء سنجری۔ مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا علاء الدین نیلی۔ حضرت قاضی محی الدین کاشانی۔ حضرت مولانا علی بن محمود جاندار جامع کتاب ہذا وغیرہم رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ آپ کے بعض اکابرین خلفاء نے جو ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں حاضر رہے آپ کی زبانِ مبارک سے جو کچھ سُنا اس کو قلم بند فرمایا جن کو ان کی اصطلاح میں ملفوظات کہتے ہیں۔ حضرت امیر حسن نے جو ملفوظ جمع کیا ہے اس کا نام فوائد الفوائد ہے اور وہ بار بار طبع ہو کر مقبول ہو چکا ہے۔ اسی طرح حضرت امیر خسرو رحہ نے جو ملفوظ مسمٰے بہ افضل الفوائد جمع کیا ہے وہ بھی شائع ہو گیا ہے اب یہ ملفوظ جس کے جامع حضرت مولانا علی بن محمود جاندار ہیں نہایت نایاب تھا۔ اس دعا گو نے بڑی تلاش سے بہم پہنچا کر بڑے غور و خوض و صحت کے ساتھ اس

کے ترجمہ کو دیکھا ہے۔ اس ملفوظ میں ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ ہر ایک مضمون ایک باب کے تحت میں جمع کیا گیا ہے۔ جس سے ناظرین کے واسطے بڑی آسانی ہو گئی ہے دیگر ملفوظات میں یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ اس میں تاریخ وار بیانات ہیں یعنی فلاں تاریخ حضرت نے یہ فرمایا اور فلاں تاریخ یہ فرمایا۔ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ کی وفات کا واقعہ اس کتاب کے آخیر میں تحریر ہے۔ اس واسطے یہاں نقل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

موصوف کے مفصل حالات معلوم کرنے چاہیں تو اس دعا گو کی مولفہ کتاب سیرۃ نظامی یعنی سوانح عمری محبوب الٰہی ملاحظہ کریں۔ اس کتاب درر نظامی کے جامع حضرت مولانا علی بن محمود جاندار رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل حالات مجھکو معلوم نہ ہو سکے۔ اگرچہ سیر الاولیا اور اخبار الاخیار میں بھی آپ کا مختصر احوال درج ہے مگر وہ سب اس کتاب کے اندر آگیا ہے۔ محمد یٰسین علی نظامی

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں عقیدہ کی بنا پر اور اخلاقاً مترجم مرحوم کے صاحبزادے محمد میاں صاحب سے میں نے عرض کیا۔ بکمالِ مہربانی انہوں نے میری ہمت بڑھائی اور یہ کتاب اس صورت میں پیش کرنے کی جرائت ہوئی۔ اس سلسلہ میں میرے محترم وکیل حضرت سید تجمل حسین صاحب نظامی نے مجھے اِس کتاب کی اشاعت کی ترغیب دے کر میرے لئے عاقبت کا سامان فرمایا۔ جزاک اللہ

مسلم احمد نظامی

عرض حال

بزرگوں کی شان یا اللہ اللہ - اس پر قلم اٹھانا بزرگوں کا کام - اور مجھ جیسا گنہ گار انسان حضور محبوب الٰہی سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمتہ کے ملفوظات کے ساتھ اپنی تحریر منسلک کرنے کی جرأت کر رہا ہے اور صرف اس گریز کے ساتھ....

مانوس اعتبار کرم کیوں کیا مجھے - اب ہر خطائے شوق اسی کا جواب ہے

لکھ رہا ہوں اور شرمندگی سے زمین میں گڑا جاتا ہوں۔ مگر اس امر کا فخر دعویٰ ہے کہ حضور عالیہ کا کرم مجھ حقیر پر ہے.... اور اتنا کرم ہے کہ زبان خاموش رہے تو بہتر ہے اور کہا جائے تو صرف یہ کہ ؎

جی رہا ہوں تری نسبت کا سہارا لیکر

گویا یہ زندگی ان کے احسانات کی چلتی پھرتی تصویر ہے جو محبوب ہیں اور محبوب الٰہی - اور رونگٹا رونگٹا پکارے کہتا ہے ؎

تیرے کرم سے میری سلامت ہے زندگی تیرا کرم نہ ہو تو قیامت ہے زندگی

میں آج ہانکے پکارے کہا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جو اولیائے کرام کی عنایات اور اُن کی توجہات کے معترف نہیں ۔ خدا جانے وہ اندھے ہیں۔ گونگے ہیں۔ بہرے ہیں۔ ورنہ نغمۂ ولایت تو آج بھی اپنے سحر اور معجز انامی کے ساتھ روحوں کی جلا کے ساتھ ساتھ زندگی کے ہر موڑ پر اپنے پر کیف اثرات سے اُن کے دل گرما رہا ہے۔ جو بزرگوں کے مراتب سے آشنا اور جو اُن کے کرم کے متلاشی ہیں زیر نظر ملفوظات عالیہ سید محمد لسین علی صاحب نظامی مرحوم نے فارسی سے اُردو میں ترجمہ کئے۔

اور سید محمد میر صاحب وکیل میرٹھ اور سیّد محمد نصیر شاہ صاحب جو اُن کے چھوٹے بھائی تھے ان ملفوظات کو چھپوانے کے لئے آگے بڑھے۔ ۱۳۲۲ھ کی بات ہے گویا چوّن سال پہلے یہ کتاب چھپی۔ کسی کی عقیدت پر تو کچھ لکھنے کا مجھ کو حق نہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ جس بے ترتیبی اور عدم توجہ کے ساتھ یہ ملفوظات چھپے ان کو دیکھ کر رونا آتا ہے۔ غلطیاں لاتعداد۔ کتابت ازحد خراب۔ سیاہ غذا اخباری اور چھپائی الامان! باوجود تلاش اچھا نسخہ دستیاب نہ ہو سکا اور اسی نسخہ سے کتابت کرانی پڑی۔ مگر اصل متن فارسی دستیاب نہ ہوا۔ اس لئے اغلاط کا زیر نظر ملفوظات میں بھی کافی ذخیرہ ہے خصوصاً فارسی ابیات تو بہت ہی غلط ہیں مگر کیونکہ یہ الفاظ خود حضور محبوب الٰہی کے ہیں۔ اس لئے ان پر مجھ کو قلم لگانا سوءِ ادب معلوم ہوا اس لئے میں نے مطبوعہ مذکورہ نسخہ کے عین مطابق ہی کتابت کرائی۔ اغلاط کا مجھ کو احساس ہے اپنی کم علمی کا بھی احساس ہے اب یہ آپ کا کام ہے کہ اغلاط سے مجھ کو مطلع کر دیا۔ تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح ممکن ہو سکے۔۔۔یا اصل نسخہ فارسی ضرور موجود ہے مگر جن کے پاس ہے انہوں نے بخل سے کام لیا۔ اور مستعار بھی نہ دیا۔ حضور کے خواہر زادوں میں میرے کرم فرما سب ہی ہیں مگر خدا بھلا کرے سیّد تجمل حسین شاہ صاحب نظامی کا جن کی دعاؤں سے میں اس قابل ہوا کہ حضور سلطان المشائخ کے سلسلہ کی چوتھی کتاب پیش کر رہا ہوں۔ اوّل فوائد الفواد دوم افضل الفوائد۔ سوم تحفۃ المحبوب۔ چہارم دُررِ نظامی! سید حافظ حسن صاحب نظامی کا بھی مشکور ہوں۔ جنہوں نے پرخلوص طریقہ پر میری بڑی مدد فرمائی ہے۔ اللہ ان لوگوں کو جزائے خیر دے۔ آمین!

کتاب آپ کے سامنے ہے۔ کتاب کی اہمیت اور نفسِ مضمون

کی قدر و منزلت آپ کو معلوم ہے۔ مولف سے آپ واقف ہیں مترجم سیّد محمد یاسین علی نظامی مرحوم ہیں۔ مگر دل اندر سے یہ ہی کہتا ہے کہ اصل کتاب جیسی تھی نہ ویسا ترجمہ ہے۔ اور نہ ہی ویسی موجودہ اشاعت ہے۔ آپ دستگیری فرمائیں۔ اغلاط سے اگاہی بخشیں۔
انشاء اللہ آئندہ اشاعت حتی المقدور بہتر ہوگی۔

طالب دعا

غلام غلامانِ اولیا

مسلم احمد نظامی ایم۔اے

ملفوظِ مبارک حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحمیدِ لانہایت و تسبیحِ بے نہایت خداوند عالم ہی کو سزاوار ہے جس نے دنیا کی طرف التفات کرنے اور غیر خدا کو منظور نظر ٹھہرانے سے اپنے اولیاء کے دل پاک و صاف بنائے۔ اور صلوٰۃ و سلام حضور محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے اہل بیت و یاران پر نازل ہو جو اقوال و افعال میں ہمہ تن آپ کے متبع اور عدل و احسان میں بالکل آپ کے مطابق و موافق تھے

نظم

تا بہ حشر اے دل آں ثنا گفتی	ہمہ گفتی چو مصطفیٰ گفتی
خاکِ او باش و بادشاہی کن	آن او باش و ہر چہ خواہی کن
برگ چوبِ جا کہ ہست بردر او	گر فرشتہ است خاک بر سرِ او

اما بعد بندہ پروردۂ درویشاں واز سرودیدہ خاکِ قدم ایشاں **علی بن محمود جاندار** عرض پرداز ہے کہ جو الفاظِ دُربار وبیانِ گہر نثار حضرت شیخ الشیوخ قطب اوتادِ بنی آدم فائز بمقامات الیقیں جناب شیخ **نظام الحق و الشرع والملۃ والدین محمد بن احمد بن علی البخاری** ادام اللہ برکاتہٗ کے مثل ابرِ نوبہاری تشنگانِ محبت حضرتِ باری کے باغیچوں کو سیراب وشاداب کرتے اس کتاب میں جمع کر کے **دُررِ نظامی** نام رکھا گیا ہے۔

وَاللّٰہُ[1] الْمُسْتَعَانُ وَتَوَجُّو الرَّحْمَۃَ وَالْغُفْرَانَ۔

قطبِ عالم نظامِ ملت و دین	کافتابِ کمال شد رخِ او
از جنید و ز شبلی و معروف	یادگار ایست ذاتِ فرخِ او
شیخ ایشان اگر چنین بودند	در نہ بودند این چنین شیخِ او

باب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا بیان

حضرت شیخ الشیوخ العالم نظام الحق والشرع والدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد (حدیث قدسی) بیان فرمایا ہے کہ میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ بادشاہوں کے دل اور ان کی

---

[1] یعنی اللہ ہی کی وہ ذاتِ پاک ہے جس سے امداد و اعانت طلب کی جاتی ہے اور ہم اس سے رحمت اور مغفرت کی امید رکھتے ہیں۔

پیشانیاں میرے ہاتھ میں ہیں اگر بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں بادشاہوں کو ان پر مہربان کرتا ہوں اور اگر بندے میری اطاعت نہیں کرتے تو میں بادشاہوں کو ان پر نامہربان کرتا ہوں لہٰذا بندوں کو میرے بادشاہوں کی شکایت نہ کرنی چاہئیے بلکہ میرے حضور میں گناہوں سے توبہ کرنی لازم ہے۔ فرمایا مخلوق کے ساتھ خدا کا معاملہ دو طرح پر ہوتا ہے۔ عدل یا فضل۔ اگر مخلوق آپس میں عدل کرتی ہے تو خدا ان پر فضل فرماتا ہے اور اگر باہم ظلم کرتی ہے خدا ان کے ساتھ عدل کرتا ہے۔ پھر جس کے ساتھ خدا عدل فرمائے وہ ضرور عذاب میں گرفتار ہوگا اگرچہ اپنے وقت کا ولی ہی کیوں نہ ہو۔

اکثر اوقات کاتب حروف اور حضرت استاد الابدال والاوتاد جناب قاضی محیّ الدین کاشانی اور مولٰنا حجۃ الدین شیبانی ایک ساتھ خدمت جناب شیخ میں حاضر ہوتے اور جناب شیخ قاضی صاحب کی بے حد و نہایت تعظیم فرماتے اور بجز قاضی صاحب کے کسی مرید کی سروقد تعظیم نہ دیتے۔ ایک روز جو قاضی صاحب تشریف لائے تو حضرت نے فرمایا کہ آج میرے زانو میں درد ہے قاضی صاحب مجھ کو معذور رکھیں میں کھڑا نہیں ہو سکتا پھر اس فائدے کے ضمن میں ارشاد کیا کہ خداوند تعالیٰ نے ہر ایک عضو ایک کام کے واسطے پیدا کیا ہے اور جب وہ عضو اس کام سے عاجز ہو جاتے تو بیمار کہلاتا ہے۔ اسی طرح دل محبت الٰہی کے واسطے پیدا کیا گیا ہے جس دل میں

محبت الٰہی نہیں ہے وہ بیمار ہے۔ قیامت کے دن آدمی کو اس کا دل کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک کہ دل سلیم نہ ہو۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے[1] یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ الغرض قاضی صاحب کا دستور تھا کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر احادیث نبویہ کا ذکر کرتے اور حضرت ان کے مطالب و معانی نہایت شافی و کافی طور سے بیان فرماتے اور تمام حاضرین مستفید ہوتے۔ ایک روز اس حدیث کے متعلق گفتگو واقع ہوئی۔ [2] مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ یَرِحْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَاِنَّ رِیْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَۃِ خَمْسِ مِائَۃِ عَامٍ جناب شیخ نے ارشاد فرمایا۔ بظاہر یہ حدیث اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے مگر اس کی یہ تاویل بیان کی ہے کہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے مقام حساب میں خداوند تعالیٰ کی مہربانی و عنایت سے بہشت کی خوشبو آئے گی جس کو سونگھنے سے مومنوں پر حساب آسان ہوگا۔ مگر جس نے معاہد کو قتل کیا ہے وہ اس خوشبو سے محروم رہے گا اور حساب کی اس پر شدت ہوگی

---

[1] یعنی قیامت کے روز نہ مال نفع دے گا نہ اولاد مگر جو قیامت کے روز خدا کے حضور میں قلب سلیم لے کر حاضر ہوا۔ [2] جس نے معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ اس کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے آتی ہے۔ معاہد وہ شخص ہے جس سے عہد کر لیا ہو کہ اس کو ستایا نہ جائے گا۔

پھر حضرت نے خواجہ نظامی کی یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی **بیت**

بادے کہ سحر گہ ز سرِ کوئے تو آید　　　　جانہاش فدا باد کز و بوئے تو آید

پھر بڑی دیر تک سخت گریہ کیا اور فرمایا کہ اس وقت اس مجلس میں بھی وہ خوشبو موجود ہے۔ فرماتے تھے کہ جس مجلس میں اہل دل جمع ہوتے ہیں تو ان کے وہاں سے اٹھ جانے کے بعد بھی خوشبو باقی رہتی ہے اور وہ خوشبو خارجی نہیں ہے بلکہ ذاتی ہے محض ملاقات اور صحبت ہی سے مشام میں آجاتی ہے۔ **بیت**

آن نامہ را کہ جستی ہم با تو در گلیم است　　　　تو از سیہ گلیمی بوئے ازاں نہ دیدی

بعدہ قاضی صاحب نے یہ حدیث حضرت کے سامنے پڑھی اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ طَعَامًا فَلَا یَمْسَحْ یَدَہٗ حَتّٰی یلعقھا اویلعقھا

حضرت نے فرمایا بعض شارحین نے اس حدیث کے یہ معنی کئے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنے ہاتھ کو بغیر دھوئے خود چاٹے یا دوسرے سے چٹوائے نہ پونچھے مگر یہ خطا ہے کیونکہ لفظ یلعقہا اگرچہ باب افعال سے ہے مگر باب افعال ہمیشہ متعدی نہیں آتا لازم بھی آتا ہے چنانچہ کلام اللہ میں جگہ جگہ اس کی نظیر موجود ہے۔ مثلاً اولئک ھم المفلحون واشرقت الارض بنور ربھا۔ نہیں بلکہ حدیث میں دونوں لفظ ایک ہی معنی رکھتے ہیں اور حرف او شک راوی ہے۔ اسی سبب سے حدیث کی روایت میں

سماع شرط رکھا گیا ہے۔ قاضی صاحب نے عرض کیا کہ بندے نے خواجہ عثمان اسمٰعیل کی تالیف میں ایک حدیث دیکھی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ وَطُوْبٰی سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ یَرَنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ۔ یعنی خوشی ہے اس شخص کے واسطے جس نے مجھ کو دیکھا اور میرے اوپر ایمان لایا اور سات بار خوشی ہے اس شخص کے لئے جس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور میرے اوپر ایمان لایا۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ حدیث قوی اور دلیل عقلی کے موافق ہے کیونکہ ایمان غیب ایمان شاہدہ وعیان سے راجح رکھا گیا ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ اَجْمَعَ الْمَالَ وَکُنْ مِّنَ التَّاجِرِیْنَ وَلٰکِنْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السَّاجِدِیْنَ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ۔ یعنی میری طرف یہ وحی نہیں کی گئی ہے کہ مال جمع کر کے سوداگر بن جا بلکہ مجھ کو یہ وحی کی گئی ہے کہ اپنے رب کی تحمید وتسبیح اور سجدہ بجا لا اور آخری وقت تک اس کی عبادت کئے جا۔ اور فرمایا صاحب اعجاز البیان نے جمل الغرائب کی شرح میں سب سے پہلے یہ حدیث نقل کی ہے[1] اَللّٰھُمَّ اِنَّ عمرو بن العاص قد ھجانی وھو یعلم انّی لست بشاعر فاھجہ واھجاہ اللہ بان شھرہ بین الناس بالمکر اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اے اللہ بیشک عمرو بن العاص نے میری ہجو کی ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ میں شاعر نہیں ہوں پس تو اس کی ہجو کر چنانچہ خدا نے اس کی ہجو کی کہ اس کو لوگوں میں مکر وفریب کے ساتھ مشہور کر دیا۔

کا ارشاد ہے اذا التقا المسلمان کان احبہما الی اللّٰہ احسنہما بسرًّا لصاحبہ فاذا اصافحا انزل اللّٰہ بمائۃ خمس وخمسون منہما للذی بدأ بالمصافحۃ وعشرۃ للذی صوفح یعنی جب دو مسلمان باہم ملاقات کریں تو خدا کو ان دونوں میں زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو دوسرے کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور جب یہ دونوں مصافحہ کرتے ہیں تو خدا مصافحہ میں سبقت کرنے والے پر ایک سو پچانوے نیکیاں اور دوسرے پر دس نیکیاں نازل فرماتا ہے۔

اور ارشاد کیا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اذا رای احدکم الرویا یسوءہ فلیتفل عن یسارہ ثلاثا ولیستعذ باللّٰہ مِنَ الشیطان الرجیم ثلاثا ولیتحول عن جنبہ الذی کان علیہ یعنی جب تم میں سے کسی کو بد خوابی ہو تو بائیں طرف تین بار تھتکار دے اور تین بار اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر کروٹ بدل لے اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد فرمایا کہ نوادر الاصول میں مذکور ہے کہ ربیع بن خثیم بزرگان تابعین اور شاگردان حضرت عبداللّٰہ ابن مسعود سے تھے ایک شخص ان کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں نے خواب میں ایک شخص سے سنا ہے کہ ربیع بن خثیم سے کہدو کہ وہ دوزخی ہے۔ بزرگ نے یہ سنتے ہی بائیں طرف تین بار تھتکار کر تین بار اعوذ باللّٰہ پڑھلی۔ اس خواب دیکھنے والے نے دوسری

شب خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ایک کتے کے گلے میں رسی باندھے ہوئے
اس کے سامنے آیا اور کہنے لگا یہ وہی شیطان ہے جس نے کل خواب میں
تجھ سے کہا تھا کہ ربیع بن خثیم دوزخی ہے اور ربیع نے جو تین بار تھتکار کر
اعوذ باللہ پڑھی اس کے یہ تین زخم اس کے سر میں موجود ہیں اور فرمایا
نوادر الاصول ہی میں یہ روایت بھی لائے ہیں کہ حضرت ام المومنین عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم بباعث
گرسنگی کے شکم مبارک پر پتھر باندھا کرتے تھے اور کبھی خوشبو لگانے کو ترک
نہ کرتے اور اپنے احوال نفس کی نگرانی فرماتے اور آئینہ اور قینچی اور مسواک کو سفر
وحضر میں اپنے سے جدا نہ فرماتے اور جب باہر لوگوں کے پاس جانا چاہتے
تو ایک برتن میں پانی بھرا رہتا تھا اس میں دیکھ کر اپنی ریش مبارک اور سر کے
بالوں کو درست فرماتے تھے کہ خدا جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

فرمایا امام غزالی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں
کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سفر میں پانچ چیزیں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ آئینہ،
سرمہ دانی، سوئی، مسواک، کنگھا۔

فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سردار عالم صلّی
اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں میری امت کے پانچ طبقے ہیں۔ ہر طبقہ چالیس
برس کا۔ میرا اور میرے اصحاب کا طبقہ اہل علم اور ایمان کا ہے۔ پھر ان کے بعد

اہل ہنر و تقویٰ کا طبقہ ہے پھر ان کے بعد اہل تواصل و تراحم کا طبقہ ہے پھر ان کے بعد اہل تقاطع و تدبر کا طبقہ ہے اور ان کے بعد اہل ہرج و مرج کا طبقہ ہے۔ یہ پانچوں طبقے دو سو برس کے اندر ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا۔ پہلا طبقہ اہل علم و مشاہدہ یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا اور دوسرا طبقہ اہل تقویٰ یعنی تابعین کا اور تیسرا طبقہ اہل تواصل و تراحم یعنی تبع تابعین کا۔ تواصل یہ ہے کہ دنیاداری میں وہ اور لوگوں کے ساتھ شریک تھے اگر دنیاداران کو اپنی طرف کھینچتا تو وہ اس کو اپنی طرف منجذب کر لیتے تھے اور تراحم یہ ہے کہ اگر تمام دنیا ان کے پاس آتی تو وہ سب کو راہِ خدا میں خرچ کر دیتے اور کچھ باقی نہ رکھتے۔ چوتھا طبقہ اہل تقاطع و تدابر کا ہے۔ تقاطع یہ ہے کہ اگر دنیاداری میں کسی کے ساتھ شریک تو وہ فساد اور جھگڑے برپا کر کے اس کو نقصان پہنچائے اور تدابر یہ ہے کہ دنیا میں بجز اپنے کسی دوسرے کا حصہ نہ سمجھے اور کسی کو کچھ نہ دے۔ پانچواں طبقہ اہل ہرج و مرج ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کو قتل و غارت کرنے کے در پے رہتے ہیں۔

فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الحق والدین فرماتے تھے جو شخص اس درویش کا مرید ہو وہ قرض نہ لیا کرے اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد کیا کہ حدیث شریف آیا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْکُفْرِ وَالدَّیْنِ

قیل العدل بینھما قال نعم یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کفر اور قرض سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں کسی نے عرض کیا کہ آپ ان دونوں کو برابر کرتے ہیں فرمایا ہاں۔

فرمایا ایک دفعہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین بیمار تھے۔ عصا ہاتھ میں لے کر چند قدم چلے پھر عصا کو ہاتھ سے پھینک دیا اور چہرۂ مبارک پر پریشانی کے آثار نمایاں ہوئے کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کہ مجھ کو عصا پر سہارا کرنے کے سبب عتاب ہوا کہ ہمارے سوائے غیر پر تکیہ کرتا ہے۔ اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد کیا کہ اگرچہ عصا کے متعلق حضرت سید کائنات ؐ سے روایت آئی ہے اور نیز یہ حدیث بھی روایت کرتے ہیں کہ مَنْ بَلَغَ اربعین سنۃ ولم یاخذ العصا فقد عصٰی ابا القاسم[1] مگر اس حدیث کی ہم کو تحقیق نہیں ہوئی اور نہ کسی معتبر کتاب میں نظر سے گزری ہے اور نہ ہم نے کسی سے سنا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصا ہاتھ میں رکھتے تھے۔ اگر حضور بحالت مرض یا صحت عصا ہاتھ میں رکھتے تو ضرور یہ بات مشہور ہو جاتی اور موسیٰ علیہ السلام کے قصہ پر جو نظر کی جائے کہ خدا فرماتا ہے وما تلک[2] بیمینک یموسٰی قال ھی عصای

---

[1] یعنی جس کی عمر چالیس برس کی ہو گئی اور اس نے ہاتھ میں لکڑی رکھنی اختیار نہ کی ہو تو بے شک اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ [2] اے موسیٰ تمہارے ہاتھ میں یہ کیا ہے عرض کیا کہ یہ میری لکڑی ہے اس پر سہارا لگاتا ہوں (باقی اگلے صفحہ پر)

اتوکؤ علیھا واھش بھا علیٰ غنمی ولی فیھا مآرب اخریٰ تو اصول فقہ کے قواعد مطابق عصا کا جواز ثابت ہو کر مسئلہ یہ مقرر ہوتا ہے کہ بوقت ضرورت عصا ہاتھ میں رکھے اور بے ضرورت نہ رکھے۔ فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے۔ صوموا الشھر وسرہ۔ حضرت قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا کہ یہ حدیث غرایب سے معلوم ہوتی ہے اور اس کے معانی نہایت دقیق ہیں۔ فرمایا اصل شہر مہینہ کے پہلے روز کا نام ہے جس کو غرہ کہتے ہیں چونکہ یہ دن مشہور ہوتا ہے لہٰذا اس کا نام شہر رکھا گیا پھر غلبہ استعمال کے سبب تمام مہینہ کا نام شہر ہو گیا اور یہاں شہر سے غرّہ ہی مراد ہے کیونکہ آگے لفظ سر کو اس پر عطف کیا ہے اور سر مہینہ کے آخر روز کو کہتے ہیں مطلب یہ ہوا کہ مہینہ کے اول و آخر روز کا روزہ رکھو۔

جامع کتاب ہذا فرماتے ہیں کہ میرا ایک فرزند ابو القاسم نام دو ڈھائی سال کی عمر کا تھا اور اس کی ماں رات کو سوتے وقت چارپائی پر پانی سے آبخورہ بھر کر رکھ لیتی تاکہ بچہ کو جس وقت پیاس لگے پلا دیا جائے میں نے کہا کہ تم یہ آبخورہ ڈھک کر رکھا کرو ایسا نہ ہو کہ رات میں کوئی کیڑا پتنگا اس کے اندر گر پڑے۔ اس کی ماں نے کہا چارپائی پر کیڑا پتنگا کہاں سے آئے گا اور وہ اسی طرح کھلے آبخورہ کا پانی اس کو پلاتی رہی یہاں تک کہ چند روز میں بچہ بیمار ہو گیا۔

(بقیہ صفحہ ۲۶) اور اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس کے اندر میری اور بھی ضرورتیں ہیں۔

اور میں حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں اس کے واسطے دعا کرانے حاضر ہوا. آپ نے دعا فرمانے کے بعد ارشاد کیا کہ حدیث شریف میں آیا ہے رات کے وقت برتن کو ڈھک دیا کرو اور مشک کا منہ باندھا کرو کیونکہ سال بھر میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس کے اندر آسمان سے وبا نازل ہو کر کھلے برتن یا مشک میں داخل ہو جاتی ہے. جو شخص اس پانی کو پیتا ہے وہ مبتلائے بلا ہو جاتا ہے. بندہ نے عرض کیا اور جو اس پانی سے وضو کرے. فرمایا وہ بھی بلا میں مبتلا ہوتا ہے. اس کے بعد چند ہی روز میں وہ بچہ فوت ہو گیا.

جب بندہ کو شادی کا اتفاق درپیش ہوا تو اس کے بعد بندہ اور شرف الدین جنٹی دار جو حضرت کے مریدان سے تھے خدمت میں حاضر ہوئے. بندہ نے شادی کا حال عرض کیا. حضرت اس کو سن کر منقبض ہوئے اور شرف الدین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا یہ دُنیا اور آخرت کو جمع کرنا چاہتے ہیں. ایک صحابی ابو جہم نام حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک کمبل لائے جس کے اندر اعلیٰ درجہ کے پھول بوٹے بنے ہوئے تھے. حضرت نے اس کو قبول فرما کر اپنا کہنہ کمبل ان کو مرحمت فرمایا. پھر جب آپ نماز میں مشغول ہوئے تو اس کمبل کے گلہائے رنگ برنگ پر نظر پڑنے سے نماز کی حضوری میں فرق پڑا اور نماز کے بعد ہی حضرت نے کسی کو حکم فرمایا کہ کمبل ابو جہم کو واپس کر کے میرا کہنہ کمبل ان سے لے آؤ.

آپ کے مریدوں میں سے ایک مرید ایک ہاتھ دھویا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا دونوں ہاتھ کیوں نہیں دھوتے۔ عرض کیا کہ مقصود تو ایک ہی ہاتھ دھونے سے حاصل ہو گیا۔ آپ نے فرمایا ادب یہی ہے کہ دونوں ہاتھ دھوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دو بھائی (مسلمان) جب ایک دوسرے سے ملیں تو ان کی مثال دونوں ہاتھوں کی سی ہے کہ ایک دوسرے کو دھلواتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ فرمایا میری ایک خواہر زادی کی شادی ہوئی تو اس کا خاوند اس کے ساتھ درست نہ تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز میری والدہ مجھ سے فرمانے لگیں کہ میں اس کا خلع کرانا چاہتی ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ آپ کو اختیار ہے۔ پھر اسی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرے ہاں شیخ نجیب الدین متوکل آ رہے ہیں میں نے والدہ سے عرض کیا کہ کچھ کھانا موجود کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا ہمارے ہاں کھانا کہاں ہے پھر میں نے سنا کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ میں آپ کے استقبال کو دوڑا اور قدمبوس ہو کر عرض کیا کہ میرے غریب خانہ میں تشریف لے چلیں آپ نے فرمایا تم گھر میں لے جا کر کیا کرو گے۔ میں نے عرض کیا کھانا پیش کروں گا۔ فرمایا تمہارے گھر میں کھانا کہاں ہے۔ ابھی تم نے والدہ سے کھانے کے واسطے کہا تھا۔ اس جواب کو سن کر میں نہایت شرمندہ ہوا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی زبان مبارک سے ایک

حدیث سننی چاہتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اَیّمَا امرأۃ[1] تزوجت بزوج وطلبت الفرقۃ منہ قبل مضی سنتین و نصف سنۃ فھی ملعونۃ۔ صبح کو جب میں بیدار ہوا اور حدیث کو غور کیا تو اپنی خواہر زادی کے معاملہ سے مطابق پایا۔ اسی وقت والدہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ابھی اس معاملہ میں صبر کرنا چاہیئے یہاں تک کہ نکاح سے ڈھائی سال کی مدّت گزر جائے چنانچہ اسی عرصہ میں داماد نیک اور مطیع مرضی کے موافق ہو گیا۔

قاضی منہاج الدین وعظ فرما رہے تھے اثنائے وعظ میں بیان کیا کہ چھ حدیثیں متواتر ہیں پہلی مَنْ[2] شَمَّ الْوَرْدَ وَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَقَدْ جَفَانِیْ۔ دوسری[3] اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنیٰ لان الرجل قد یزنی ثم یتوب فلیتوب اللہ علیہ وان صاحبہا لا یغفر حتّی یغفر لہ صاحبہ۔ تیسری[4] البینۃ علی المدعی والیمین علی المنکر اور باقی

---

[1] یعنی جس عورت نے کسی شخص سے شادی کی پھر ڈھائی سال گزرنے سے پہلے اس خاوند سے جدائی چاہی تو اس پر لعنت ہے [2] جس نے گلاب کا پھول سونگھا اور مجھ پر درود نہ پڑھا تو بیشک اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ [3] غیبت کرنا زنا سے بھی سخت تر ہے کیونکہ آدمی زنا کر کے توبہ کرتا ہے تو خدا اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی بخشش نہیں ہوتی جب تک وہ شخص نہ بخشے جس کی غیبت کی ہے۔ [4] گواہوں کا پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعا علیہ پر۔

تین حدیثیں اس وقت یاد نہیں آتیں۔ فرمایا صحابۂ کرام کے زمانہ میں بھی حدیث کے اندر اختلاف تھا۔ ایک قاضی سے کسی نے پوچھا کہ حدیث مَنْ جُعِلَ قَاضِیًا[له] فَقَدْ ذُبِحَ بِغَیْرِ سِکِّیْنٍ۔ صحیح ہے یہ قاضی اس وقت خط بنوا رہے تھے اس حدیث میں طعن کرنے لگے قدرت الٰہی سے استرہ ان کے حلق پر اس طرح لگا کہ حلق کا کچھ حصہ کٹ گیا اور اسی زحمت میں وفات پائی۔ اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد فرمایا کہ لوگ جو حدیث بیان کریں اس کو یہ نہ کہنا چاہیئے کہ یہ حدیث معتبر نہیں ہے بلکہ یوں کہہ دے کہ احادیث کی معتبر کتابوں میں نہیں ہے۔ شرح آثار نیرین میں لکھا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عدی کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے ضِرْسُ الْکَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ یعنی جہنم کے اندر کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کی برابر ہے میں نے اپنے دل میں اس حدیث کی نسبت بطور تکذیب کے کہا کہ پھر کافر کے سر اور ہاتھ کیسے ہوں گے اسی شب خواب کے اندر کیا دیکھتا ہوں کہ میری ڈاڑھ اتنی عظیم الشان ہوگئی ہے کہ اس کے اندر شہر آباد ہیں اور میں نہایت تعجب کر رہا ہوں کہ اسی وقت ایک کہنے والے نے کہا یہ تجھ کو اس سبب سے دکھایا گیا ہے کہ تو نے ابو ہریرہؓ کی حدیث میں شک کیا تھا۔

فرمایا جب حضرت سید نورالدین مبارک غزنوی دہلی میں تشریف لائے

[له] جو شخص قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔

اور یہاں کے لوگوں پر نظر کی تو دل میں یہ خطرہ گزرا کہ حدیث شریف میں آیا ہے
کہ چالیس مسلمانوں میں خدا کا ایک ولی ہوتا ہے۔ یہ حدیث صحیح نہیں معلوم
ہوتی کیونکہ مجھ کو اس شہر میں ایک ولی بھی نہیں دکھائی دیتا آخر ایک شب یہ
اندیشہ ان کے دل میں نہایت پختہ ہوا پھر اسی شب ایک شخص نے ان کے
دروازہ پر آن کر دستک دی یہ دروازہ کھول کر باہر نکلے اس شخص نے کہا کہ تم کو
اولیاء اللہ سے کیا کام ہے اگر ہیں اور تم ولی نہیں ہو تو کیا ضرورت ہے
کہ کوئی بھی ولی نہ ہو۔

امام غزالی اپنی تصنیفات میں لکھتے ہیں کہ محمد اقطع ایک بزرگ تھے انہوں
نے دو برس تک خربوزہ نہ کھایا کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا مجھ کو ابھی یہ
نہیں معلوم ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر خربوزہ نوش فرمایا ہے
باتخم یا بے تخم با پوست یا بے پوست واللہ اعلم بالصواب۔

باب دوم علم اور علمائے بیان میں

شیخ شیوخ العالم قطب اقطاب بنی آدم نظام الحق والدین طاب
مرقدہ فرماتے ہیں کہ جس روز میں حضرت شیخ الاسلام خواجہ فریدالدین
قدس اللہ روحہ کی بیعت سے مشرف ہوا تو میں نے عرض کیا کہ میرے واسطے
کیا فرمان ہے ترک علم کر کے اوراد و نوافل میں مشغول ہوں۔ فرمایا میں کسی کو

تعلیم و تعلم سے منع نہیں کرتا یہ بھی کرو اور وہ بھی کرو پھر جو غالب آجائے۔
اس کے بعد فرمایا کہ درویش کو قدرے علم ضروری ہے۔ بندہ نے عرض داشت
کی کہ خدمت حضرت منسوب تعلم و اجتہاد ہیں اور حضرت خواجہ فریدالدین بھی
ایسے ہی مگر حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کو لوگ اس قدر علم
کے ساتھ نسبت نہیں کرتے فرمایا وہ بھی علم سے خالی نہیں تھے۔ بیت

بابد کہ شریعت بجہت آموزی تا شمع طریقت بدے افروزی
چوں سحر حقیقی ترا روشن شد وانگاہ بیک شعلہ جہاں افروزی

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں مجھ سے جناب سری سقطی نے فرمایا کہ تم مجھ
سے جدا ہو کر کہاں جایا کرتے ہو۔ میں نے کہا حارث محاسبی کے پاس۔ فرمایا
ہاں بہتر ہے ان کا ادب اور علم سیکھو اور اہل کلام کی چادر اپنے اوپر سے
اتار دو (یعنی بحث و مباحثہ ترک کر دو) جب تم ان کی باتوں کو گوش ہوش
سے سنو گے تو خدا تم کو صاحب حدیث کر دے گا۔

فرمایا جب آدمی علم حاصل کر لیتا ہے تو جلد مشہور ہو جاتا ہے اور بے
علم درویشوں پر اہل علم کا اعتقاد نہیں جمتا اور ایک عالم اور ایک غیر عالم
دونوں کسی درویش کے پاس جائیں تو عالم کی لوح منقش ہونے کے سبب
دیر میں نقش پذیر ہوگی اور غیر عالم کی لوح غیر منقش ہونے کے سبب جلد نقش پذیر
ہوگی اور عالم سے پہلے منزل پر پہنچے گا مگر بغیر عالم ہوئے کامل و مکمل نہیں ہو سکتا۔

فرمایا جب عالم کوئی مشکل مسئلہ حل کرتا ہے تو اس کو ایسی حلاوت حاصل ہوتی ہے کہ بادشاہ کو اپنی بادشاہی میں بھی نہیں حاصل ہوتی۔ اور پھر جو لطف درویش کو اپنی طاعت میں حاصل ہوتا ہے اس کی عالم کو بھی خبر نہیں اور نہ اس نعمت کا بیان ممکن ہے۔

فرمایا خواجہ ابوالمؤید شمس العارفین نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ کون ہیں (یعنی انبیاء کے وارث کون سے ہیں) انھوں نے جواب دیا کہ یہ علماء ہیں جن کو تم دیکھتے ہو۔ خواجہ ابوالمؤید نے کہا یہ علماء انبیاء کے وارث کیسے ہو سکتے ہیں۔ انبیاء کا علم تو اکتسابی نہ تھا اور ان لوگوں کا علم اکتسابی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ورثۃ الانبیاء وہ علماء ہیں جنہوں نے علم پڑھ کر عمل کیا اور اس عمل کے ثمرہ میں ان کو وہ علم حاصل ہوا جس کو علم لدنی کہتے ہیں اور جو عالمِ غیب سے نصیب ہوتا ہے جب علماء اس درجہ پر پہنچ جائیں اس وقت ان کو ورثۃ الانبیاء کہا جائے گا۔

فرمایا جو شخص پیر نہ رکھتا ہو وہ حضرت شیخ علی ہجویری کی کتاب کشف المحجوب کا مطالعہ کرے ایک بزرگ اس کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے کہ ایک شخص نے کوئی حکایت بیان کی یہ بزرگ اس حکایت کے سننے میں کتاب کے مطالعہ سے باز رہے اور ہنسے بھی۔ پھر اس بے ادبی سے پشیمان ہوئے مگر پھر بھی چھ مہینہ تک اس کتاب سے کچھ ذوق حاصل نہ ہوا بعد چھ ماہ کے

بدستور سابق ذوق حاصل ہونے لگا اور میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور آداب المحققین بھی اچھی کتاب ہے۔ مشائخین نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں وہ دل میں خوب اثر کرتی ہیں اور فارسی میں روح الارواح بھی خوب کتاب ہے۔ قاضی حمیدالدین کو یاد تھی منبر پر اس کے مضامین بیان فرماتے تھے اور جن بزرگ نے یہ کتاب تصنیف کی ہے جو حال وہ بزرگ رکھتے تھے اس کے اندر مندرج ہے۔ کتب سلوک میں لکھتے ہیں کہ مرید کو چاہیئے کہ ہر روز بعد تلاوت کلام اللہ کلام مشائخ کا مطالعہ بھی ضرور کرے۔

فرمایا ایک بزرگ کے صاحبزادہ محمد نام علم ظاہری میں نہایت علو رکھتے تھے جب انہوں نے عالم طریقت میں داخل ہونا چاہا تو اپنے والد سے درخواست کی۔ والد نے فرمایا تم ایک چلّہ کرو جب یہ چلّہ تمام کر کے والد کے پاس آئے تو انہوں نے چند مسائل ان سے دریافت کئے۔ انہوں نے سب کا جواب باصواب دیا۔ والد نے فرمایا جاؤ ایک چلّہ اور کرو جب یہ اس چلّہ سے بھی فارغ ہوکر والد کے پاس آئے تب پھر انہوں نے چند مسائل دریافت کئے جن کے جواب میں ان سے لغزش ہوئی والد نے فرمایا کہ ابھی ایک چلّہ اور کرو جب یہ اس تیسرے چلّہ سے بھی فارغ ہوکر آئے تو والد نے پھر ان سے کچھ سوالات کئے جن کے جوابات سے یہ بالکل عاجز ہو گئے مشغولی حق ان پر ایسی غالب تھی کہ کچھ نہ کہہ سکے۔ فرمایا شیخ جمال الدین ہانسوی

کے ایک فرزند دیوانہ ہو گئے تھے مگر جو باتیں ہیں نے ان دیوانہ سے سنی ہیں وہ ہزار ہوشیاروں سے بھی سننے میں نہیں آئیں۔ فرماتے تھے کہ سخت ترحجاب علم کی مشغولی ہے۔ اچھی خصلات علماء صلحا اور ابرار کے ساتھ مخصوص ہیں مگر آخیر حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ ہے۔ فرائض کے ادا کرنے سے مقصود وہ چیز ہے جو فرض عین ہے یعنی خدا کے ساتھ مشغول ہونا اور غیر خدا کے ساتھ مشغولی کو حرام سمجھنا جب خواجہ ابوسعید ابوالخیر درجۂ کمال سے فائز ہوئے تو اپنا تمام کاروبار چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کی۔ ایک روز کتاب اٹھا کر دیکھنے لگے۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے ابوسعید ہمارے عہدنامہ کو بھول کر ہمارے غیر کے ساتھ مشغول ہو گیا۔ بیت

جائے کہ خیال دوست دشمن باشد　　تو سایۂ دشمن کجا در گنجی

شیخ شہاب الدین سہروردی کتاب عوارف کی تصنیف میں فرماتے ہیں جو شخص حضرت عزت کی محبت میں مشغول ہے وہ ان کتابوں میں مشغول نہ ہوگا اور مشائخین اپنے مریدوں کو تحصیل علم کا حکم فرماتے تھے ترک علم کا نہ کرتے تھے مگر یہ کہ خود غلبۂ حال ہی ان کو علم سے روک دے اور پھر جو لوگ مقام ابرار میں پہنچ گئے ہیں ان کے واسطے کتابوں کے مطالعہ اور علم کی تدریس میں کچھ ہرج نہیں ہے۔ فرمایا ایک دفعہ حج کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ صحابہ نے عرض کیا

یارسول اللہ وللمقصرین آپ نے فرمایا اللّٰھم اغفر للمحلقین صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ وللمقصرین تب آپ نے فرمایا وللمقصرین بعض صحابہ آپ کے اس فرمان سے محلوق ہوئے۔ حضرت امّ المومنین ام سلمہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ خود محلوق ہوجائیں تو سب یاران بھی محلوق ہوں گے۔ چنانچہ آپ خود محلوق ہوئے اس وقت تمام صحابہ نے سر منڈایا۔ حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں دیکھو باوجود کمال نبوت کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ بات میسر نہ ہوئی کہ بغیر خود عمل کئے دوسروں پر آپ کے فرمان کا اثر ہوتا پھر دوسرے شخص سے تو کیا ممکن ہے۔ اور اسی شغول کے متعلق ارشاد کیا کہ شیخ مجدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا فرزند خربوزہ بہت کھاتا تھا اور اس کے کھانے سے اس کو نقصان پہنچتا آخر اس کا باپ اس کو لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ بچہ خربوزہ بہت کھاتا ہے جو اس کے حق میں مضر ہے آپ اس کو نصیحت فرمائیں کہ یہ نہ کھائے شیخ نے تھوڑی دیر گردن جھکا کر فرمایا میاں اب تم خربوزہ نہ کھانا بچہ نے عرض کیا بہت اچھا۔ مرید نے پوچھا کہ حضرت گردن جھکانے اور تامل کرنے میں کیا حکمت تھی آپ نے فرمایا کہ پہلے میں نے خود عہد کر لیا کہ اب میں خربوزہ نہ کھاؤں گا پھر اس بچہ کو منع کیا تاکہ میرے منع کرنے کا اس پر اثر ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس بچّہ کو خربوزہ سے اس قدر نفرت ہوگئی کہ اگر اس کے دماغ میں خربوزہ کی بو جاتی تو استفراغ ہوجاتا۔

حضرت شیخ ابو طالب مکی ابن علی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ایک بزرگ صاحب نعمت اپنی مسجد میں وعظ فرمایا کرتے تھے اور ہم بھی شریک مجلس ہوتے ایک دفعہ یہ بزرگ تشریف نہ لائے اور بجائے ان کے مؤذن نے منبر پر بیٹھ کر انہیں سے سنی سنائی باتیں بیان کرنی شروع کیں ایک بزرگ بھی اس مجلس وعظ میں آکر ذوق و راحت حاصل کیا کرتے تھے۔ آج جو انہوں نے موذن کا وعظ سنا فرمایا یہ حکایات مشائخ کون بیان کر رہا ہے۔ موذن نے کہا کہ آج امام صاحب موجود نہیں ہیں میں ان کی جگہ وعظ کہہ رہا ہوں۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ تو خاموش ہو جا ہم ان لوگوں سے یہ باتیں سننی نہیں چاہتے ہیں جو ان کے اہل نہیں ہیں۔ بیت

زآن درویشاں مدہ کہ جان تو نیست | مگذر بولائیتے کہ آن تو نیست
از بے خردی بود کہ یا جوہریاں | وصف گہرے کہ در کان تو نیست

اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا۔ بیت

بزبان ہر کہ جز من برود حدیث عشقت | چو معاملہ ندارد سخن آشنا نہ باشد

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل حال کے کلمات کا بہت عمدہ بیان کیا ہے اگرچہ خود ان پر حال مغلوب اور علم غالب تھا بخلاف ان کے بھائی احمد غزالی کے کہ ان پر حال غالب اور علم مغلوب تھا۔ امام غزالی نے ان کے واسطے کتاب معالم ولباب تصنیف کر کے ان کے پاس بھیجیں اور خط میں لکھا کہ

یہ کتابیں تمہارے واسطے بہت مفید ہیں ان کا مطالعہ کرنا۔ اور ان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ امام غزالی چھوٹے بھائی تھے اور اور وہ بڑے بھائی تھے۔ انہوں نے ان کے جواب میں یہ بیت لکھ دی۔ بیت

چہ جائے معالم ولباب است مرا   مجنون لب یار صواب است مرا

فرمایا مولانا فخر الدین رازی اپنی کسی تصنیف میں سخنان اہل حال نہیں لائے ہیں اس طریق دانشمندی پر کتابیں لکھی ہیں جو کچھ ان کے مناسب تھا حالانکہ وہ بھی بہت بڑے بزرگ تھے اور امام غزالی نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں تو ان میں ایسا دکھلایا ہے کہ یہ بکمال صاحب حال ہیں مگر جو لوگ اہل ذوق ہیں ان کو اہل حال اور غیر حال کے کلام میں فرق معلوم ہو جاتا ہے۔ چونکہ مجلس میں مولانا فخر الدین رازی کا ذکر ہو رہا تھا، مولانا بہاء الدین ادھمی جو حضرت کے مریدان میں سے ہیں حاضر تھے عرض کرنے لگے میں نے ایسا سنا ہے کہ قاضی برہان الدین کابلی کے کتب خانہ میں ایک نسخہ کتاب تعبیر رازی خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود ہے اور اس کے اندر متصل دو صفحوں پر کلمہ اللہ مرقوم ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ اس کتاب کے لکھنے میں ذکر الہٰی آپ کے اوپر اس قدر مستولی ہوا کہ آپ جو کچھ لکھنا چاہتے تھے وہ اللہ ہی لکھا جاتا تھا یہاں تک کہ جب آپ اس حال سے باز آئے تب کتاب کو پورا کیا۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا مولانا محمد الدین حاجری سے

روایت ہے کہ مولانا فخر الدین رازی کا یہ دستور تھا کہ ہر شب آپ کے پاس تین ۳ تاؤ سفید کاغذ کے اور قلم دوات رکھ دی جاتی تھی صبح کو جب وہ کاغذ اٹھاتے تو لکھے ہوئے ہوتے۔ ایک روز جو اٹھائے ان پر کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ مرقوم تھا۔ فرمایا اگر مکتوب عین القضات ہمدانی فارسی ہے مگر نہایت قابل تحسین اور اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ سبحان اللہ جو بیس سال کی عمر میں کیسا کمال حاصل کیا علم منطق و کلام اور تمام علوم میں کامل و اکمل تھے اور خیر یہ باتیں تو اس عمر میں ممکن ہیں مگر تعجب کی یہ بات ہے کہ کمال حال کیونکر حال ہوا اور پھر یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ کسی کے مرید نہ تھے۔ اگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ شیخ احمد غزالی کے مرید تھے۔ مگر ان کی باہمی خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں تھا۔ کیونکہ ایک مکتوب جو حضرت عین القضات نے خواجہ احمد کو لکھا تھا میری نظر سے گزرا ہے اور اس مکتوب کا مضمون یہ ہے کہ عین القضات سے کسی نے بیان کیا کہ خواجہ احمد آپ کو برا کہتے ہیں تو عین القضات نے اپنے مکتوب میں یہ بیت لکھی۔ **بیت**

تا بشنیدم کہ بندہ را بد گفتی ہم شاد شدم کہ از منت یاد آمد

خواجہ احمد نے اس کے جواب میں لکھا کہ فرزند قرۃ العین کو معلوم ہو کہ جس کسی نے یہ خبر ان کو پہنچائی ہے بالکل غلط ہے۔ میں ان کے غلامان کی طرف سے بھی برا خطرہ دل میں نہیں لا سکتا۔ پھر ان کی بدگوئی کیسے کر سکتا ہوں۔

بہ حق اللہ تعالیٰ و بہ حق صحبت پاکاں و بہ خاک پاک عزیزان قسم کھا کر کہتا ہوں۔ **بیت**۔

تا رخ زغمت بحق زدل می شنوم ہرگز نہ بود کہ من ترا ابد گویم

اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ جب عین القضات اور امام غزالی کو لوگوں نے دقائق علوم اور ایسی ایسی باتیں بیان کرنے کے سبب سے متہم کیا جو ظاہر شریعت میں مردود ہیں اور ان کے قتل کرنے کی تجویز کر لی تو امام غزالی نے اپنے عقائد کے بیان میں ایک رسالہ تصنیف کیا اور اس خطرہ سے بچ گئے۔ عین القضات سے بھی لوگوں نے کہا کہ آپ بھی ایک رسالہ میں اپنے عقائد بیان کر دیں۔ انہوں نے فرمایا مجھ کو رسالہ لکھنے کی ضرورت نہیں میں نے دعائے سحری میں اپنے قتل کی درخواست کی اور میں نے خدا سے سوال کیا ہے کہ تیری نظر میں سوختہ ہو جاؤں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان کو ایک بورے میں لپیٹا اور اس کے اوپر رال ڈال کر آگ دے دی جب آگ خوب بھڑک اٹھی تو انہوں نے فریاد کی۔ کسی نے کہا فریاد کیوں کرتے ہو تم نے تو اس کی دعا مانگی تھی۔ کہا میں جلنے سے فریاد نہیں کرتا ہوں بلکہ اس بات سے فریاد کرتا ہوں کہ آگ مجھ کو جلد جلد جلا رہی ہے۔ آہستہ آہستہ نہیں جلاتی تاکہ میں دیر تک سوز میں رہوں۔ ان کے انتقال کے بعد جب ان کے اسباب کی تلاشی لی گئی تو ایک صندوقچہ میں یہ رباعی

لکھی ہوئی تھی۔ **رباعی**

ما مرگ سیدے زخدا خواستہ ایم | در جملہ جہاں ایں بدعا خواستہ ایم
گر دوست ہماں کند کہ ما خواستہ ایم | ما آتش و نفط و بوریا خواستہ ایم

حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد کیا کہ امام ابوحنیفہ کوفی صحابۂ کرام کے صحبت یافتہ اور تابعین میں سے تھے۔ ایک شب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار شریف کھلا ہوا ہے اور یہ حضرت کی تمام چھوٹی بڑی ہڈیاں چُن چُن کر جمع کر رہے ہیں۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو ایک شخص کو حضرت ابن سیرین کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم یہ خواب ان سے بیان کر کے ان سے تعبیر لینا اور یہ کہنا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ چنانچہ یہ شخص ابن سیرین کے پاس گیا اور کہا کہ حضرت میں نے یہ خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر دیجئے انہوں نے فرمایا تو نے نہیں دیکھا۔ یہ خواب اگر دیکھا ہو تو نعمان نے دیکھا ہو وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو زندہ کریں گے۔ فرمایا اول شب امام ابوحنیفہ نے انتقال فرمایا اور آخر شب امام شافعی رح پیدا ہوئے کسی نے اس واقعہ کو نظم کیا ہے۔ **نظم**

چوں فلک عہد سنائی در نوشت | ہم چو خاقانی سخن گیرے نزاد
بوحنیفہ اول شب در گذشت | شافعی آخر شب از مادر بزاد

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد امام احمد بن حنبل کی خدمت میں

رجوعِ خلائق ہوا تب امام احمدؒ ایک دفعہ امام شافعیؒ صاحب کی رکاب
میں چلے۔ اس روز سے خلائق ان کی طرف متوجہ ہوئی اور امام احمدؒ
یادِ حق میں مشغول ہوئے۔ فرمایا فخر الدین رازی ایک دفعہ شہر غزنی میں
حضرت خواجہ اجل سنجری کی خدمت میں تشریف لائے اور چونکہ شافعی
مذہب تھے جب اثنائے گفتگو میں امام اعظم کا نام آتا تو رحمۃ اللہ کہتے
اور جب امام شافعی کا نام آتا تو رضی اللہ عنہ کہتے۔ خواجہ اجل نے فرمایا
مولانا تم نے قرآن پڑھا ہے یا کچھ پڑھنا چاہتے ہو تم تو کہتے ہو کہ میں نے
اس قدر کتابیں اور تفسیریں لکھی ہیں اور پھر یہ نہیں جانتے کہ خدا فرماتا
ہے وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ[1] اور
امام اعظمؒ تابعی ہیں۔ فرمایا کشف المحجوب میں روایت ہے کہ ایک شخص
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا حضور مجھ کو آنجناب
کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضور نے فرمایا ہے ہر زمانہ میں ایسے مردانِ خدا ہوتے
جن کے وجود کی برکت سے عالم قائم رہتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں یہ میری
حدیث ہے اس شخص نے عرض کیا پھر اس زمانہ میں ایسا مرد کون ہے فرمایا
محمد بن ادریس شافعی۔ بیت

کوفی اندر طریقِ دین کافی است　　　شافعی دردِ جہل را شافی است

---

[1] یعنی جن لوگوں نے نیک کاموں میں صحابہ کا اتباع کیا خدا ان سے راضی ہے۔

آن قریشی با صل و آن کوفی | او بہمت نقیہ این صوفی
ہر دو بیکند بے حکومت تو | تو بدی و آن سبک خصومتِ تو

فرمایا امام محمد غزالی بڑے بھائی تھے اور امام احمد غزالی چھوٹے بھائی تھے اور محمد غزالی اگر عالم متبحر تھے مگر اہلِ حال نہ تھے صرف اہل قال اور امام احمد کے مرتبہ کو نہ پہنچے تھے۔ خلیفۂ وقت سے کسی نے بدگوئی کی کہ امام محمد غزالی فلاسفہ کی سی باتیں کرتے ہیں۔ خلیفہ نے کہا میں ان کو طلب کر کے دریافت کرتا ہوں۔ چنانچہ شاہی سپاہی ان کی طلبی کے واسطے حاضر ہوا انہوں نے کہا میں نے مشہد خلیل اللہ میں عہد کیا ہے کہ میں خلیفہ کے پاس نہ جاؤں گا اور نہ کسی سے کوئی چیز قبول کروں گا، نہ کسی سے خصومت رکھوں گا لہٰذا مجھ کو حاضری سے معذور رکھنا چاہیئے اور اگر زبردستی مجھ کو لے جاؤ گے تو خیر مجبوری کی حالت میں اپنے عہد کا ناقص نہ ہوں گا۔ الغرض سپاہی ان کو حضور شاہی میں لے گئے۔ انہوں نے سلام کے بعد خلیفہ سے کہا کہ خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے واسطے چار چیزیں شرط ہیں دعا و ثنا اور نصیحت و رفع حاجت اور چونکہ دعا غائب موثر ہے لہٰذا میں نے اسی کو اختیار کیا ہے اور مرتبہ سلطانی اس حد سے بہت افزوں ہے جس کی ثنا و صفت مجھ سے ہو سکے جیسے کہ حسن جب کمال کو پہنچ جاتا ہے تو مشاطہ کی تعریف کا م نہیں دیتی اور میری نصائح ہر قسم کے

موجود ہیں اب رہا رفع حاجت اس کی دو قسمیں ہیں. عام وخاص. حاجات عام
توظاہر ہے اور حاجات خاص وہ ہیں جن کو ہیں نے لکھا ہے اور جن کا ثابت
کرنا میرے ذمہ ہے اور ان میں سے بعض ایسی ہیں کہ ہر شخص کی سمجھ میں
نہیں آسکتیں اسی سبب سے لوگ طعن کرتے ہیں. علماء نے جو خلیفہ کی توجہ
ان کی طرف دیکھی مناظرہ کا خیال چھوڑ دیا تب انہوں نے واپسی کے وقت
خلیفہ سے درخواست کی کہ پھر مجھ کو بلایا نہ جائے خلیفہ نے بھی منظور کیا
اور اپنے گھر چلے آئے. **سنو**

فرمایا ایک دفعہ میرے اور تمام شہر کے استاد مسنو فی الممالک
شمس الملک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی دوست نے رقعہ لکھا جس
کا خط نہایت خراب تھا کہ ان سے پڑھا نہ گیا اس کے جواب میں یہ شعر
لکھا شعر اَتَانَا مِنكُمْ خَطٌّ كَخَطِّ البَطِّ فِي الشَّرْطِ . فَلَا تَكْتُبْ
لَنَا خَطًّا وَالَّا جِئْ مَعَ الخَطِّ + اور فرماتے تھے کہ میں شعر بہت کم کہتا
ہوں اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے ان کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد
کیا کہ باوجود اس قدر فضائل کے اگر سخاوت اور فراخ دلی بھی ان کے اندر
ہوتی تو اس دیار میں وہ بے مثل تھے آخر عمر میں ان کو ایک مصیبت پیش آتی

لہ یعنی آپ کا خط پہنچا جو ایسا لکھا ہوا تھا جیسے بطخ کے پنجوں کا نشان ہوتا ہے
بس آئندہ ہم کو خط نہ لکھنا ورنہ خط پڑھنے کے واسطے خود اس کے ساتھ آنا۔

یعنی اس وقت کے بادشاہ سے لوگوں نے کہا کہ ان کے پاس اموال و دفائن بہت ہیں ان کو ضبط کرنا چاہئے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں اس وقت مولانا کی خدمت میں موجود تھا جب کہ وہ تمام مال ضبط ہو رہا تھا۔ اور مولانا سخت متغیر و بے چین تھے۔ اگرچہ مجھ کو نصیحت کرنے کی مجال نہ تھی مگر پھر میں نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ سیم و زر اور دیگر اشیاء سب متاع دنیا اور خدا و بندہ کے درمیان حجاب ہیں اگر خداوند تعالیٰ کی یہی مرضی ہے تو یوں ہی سہی اس کو بھی اس کی خاص عنایت شمار کرنا چاہئے تقدیر پر بھروسہ کر کے رنج و غم نہ کیجئے۔ مولانا ان سب باتوں کو سن کر خاموش ہو رہے پھر جب میں رخصت ہوا تو فرمایا کہ تم یہی خیال رکھنا کہ میرا یہ مال پھر میرے پاس واپس آجائے اور اپنی جدائی کا رنج مجھ کو نہ دے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ افسوس ان کو اس چیز سے سخت محبت اور تعلق ہے۔

فرمایا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے عہد میں ایک عورت کو دیکھا کہ ایک گہوارہ سر پر رکھے ہوئے لے جا رہی ہے آپ نے اس کو بلا کر پوچھا یہ گہوارہ کیسا ہے اس نے کھول کر دکھلایا تو آپ نے اس کے اندر ایک نہایت ضعیف العمر بوڑھے کو دیکھا جس کے بدن میں صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں باقی تھیں۔ پھر اس عورت نے عرض کیا کہ حضرت یہ میرا باپ ہے اور مجھ کو اس سے بہت محبت ہے اور چونکہ میری گزر اوقات مزدوری پر ہے

اور میں اس کے حقوق جلدی ادا کرنے چاہتی ہوں اس واسطے اس کو اپنے ساتھ رکھتی ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا تونے اس کے حقوق سے بھی زیادہ ادا کردیا عورت نے عرض کیا کہ حضرت ہر کام میں نیت کا اعتبار ہوتا ہے جب میرا باپ مجھ کو پرورش کرتا تھا تو ہمیشہ اس کا یہی مقصود تھا کہ میری عمر دراز ہو اب جب تک وہ زندہ ہے میں اس کے حقوق سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی ہاں جب وہ مرجائے گا تب میں سبک دوش ہوؤں گی۔ امیر المؤمنین نے ازراہ انصاف کے فرمایا کہ سب مجھ سے زیادہ سمجھ دار ہیں یہاں تک کہ عورتیں بھی۔

فرمایا ایک دفعہ میں حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کی خدمت میں بیٹھا تھا اور اس روز میں مجرد تھا کہ میں نے ان کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ میرے واسطے ایک بار سورۂ فاتحہ اس نیت سے پڑھ دیجئے کہ میں قاضی ہو جاؤں۔ شیخ نے کچھ جواب نہ دیا میں سمجھا کہ انہوں نے سنا نہیں دوبارہ کہا اس کا بھی جواب نہ دیا پھر میں نے سہ بارہ عرض کیا تو مسکرا کر فرمایا کہ تم قاضی نہ بنو بلکہ اور چیز بنو۔

باب ۳ توحید اور معرفت کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم حضرت خواجہ نظام الحق والملۃ والدین محبوب الٰہی

رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ قولہ تعالیٰ[1] وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔ ابن عباس رض کہتے ہیں اسے لِیُوَحِّدُوْنَ کیونکہ قیامت کے روز سب لوگ موحد ہوں گے جن لوگوں نے یہاں توحید قبول کی ہے ان کا ایمان بالغیب ہے اور کافر قیامت کے روز عذاب کو دیکھ کر اقرار کریں گے پس تفسیر لیوحدون درست ہوئی قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ ایک حدیث نظر سے گزری ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ وَطُوْبٰی سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ یَرَنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ حضرت نے فرمایا یہ حدیث بڑی امیدافزا اور دلیل عقلی کے موافق ہے کیونکہ ایمان بغیب ایمان شہادت و عیاں سے راجح ہے ایمان معتبر وہی ہے جو بالغیب ہو اگر کوئی گنہگار شخص وقت مرگ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے اور اگر کافر ایمان لائے تو اس کا ایمان قبول نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ ایمان یاس ہے اور ایمان یاس معتبر نہیں ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں۔ اہل کبائر و اہل کفر ہمیشہ عذاب میں رہیں گے یہ خطا ہے مذہب حق یہ ہے کہ کافر تو ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اور اہل کبائر نہ رہیں گے کیونکہ کافروں کا عقیدہ کفر پر دائم تھا۔ لہٰذا ان کے واسطے دائمی عذاب ہے اور اہل کبائر

---

[1] یعنی میں نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا ہے مگر اس واسطے کہ میری عبادت کریں یعنی مجھ کو واحد جانیں۔

یعنی گنہگار گناہ کے بعد خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے برا کیا پس گناہ یا اس کا
کا خیال دائم نہیں رہتا لہٰذا ان کا عذاب بھی دائمی نہیں ہے۔ مذہب اشعریہ
میں ثابت ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ مومنوں کو دوزخ میں ہمیشہ رکھے تو جائز
ہے کیونکہ اس کی ملک ہے اور اپنی ملک میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتا
ہے مگر اہل سنت کے مذہب میں یہ بات جائز نہیں کیونکہ خداوند تعالیٰ نے
فرمایا ہے[1] قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
اس کی حکمت یہی ہے کہ مومنوں کو جنت میں اور کافروں کو دوزخ میں لے
جائے مثلاً مال دار اپنے مال کو جہاں چاہے خرچ کرے اور اگر وہ اپنا مال کنویں
میں ڈال دے گا تو حکمت کے موافق نہ ہوگا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اسلام اور ایمان مرادف ہیں یعنی ایک ہی
چیز کے دو نام ہیں اور یہ آیت ان کی حجت ہے[2] فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ۔
اس آیت میں ایک ہی طائفہ کو مومن و مسلمان کہا گیا ہے لہٰذا یہ ایک ہی
چیز کے دو نام ہوئے اور بعض علماء نے ایمان و اسلام میں فرق بیان کیا ہے۔

---

[1] یعنی کہہ دو کہ کیا برابر ہیں وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں
رکھتے یعنی برابر نہیں ہیں۔ [2] پس اس شہر میں جتنے مومن تھے ان کو ہم نے
باہر کر دیا تو ہم نے مسلمانوں کا ایک گھر کے سوا نہ پایا۔

اوران کی حجت یہ آیت ہے[۱] قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْ
وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا۔ جب منافقوں نے ایمان کا دعویٰ کیا تو
حکم ہوا کہ ان سے کہہ دو تم ایمان نہیں لائے ہو بلکہ اسلام لائے ہو۔ اگر
ایمان و اسلام ایک ہوتے تو ایک ہی چیز کی نفی و اثبات کیسے ہو سکتی ہے
اور اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق
کرنا ہے اور اسلام عمل بالارکان کا نام ہے اور حجت ان کی یہ حدیث ہے
کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاِیْمَانُ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ
وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ وَالْاِسْلَامُ عَمَلٌ بِالْاَرْكَانِ۔ ہمارے
علما، فرماتے ہیں خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ۔ ایمان کو عمل پر عطف کیا ہے عَطْفُ الشَّیْءِ عَلٰی نَفْسِهٖ جائز
نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ایمان اور ہے اور عمل اور ہے اور نیز بیان کرتے
ہیں کہ اعمال ایمان سے جدا ہیں کیونکہ ایمان کی ضد کفر ہے پھر اگر طاعت ایمان
ہوتی تو اس کی ضد معصیت ہوتی بلکہ کفر ہوتی لہٰذا معلوم ہوا کہ طاعت
ایمان نہیں ہے کیونکہ فریقین بالاتفاق ترک طاعت سے بندہ کو کافر نہیں
کہتے ہیں۔ ہاں طاعت ایمان کی فرع ہے اس اعتبار سے کہ بغیر ایمان کے

---

[۱] عرب کے دہقان کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ان سے کہہ دو کہ تم ایمان
نہیں لائے ولیکن یوں کہو کہ ہم اسلام لے آئے۔

طاعت نہیں ہوتی اور ایمان بغیر طاعت کے ہوتا ہے کہ ایمان بذات خود ایمان ہے۔

فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ کی معرفت تین قسم پر ہے معرفتِ ذات معرفت صفات۔ معرفت افعال بعض بعض لوگ معرفتِ افعال سے معرفت صفات میں اور بعض معرفت صفات سے معرفتِ ذات میں پہنچتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو یہ تینوں معرفتیں حاصل ہوتی ہیں جن کا ادراک نہایت دشوار ہے بعض بزرگان نے بطور مجاز فرمایا ہے کہ شکستہ دلوں کی دلداری معرفت ہے۔

امام غزالی نے اپنی تصنیفات میں بیان کیا ہے کہ چیز کی حقیقت کو مع اس کے لوازم اور خواص کے معلوم کرنا معرفت ہے۔

علم و معرفت کا بیان اور فرق

علم و معرفت میں فرق یہ ہے کہ علم چیز کی ہستی کو جاننا اور معرفت اس کی حقیقت کو پہچاننا ہے بعض علما کے نزدیک علم و معرفت ایک ہی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ معرفت چیز کی حقیقت معلوم کرنا ہے فکر و بصیرت سے۔ بزرگان فرماتے ہیں معرفت کا تعلق علم الٰہی سے ہے جو شخص کسی چیز کو جانتا ہے اس کو عالم کہتے ہیں اور جو علم الٰہی کو جانتا ہے اور خدا شناس ہے اس کو عارف کہتے ہیں معرفت الٰہی کی انتہا نہیں ہے کہ وجود الٰہی بے حد و نہایت ہے اور چونکہ معروف کامل ہے لہذا معرفت بھی کامل ہونی چاہیئے تاکہ اس تک پہنچے۔

اور اسی سبب سے اس راہ کے چلنے والے عاجز ہیں۔ اور عجز ہی عین توحید ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ۔ حقیقت ایزدی معرفت یہ ہے کہ ایمان کا علم الیقینی اس طرح حاصل ہو کہ کشف عیانی کی حاجت نہ رہے جیسا کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے صحت معرفت کے حال سے خبر دی ہے[1] لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ لَمَا ازْدَدْتُّ يَقِيْنًا۔ حاصل یہ کہ معرفت ایک آفتاب ہے جو برج عنایت سے دل پر چمکتا اور اس کو منور بنا کر اس کے اندر انشراح پیدا کرتا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے[2] اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ۔ یہ نور نور معرفت ہے اور جب یہ نور دل میں ظہور کرتا ہے تو دل کی کدورت، تنگی و سستی کاہلی سب دور ہو جاتی ہے اور اخلاق محمودہ پیدا ہو کر تمام رذائل نکل جاتے ہیں شیخ بایزید بسطامی خلوت میں تشریف رکھتے تھے ایک شخص نے آن کر سوال کیا کہ حضرت مجھ کو معرفت سکھائیے۔ شیخ نے کھانا منگا کر اس کو کھلایا وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ دوسرے روز پھر آیا اور وہی سوال کیا۔ شیخ نے پھر کھانا کھلا دیا اور وہ چلا گیا تیسرے روز آن کر پھر وہی سوال کیا

---

[1] اگر پردہ اٹھایا جائے تو میرا الیقین زیادہ نہ ہو کیونکہ میرا الیقین کامل ہے۔

[2] یعنی آیا پس جس کا سینہ خدا نے اسلام کے واسطے کھول دیا تو وہ اپنے رب کے نور پر ہے۔

شیخ نے پھر کھانا منگایا اس نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ سے معرفت کا سوال کرتا ہوں اور آپ مجھ کو کھانا کھلاتے ہیں میرے سوال کا جواب تو دیجئے۔ شیخ نے کہا کہ معرفت یہی ہے کہ شکستہ دلوں کی دلداری کرو۔

فرمایا ایک دفعہ مولٰنا فخر الدین رازی غزنین میں ایک بزرگ سے ملنے گئے اور سلام کیا یہ بزرگ روٹی پکانے میں مشغول تھے ان کے سلام کا جواب دے کر فرمانے لگے کہ مولٰنا تم نے کچھ پڑھا ہے۔ مولانا نے فرمایا میں نے کتنی کتابیں معرفت الٰہی میں تصنیف کی ہیں۔ بزرگ نے فرمایا اگر تمہارے پاس کچھ بھی معرفت الٰہی ہوتی تو تم۔ ؎۵

خطرات کا بیان

فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے[۱] اِنَّ اللّٰہَ عَفٰی عَنْ اُمَّتِیْ مَا حَدَّثَتْ بِہٖ اَنْفُسُھَا۔ انفسھا کے سین کے اعراب فتح یعنی زبر بیان کی ہے اور اگر پیش کے ساتھ پڑھیں تو نفس اس کا فاعل ہوگا اور فتح سین کے ساتھ نفس اس کا مفعول ہے۔ یہ دونوں خطرے اس امت پر سے اٹھا لئے گئے۔ بخلاف امم ماضیہ کے کہ ان کو صرف پہلا خطرہ جو نفس کی طرف سے ہوتا ہے معاف

---

[۱] یعنی بے شک خدا نے میری امت سے ان خطروں کی درگزر فرمائی جو ان کا نفس پیدا کرے۔ ؎۵ اصل کتاب اسی طرح سپیدی چھوٹی ہوئی ہے۔

تھا اور دوسرا خطرہ یعنی آدمی کی اپنے نفس سے بات کرنی یہ معاف نہ تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب پہلا خطرہ دل کے اندر آئے تو انسان اس خطرے میں مجبور ہے فوراً اس کو رفع کر کے خدا کی طرف گریز کرے اور اسی قسم کا دوسرا خطرہ نہ آنے دے پھر اگر دوبارہ وہی خطرہ آیا تو وہ شخص کی طرف منسوب ہوگا محققین کے نزدیک تو انسان مجرد خطرہ میں ماخوذ ہے۔ فرمایا پہلا خطرہ ہوتا ہے پھر عزیمت پھر فعل۔ عوام کے افعال کا مواخذہ ہوتا ہے اور خواص کے خطرے پکڑے جاتے ہیں۔ بہتر ہے کہ انسان ہر حال میں خدا ہی کی طرف گریز کرے کیونکہ خطرہ عزیمت اور فعل سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور ان سب سے اسی کی پناہ مانگنی چاہیئے۔

الہامات کی تفصیل

فرمایا الہام چار طرح کے ہیں رحمانی، ملکی، نفسانی اور شیطانی۔ رحمانی دل کے اوپر سے ہوتا ہے اور ملکی دائیں طرف سے اور شیطانی بائیں طرف سے اور نفسانی نیچے سے ان سب کی پہچان مجاہدہ سے معلوم ہوتی ہے جس نے ان کو معلوم کر لیا وہ بیشک مقام میں پہنچ گیا اور اسی کو صاحب دل کہتے ہیں درحقیقت دو الہام ہیں ایک خیر کا ایک شر کا خیر کا الہام بے تردد دل میں آتا ہے اور اس کے بعد جو خطرہ تردد کے ساتھ دل میں آئے وہ ملکی ہے اور جو پہلی ہی مرتبہ تردد کے ساتھ آئے وہ نفسانی ہے۔

فرمایا ہر خطرہ کو قرآن شریف کے مقابل کرنا چاہیئے اگر اس کے موافق ہے تو رحمانی ہے ورنہ شیطانی ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہر خطرہ کو اپنے نفس کے سامنے پیش کرے اگر نفس اس کو رغبت کے ساتھ قبول کرے تو نفسانی ہے ورنہ رحمانی اس خطرہ کو عربی میں لَمَّہ کہتے ہیں جس کے معنی پہنچنے کے ہیں اور مراد اس سے وہ بات ہے جو قلب کے اندر بواسطہ فرشتہ یا شیطان، کے واقع ہے۔

فرمایا حضرت خواجہ ابو سعید ابوالخیر کے وعظ میں ایک سائل نے مانگنا شروع کیا۔ ایک شخص قیمتی جُبّہ پہنے ہوئے بیٹھا تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ یہ جُبّہ اس سائل کو دے دوں پھر خیال آیا کہ نہ دوں اسی طرح تین بار ہوا اور آخر جبّہ اس نے نہ دیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد اس نے خواجہ ابوسعید سے سوال کیا کہ کیا خدا بندہ سے باتیں کرتا ہے فرمایا ہاں خدا نے تین بار تجھ سے کہا تھا کہ جبّہ سائل کو دے دے مگر تو نے نہ دیا۔ فرمایا الہام اور وسوسہ میں وہی فرق کر سکتا ہے جس کا لقمہ غیب[1] سے ہو۔

باب تو بہ کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم سلطان الاولیا، برہان الاصفیا نظام الحق والشرع والملۃ والدین محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ توبہ

---

[1] یعنی خدا کی بھیجی ہوئی روزی کھایا کرے حرام و مشتبہ چیز نہ کھائے۔

کی تین قسمیں ہیں حال، ماضی، مستقبل، توبہ حال یہ ہے کہ گناہ کرکے نادم و پشیمان ہو۔ اور توبہ ماضی یہ ہے کہ جن لوگوں پر ظلم وزیادتی کی ہے ان کو خوشنود کرے۔ اگر کسی سے کچھ غصب کیا ہو وہ اس کو واپس کردے کیونکہ صرف یہ کہنے سے کہ میں نے توبہ کی توبہ نہیں ہوتی توبہ یہ ہے کہ جس کا جو کچھ چاہیئے وہ اس کو دے کر خوش کردے یا اگر کسی کو سخت دست کہا ہو تو اس سے معاف کرائے اگر وہ شخص مرگیا ہے تو اس کے واسطے اس قدر استغفار و دعا کرے کہ اس بدگوئی کی تلافی ہوجائے۔ اگر کسی منکوحہ یا لونڈی سے زنا کیا ہے تو اس کے پاس جاکر معافی نہ مانگے بس صرف خدا ہی سے مغفرت چاہے۔ اگر شرابی توبہ کرے تو اس کو لازم ہے کہ بندگان خدا کو لطیف و پاکیزہ شربت پلائے مطلب یہ ہے کہ جس قسم کا گناہ ہو اسی قسم کی تلافی ہونی چاہیئے۔ توبہ مستقبل یہ ہے کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کی سچی نیت کرے قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ اگر کسی سے جوانی میں کوئی گناہ ہوا تھا اور اس نے توبہ کرلی مگر وہ اس فکر میں ہمیشہ غمگین رہتا ہے کہ اس گناہ کی شومی اور کدورت مجھ سے دور ہوئی یا نہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا جب اس گناہ کا خیال آئے تو غور کرے کہ اس کے ساتھ نفس کو لذت ہوتی ہے یا نفرت اگر لذت ہو تو اس کی شومی باقی ہے اور اگر نفرت ہے تو باقی نہیں ہے پھر اسی کے متعلق ایک حکایت بیان فرمائی کہ پہلے زمانہ میں دو شخصوں کی اس بات پر بحث ہوئی کہ متقی افضل ہے یا تائب اور آخر یہ فیصلہ ٹھہرا کہ اپنے

زمانہ کے پیغمبر سے چل کر دریافت کریں۔ پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا سوال پیش کیا۔ پیغمبر نے فرمایا آج شب کو تم دونوں ایک ہی مکان میں رہو اور علی الصباح باہر جاؤ سب سے پہلے جو شخص تم کو ملے اس سے یہی سوال کرنا جو وہ جواب دے گا وہی فیصلہ ہے۔ ان دونوں نے ایسا ہی کیا اور صبح کو جو باہر نکلے تو اتفاقاً ایک جولاہہ ان کے سامنے آیا اسی سے انہوں نے اپنا مسئلہ دریافت کیا۔ اس نے کہا صاحب میں تو جولاہہ ہوں متقی اور تائب کو نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا میاں متقی وہ ہے جس نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ اور تائب وہ ہے جس نے گناہ کر کے توبہ کر لی۔ اس نے کہا اتنی بات تو میں جانتا ہوں کہ جو تار میرے تانے بانے میں ٹوٹ جاتا ہے میں ہر چند اس کو عمدگی سے جوڑتا ہوں مگر پھر بھی وہ اس تار کے برابر نہیں ہوتا جو کبھی نہیں ٹوٹا ہے۔ فرمایا مشائخ میں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے بعض کے نزدیک تائب افضل ہے کیونکہ اس نے گناہ کی لذت اٹھا کر توبہ کی ہے اور یہ مشکل ہے بمقابلہ اس کے کہ لذت نہیں اٹھائی۔ فرمایا اگر سات مرتبہ گناہ کے خطرہ کو دل سے دور کر دے گا تو پھر وہ خطرہ نہ آئے گا۔ فرمایا جوانی میں توبہ کرنی بہت اچھی ہے بڑھاپے میں توبہ نہ کرے گا تو اور کیا کرے گا۔ ؎

چو پیر شوی بے سر انجام	اے سر حرف خویش ناکام
سازی حق راز تیز رائے	معشوقہ روزی نوائے

فرمایا خداوند تعالیٰ اپنے بندہ سے اس کی جوانی کا سوال نہ کرے گا۔ فرمایا جب میں نے شیخ فرید الدین کی خدمت میں حاضر ہو کر انابت[1] حاصل کی ہے تو کئی بار آپ نے فرمایا کہ دشمنوں کو خوش کرنا چاہیئے اور حقداروں کو ان کا حق پہنچانے میں بہت تاکید فرمائی۔ مجھ کو یاد آیا کہ ایک شخص کے بیس جیتل قرض مجھ کو دینے ہیں اور ایک شخص سے میں نے عاریتاً ایک کتاب لی تھی وہ میرے پاس سے گم ہو گئی ہے۔ اب جو میں دہلی پہنچوں گا تو ان دونوں کو راضی کروں گا۔ پھر آپ نے ایسا ہی کیا جس کی تفصیل آپ کی سوانح عمری یعنی سیرت نظامی میں لکھی گئی ہے۔

اسی گفتگو کے اندر حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک شخص ساحر کے پاس سحر سیکھنے گیا۔ ساحر نے کہا چالیس روز بے طہارت کے رہو اور کوئی نیکی نہ کرنا جب چلہ پورا ہوا تو استاد کے پاس آیا۔ استاد نے پوچھا کہ اس چلہ میں کوئی کلمہ خیر تیری زبان سے نکلا ہے شاگرد نے کہا کہ ہاں ایک دفعہ۔ استاد نے کہا جا ایک چلہ اور کر کیونکہ یہ چلہ خراب ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا خواجہ ابو حفص حدادی کا توبہ کا بھی ایسا ہی واقعہ ہے کہ ایک جادوگر تھا جو شخص کسی پر عاشق ہوتا اس جادوگر کے پاس جاتا اور وہ جادوگر بتلاتا کہ ایک چلہ بھر بے طہارت رہنا اور کوئی نیک کام نہ کرنا تیری معشوقہ تیرے پاس آجائے گی

---

[1] یعنی خدا کی طرف رجوع ہوا ہوں۔

اور ایسا ہی ہونا بہت لوگوں نے اس کا امتحان کیا تھا۔ خواجہ ابو حفص بھی جوانی کے ایام میں ایک عورت پر عاشق ہو کر اس جادوگر کے پاس پہنچے اور ان کو بھی اس نے وہی عمل تبلایا خواجہ چلا پورا کر کے استاد کے پاس گئے۔ استاد نے کہا تم نے کوئی نیک کام کیا ہے خواجہ نے کہا ہرگز نہیں ساحر نے کہا کہ خوب سوچو تب خواجہ نے کہا ہاں ایک روز راستہ میں سے میں نے پتھر اٹھا کر پھینک دیا تھا۔ ساحر نے کہا میرے اسلام کے تم گواہ ہو جاؤ میں جادو سے توبہ کر کے ایمان لاتا ہوں جس خدا نے چالیس روز کے گناہ ایک اتنی سی نیکی کے آگے محو کر دیئے اور اس نیکی کو ضائع نہ کیا اس کا اقرار نہ کرنا محض گمراہی ہے۔

فرمایا جب خداوند تعالیٰ کی محبت دل میں نہ ہو تو گناہ ہو جانا ممکن ہے اور جب خدا کی محبت دل میں ہے تو گناہ سرزد نہ ہوگا۔

فرمایا جامع دمشق کے اوقاف بہت ہے اور متولی بڑا مالدار ہے یہاں تک کہ جب کبھی وہاں کے بادشاہ کو قرض لینے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس متولی سے لیتا ہے۔ ایک درویش نے اس امید پر کہ یہ تولیت مجھ کو مل جائے مسجد میں طاعت و عبادت شروع کی اور ایک مدت کرتا رہا کچھ نہ ہوا آخر ایک شب مجبور ہو کر عبادت ریائی سے توبہ کی اور خدا سے عہد کیا کہ اب خاص تیرے ہی واسطے عبادت کروں گا چند ہی روز گزرے تھے کہ لوگوں نے

ان کو تولیت کے واسطے پسند کیا درویش کہنے لگا کہ جب میں چاہتا تھا تو مجھ کو نہ دی اور اب جو میں نے یہ خیال چھوڑ دیا تو مجھ کو دیتے ہیں مجھے نہیں چاہئے۔

فرمایا ایک بزرگ فرماتے ہیں خدا کی نزدیکی دو چیزوں کے ساتھ ہے ابتدا میں عصمت اور آخر میں توبہ سلطان علاء الدین خلجی نے ملک التجار قاضی حمید الدین ناگوری کو حکم دیا کہ ایک شخص بزرگ و بزرگ زادہ ایسا تلاش کرو جس کو میں قاضی کروں ملک التجار نے محی الدین صاحب کاشانی کو طلب کیا آپ نے فرمایا کہ بندہ کو اس کام سے کیا نسبت۔ حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد کیا کہ جمعہ کے روز جامع کیلوکھیری میں قاضی حمید الدین مجھ سے ملیں گے تو میں ان سے کہہ دوں گا کہ وہ تم سے ہاتھ دھولیں پھر اس کے ایک سال بعد قاضی محی الدین کاشانی دستار اتار کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک سال سے بندہ مخدوم کو اپنے اوپر منقبض پاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا دستار تو باندھو اور تشریف تو رکھو پھر فرمایا تم کو جو قضات کے واسطے طلب کیا گیا تو ضرور تمہارے دل میں اس کا خطرہ گزرا ہوگا۔ اگر شرابی شراب سے توبہ کرے اور پھر اس کا خیال تک دل میں نہ لائے تو اس کے دوست و احباب مزاحمت نہ کریں گے اور اگر خود اس کے دل میں کچھ میلان باقی ہوگا تو ضرور وہ لوگ اس کو شراب کی مجلس میں طلب کر کے اس کی توبہ کے مزاحم ہوں گے۔

باب ۵ اخلاص کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم نظام الحق والشرع والملۃ والدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اخلاص نفی شوائب سے عبارت ہے یعنی جو عمل کرے خالص خدا کے واسطے کرے جس میں غیر خدا کا مطلق شائبہ نہ ہو۔ ایسے ہی شخص کو مخلص کہتے ہیں اور جو شخص خاص غیر خدا کے واسطے عمل کرتا ہے جس میں خدا کا بالکل شائبہ نہیں ہوتا اس کو بھی مخلص کہتے ہیں مگر اخلاص کا اطلاق اسی شخص کے واسطے مخصوص ہے جس کا مقصود تقرب الی اللہ ہو جیسے کہ الحاد میل کرنے سے عبارت ہے مگر یہ غیر حق کی طرف مائل ہونے کے واسطے مخصوص ہے۔ قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا مولانا حمید الدین مخلص نے اپنی بعض تصانیف کے دیباچہ میں اس طرح لکھا ہے قَالَ الْعَبْدُ الْمُخْلِصُ لِلّٰہِ فرمایا ہاں یہ بات تو اچھی ہے مگر اس طرح لکھنے سے سننے والے کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ان کا نام ہے بلکہ وہ اس کو وصف پر محمول کرتا ہے جیسے کہ ہانسی میں ایک شخص ناصر نام نے کتاب مدخل کرخی کو نظم کر کے اس کے دیباچہ میں اپنا نام اسی طرح درج کیا ہے میں نے ان سے کہا کہ اس طرح لکھنے سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تمہارا نام ناصر ہے انہوں نے کہا کہ ہاں بیشک اس عبارت کو بدلنا چاہیئے قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا کہ حدیث شریف مَنْ اَخْلَصَ اَرْبَعِیْنَ

صَبَاحًا جَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰی لِسَانِهٖ[۱] میں
لفظ صباح سے تمام شبانہ روز مراد ہے یا صرف صبح کا وقت۔ حضرت نے
ارشاد کیا کہ اگر مسا یعنی شام کے مقابلہ میں صباح آئے تو اس سے صرف
صبح ہی کا وقت مراد ہوگا ورنہ بعض جگہ جز کو ذکر کرکے کل مراد لیتے ہیں اور
یہاں ایسا ہی ہے یعنی شبانہ روز مراد ہے۔ بعدہٗ قاضی صاحب نے دریافت
کیا کہ حدیث میں وقت کو عمل کے واسطے کرنا مراد ہے یا خاص خدائے عزّ
وجل کے لئے خالص کرنا مراد ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ عمل کو غیر حق
کے شائبہ سے خالص اور پاک کرنا مراد ہے اس کے بعد فرمایا کہ عمل کی فی نفسہٖ دو
قسمیں ہیں خالص اور مخلوط پھر خالص کی دو قسمیں عمل کی ہیں خالص للہ اور خالص
لغیر اللہ۔ اور مخلوط کی تین قسمیں ہیں للہ و لغیر اللہ علی السویہ اور غالباً للہ
اور غالباً لغیر اللہ۔[۲] ان سب میں سے پہلی قسم یعنی خالص للہ سب سے بہتر اور
اچھی ہے اور اس کا اجر عظیم اور حسن ثواب ہے۔ دوسری قسم خالص لغیر اللہ
بالکل باطل اور کرنے والے کے واسطے نہایت خطرناک موجب نقمت و

---

[۱] جس نے چالیس روز خدا کے واسطے خالص کئے اس دل سے حکمت کی
نہریں اس زباں سے جاری ہو جاتی ہیں۔ [۲] یعنی ایک وہ جو خدا اور غیر خدا
کے لئے برابر ہو اور ایک وہ جو خدا کے لئے زیادہ تر ہو اور ایک وہ جو زیادہ
تر غیر خدا کے لئے ہو۔

عذاب ہے اور تیسری قسم ایسی ہے کہ جس کا کرنا نہ کرنا یکساں محض عمر کو برباد کرنا ہے چوتھی اور پانچویں قسمیں باعتبار غالب قسم اوّل و دویم سے ملحق ہیں فرمایا بندہ جو طاعت بھی بجا لاتا ہے مالی یا بدنی یا خلقی ان میں سے ایک بھی قبول ہو جائے تو پھر اُن کے طفیل بندہ کے تمام کام آسان ہو جاتے ہیں قفل سعادت کی کنجیاں بہت ہیں معلوم نہیں کہ یہ قفل کس کنجی سے کھلے گا. لہٰذا ہر ایک کنجی سے کھول کر دیکھنا چاہئے اگر ایک سے نہ کھلا تو دوسری سے کھلے گا فرمایا بنی اسرائیل میں ایک زاہد نے ستر برس خدا کی عبادت کی بعد ازاں اس کو ایک حاجت درپیش ہوئی اور اس نے خدا سے دعا مانگی مگر حاجت روا نہ ہوئی. زاہد نے اپنے نفس پر نہایت عتاب کیا اور کہا ستّر سال تو نے خدا کی عبادت کی اور پھر بھی تیری ایک حاجت روا نہ ہوئی معلوم ہوا کہ تیرے اخلاص میں نقص ہے اگر تیرا اخلاص کامل ہوتا تو ضرور حاجت پوری ہوتی. اس زمانہ کے پیغمبر علیہ السلام کو خدا کی وحی پہنچی کہ اس زاہد سے کہہ دو کہ تو نے جو ایک گھڑی بھر اپنے نفس پر عتاب کیا یہ ہمارے نزدیک ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ فرمایا ایک درویش کی عادت تھی کہ جب لوگ اس کے پاس آتے تو قرآن شریف پڑھنے لگتا اور جب لوگ چلے جاتے ہنسی مذاق کرنے میں مشغول ہوتا. اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے بندہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ برادرم شیخ ضیاء الدین ملقب بہ بہاء الدین پانی پتی ہر شب ماہ رمضان شریف سحر کی

جامع مسجد میں تراویح کے اندر ختم قرآن کرتے تھے اب بھی کرتے ہیں بندہ نے زمیں بوس ہو کر عرض کیا کہ جی ہاں کرتے ہیں. حضرت نے چشم پر آب ہو کر فرمایا کہ کچھ اثر نہیں کرتا پھر ارشاد کیا کہ خلق کی عمل پر نظر ہے اور حق کی نظر نیت پر ہے اگر نیک نیتی سے تھوڑا عمل کیا جائے تو وہ بھی پسند ہوتا ہے اور بری نیت سے مناجات کرنا بھی معصیت ہے جو شخص کسی علت یا سبب سے خدا کی عبادت کرے تو وہی سبب اور علت اس کا معبود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۶ محبت اور عشق اور ان کے حقائق کا بیان

شیخ الشیوخ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الحق والشرع والملۃ والدین محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس روز آفتاب نکلے اور محمدؐ کو اپنے رب ایک نیا قرب اور نئی طلب حاصل نہ ہو تو اس روز کے آفتاب نکلتے ہیں برکت نہ ہوجیو۔ پس اس حکم کی بجا آوری کے واسطے محبان درگاہ و طالبان راہ پر لازم ہے کہ ہر روز ایک نیا ورد اور نئی طلب حاصل کریں تاکہ ہر روز مزید ہو یہاں طاعت بدنی مراد نہیں ہے بلکہ نیا شوق و عشق مراد ہے۔ ترقیات

مشاہدہ کی دنیا و آخرت میں انتہا نہیں ہے اور اگر ہر روز مکر ر ہو لا تب اس میں لطف نہیں لہٰذا ہر روز نو بنو ہونی چاہئیں اور اسی طرح قابلیت بھی بے نہایت ہے۔ بعدہٗ ارشاد کیا کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہٗ ہر ایک کے بارہا فرماتے تھے کہ خدا تجھ کو درد دے وہ شخص حیران ہوتا کہ یہ کیا دعا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ ہاں وہ یہ دعا تھی۔ ایک دفعہ کاتب حروف کی حضرت مولٰنا حسام الدین ملتانی سے جو حضرت جناب شیخ کے مریدانِ اعلیٰ سے ہیں ملاقات ہوئی اور محبت باری تعالیٰ کی متعلق گفتگو ہونے لگی فرمایا بندہ کو اپنی حیثیت کے موافق خدا سے کچھ مانگنا چاہیئے اور محبت باری تعالیٰ احوال سے تعلق رکھتی ہے پھر جو شخص مقامات میں مستقیم ہوگا اس سے محبت کا سوال ہونا محال ہے اس گفتگو کے بعد جب بندہ نے حضرت شیخ الشیوخ العالم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ واقعہ عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا نہیں ہے آدمی کو ہر وقت خدا سے اس کی محبت چاہنی اور یہ دعا مانگنی چاہیئے اَللّٰهُمَّ[1] اِنِّی اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَ الْعَمَلُ الَّذِیْ يُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ

---

[1] اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس شخص کی محبت جو تجھ سے محبت رکھتا ہے اور اس کام کی محبت جو تیری محبت ہی تجھ کو قریب کرے اے اللہ تو اپنی محبت مجھ کو میری جان و مال اور اولاد اور پیاسے کے لئے ٹھنڈے سے بھی زیادہ پسندیدہ بنا۔

اِلٰہٓ مِنۡ نَفۡسِیۡ وَمَالِیۡ وَاَھۡلِیۡ وَمِنَ الۡمَآءِ الۡبَارِدِ لِلۡعَطۡشَانِ بیت

می گفت مرا کسے کہ باصدق وصفاست | کیں رمز بداں اگر ترا عقلے بجاست
باموج ونہنگ یا بسازد غواص | ورطلب درست افزون خطاست

فرمایا تین شخص بغداد سے حج کو چلے اور سنت الٰہی اس طرح جاری ہوئی کہ خانۂ کعبہ پر پہلے نظر پڑنے کے وقت جو دعا مانگو وہ قبول ہوتی ہے چنانچہ ان میں ایک نے یہ دعا کی کہ میں قاضی ہوجاؤں دوسرے نے کہا میں شیخ الاسلام بنوں تیسرے نے دعا کی کہ خداوند مجھ کو اپنی محبت و عنایت کر پھر جب تینوں بغداد تشریف میں واپس آئے تو ایک قاضی ہوگیا اور دوسرا شیخ الاسلام بنا اور تیسرے کے پیر میں پھوڑا نکل آیا جس کی تکلیف میں ایک دن کہنے لگا خداوندا ایک نے قضات مانگی اس کو تو نے قاضی بنایا دوسرے کو شیخ الاسلام کیا اور میں نے جو تیری محبت مانگی تھی تو مجھ کو یہ مصیبت عنایت کی ہاتف نے جواب دیا کہ اے شخص جس کو ہم اپنی محبت سے مشرف کرتے ہیں اس کو بلا میں مبتلا بناتے ہیں۔

فرمایا خواجہ حسین منصور حلاج کو دار پر کھینچا ہے تو ان کے خون کے ہر قطرہ سے انا الحق کی آواز آتی تھی اور جب زمین پر گرتا تو نقش اللہ پیدا ہوتا پھر ان کو جلا کر راکھ دریائے دجلہ میں ڈالی وہاں سید احمد کبیر وضو کر رہے تھے انہوں نے اس کا تھوڑا پانی پیا جس کے سبب سے خداوند تعالیٰ نے ان کو وجد وحال عنایت کیا۔ بیت

این چہ شورست کہ در بازار عشق انگیختی | این چہ ننگ است اینکہ با اصحاب درد آمیختی
خود بر آدم رہ زدی کہ ابلیس را راندی ز در | خود انا الحق گفتی و حلاج را آویختی

فرمایا شیخ بدر الدین غزنوی سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میرے والد خواجہ اجل سرزی کے قدیم مریدان سے تھے انہوں نے سنا کہ خواجہ بایزید بسطامی نے چالیس بار حج کیا اور جب اثنائے راہ میں پانی پیش آتا تو مثل خشکی کے اس کے اوپر روانہ ہوتے یہ سن کر دل کہنے لگے کہ خواجہ اجل سرزی کا ایک مرید میں ہوں مجھ میں تو یہ قدرت نہیں ہے اور مریدان میں بھی نہ ہوگی اگر ہو تو اس کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ہمارے شیخ میں نقص ہے اور یا ہم میں قابلیت نہیں ہے۔ آخر اپنے اس خدشہ کو خواجہ اجل سے ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ خواجہ بایزید کے مرید یکسوارہ کراماتی ہیں اور میرے مریدان شاہان ہیں۔ اس اشارہ سے ان کو شاہوں کی حقیقت معلوم نہ ہوئی یہاں تک کہ جب دہلی میں آئے تو ایک روز قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ میں حاضر ہوئے اور ستون کی آڑ میں پوشیدہ ہو کر کاغذ کے پرچے پر لکھا کہ شاہاں کون لوگ ہیں پھر یہ پرچہ قاضی صاحب کے پاس بھجوا دیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ یہ میری سیاہ ریش آپ کے زیر قدم ہے قاضی صاحب نے پرچہ ہاتھ میں لیتے ہی منبر کے اوپر فرمایا کہ اور میری یہ سفید ریش بھی تمہارے زیر قدم ہے۔ شاہاں وہ لوگ ہیں جو گلخن تابی میں رہتے ہیں اور بادشاہوں کے عشق کا سودا ان کے

سر میں ہے۔ **بیت**

یکشہر آز پر حدیث آں روئے نکو ہست | دلہائے جہانیاں ہمہ پرور دۂ اوست
ما می کوشیم و دیگراں می کوشند | تا بخت کرا بود کرا دارد دوست

فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے عَجِبَ اللّٰہُ مِنْ قَوْمٍ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ فِی السَّلَاسِلِ یعنی خدا ان لوگوں سے تعجب کرتا ہے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس حدیث میں ایک یہ قول ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے اطفال ہیں جن کو زنجیر یا رسّی سے باندھ کر معلّم کے پاس لے جاتے ہیں اور پھر وہ بندریج حروف کو پڑھ کر معانی اور مع معانی حاصل کرتے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ لوگ وہ غلام ہیں جو دار الحرب سے قید کر کے لائے جاتے ہیں اور پھر وہ نیک اعمال کر کے جنت کے مستحق ہوتے ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ یہ لوگ محبان خدا ہیں قیامت کے روز ان کو حکم ہوگا کہ جنت میں جاؤ یہ کہیں گے کہ ہم نے جنت کے واسطے عمل نہیں کئے ہم نے تیری محبت میں تیری پرستش کی ہے حکم ہوگا کہ بات یہی ہے جو تم کہتے ہو مگر دیدار کا وعدہ جنت میں ہے وہاں چلے جاؤ اور تب بھی یہ لوگ نہ جائیں گے اس وقت فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان عشاق کو نور کی زنجیروں میں باندھ کر جنت میں لے جاؤ۔ **بیت**

از لطف تو ہیچ بندہ نومید نہ شد | مقبول تو جز مقبل جاوید نہ شد
لطفت بکدام ذرّہ پیوست دمے | کاں ذرّہ بہ از ہزار خورشید نہ شد

فرمایا اصحاب طریقت اور ارباب حقیقت کا اس پر اتفاق ہے کہ حیات بشری سے بڑا مقصود محبت رب العالمین ہے محبت کی دو قسمیں ہیں محبت ذات و محبت صفات۔ مواہب یعنی خدا کے عطیہ سے جو چیز حاصل ہو اس میں بندہ کے کسب و عمل کو کچھ دخل نہیں ہے اور جو چیز مکاسب سے تعلق رکھتی ہے اس میں بندہ کے کسب و عمل کا تعلق ہے۔ محبت کے اکتساب کا طریقہ دوام ذکر ہے بشرطیکہ ماسوا کی محبت قلب سے دور کردی گئی ہو۔ اس شرط کی چار چیزیں مانع ہیں اور جو شرط کا مانع ہوتا ہے وہ مشروط کا مانع ضرور ہے۔ خلق، دنیا، شیطان، نفس۔ خلق کے دفع کرنے کے واسطے گوشہ نشینی اور دنیا کا علاج قناعت اور شیطان و نفس کے دفع کرنے کے واسطے گھڑی گھڑی خدا سے دعا و التجا کرے فرمایا دہلی میں ایک ترک نے مسجد تیار کی اور اس کی امامت پر حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کو مقرر فرمایا اور ایک مکان بھی آپ کے واسطے تیار کیا اور انہیں دنوں میں اس ترک نے ایک لاکھ جیتل خرچ کرکے اپنی لڑکی کی شادی بھی کردی۔ شیخ نجیب الدین نے ایک روز بات چیت میں اس ترک سے فرمایا کہ کامل مومن وہ شخص ہے جس کے دل میں خدا کی محبت مال و اولاد کی محبت سے غالب ہو۔ تم اگر ایک لاکھ جیتل راہِ خدا میں خرچ کرو جب اس مرتبہ میں پہنچو۔ ترک یہ بات حضرت سے سُن کر سخت ناراض ہوا اور امامت و مکان آپ سے واپس لے لیا۔ اس کے بعد شیخ نجیب الدین

متوکل جناب باباصاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ واقعہ عرض کیا۔ باباصاحب نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ ارشاد کرتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا۔ اس بات پر افسوس نہ کرنا چاہئے۔ اگر یہ جاتی رہی تو خداوند تعالیٰ اس سے بہتر بھیجے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند روز کے بعد ایک شخص ملک بزرگ اینگر نام یہاں پہنچا اور اس نے اس خاندان کی بہت خدمت کی اور ان کی خدمت گاری سے منسوب ہوا۔

فرمایا جب حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اتہام اٹھایا ہے جس کا قصہ مشہور ہے تو حضرت ام المومنین نے اثنائے مناجات میں عرض کیا کہ خداوندا میں جانتی ہوں کہ جس سبب سے یہ اتہام میرے اوپر باندھا گیا ہے یعنی تیرے پیغمبر تیری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور پھر ان کو میرے ساتھ بھی میلان خاطر ہے پس اس اتہام کا یہ سبب تھا۔ حضرت شیخ یہی فوائد یاران کے سامنے بیان فرمارہے تھے کہ جناب قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کی کہ اثنائے راہ میں محمد حاجی مجھ سے ملے اور کہا میری صورت حال کو حضرت کی خدمت میں عرض کرنا کہ جب سے میں حج کرکے واپس آیا ہوں کچھ آرام و آسائش نہیں ہے نہایت تلخ زندگانی گزارتا ہوں کبھی خیال ہوتا ہے کہ سفر میں چلا جاؤں اور کبھی کہتا ہوں کہ عزیزوں سے جدا ہونا نہ چاہئے اس تردد میں پڑا ہوا ہوں اور باطن حضرت شیخ سے امداد چاہتا ہوں تاکہ خلاصی کا راستہ

معلوم ہو چونکہ یہ وقت فرصت کا تھا لہٰذا حضرت مخدوم کی خدمت میں گزارش کیا گیا۔ فرمایا ان سے کہو کہ آیت شریف هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا۔ ہر روز سات مرتبہ پڑھیں اور پڑھنے کے وقت سینہ پر ہاتھ پھیرتے جائیں چند روز ایسا کرنے سے بفضل الٰہی شکایت دور ہو جائے گی بعد ازاں حضرت نے قاضی صاحب سے دریافت فرمایا کہ یہ شخص متاہل ہیں یا مجرد تھا قاضی صاحب نے عرض کیا کہ یہ جب سفر میں تھے تو ان کی بیوی انتقال کر گئیں اور اب ان کا ارادہ بھی شادی کرنے کا نہیں ہے مجرد رہنے کا ہے۔ اس کے بعد قاضی صاحب نے فرمایا کہ ایسے آدمی کو دو باتوں میں سے ایک بات کرنی چاہئے یا تو کسب میں مشغول ہو تاکہ وجہ معاش ہاتھ آئے اور یا گوشہ نشین ہو کر یاد الٰہی میں مصروف ہو۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ عبادت میں مشغول ہونے کا اس وقت لطف ہے جب کچھ عشق کی چاشنی بھی رکھتا ہو ورنہ دونوں کام ہاتھ پیر سے ہوتے ہیں کسب بھی اور نماز و ذکر بھی پھر آپ نے یہ بیت پڑھی۔ **بیت**

طاعت ابلیس را گر چاشنی بودے ز عشق ۔۔۔ در خطاب اسجدوا ابلیسک مسلماں آمدے

قاضی صاحب نے عرض کیا کہ یہ شخص عشق کا دعوی کرتا ہے اور اپنے آپ کو عاشق صادق جانتا ہے اور کہتا ہے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کے سوا

کسی کی تعظیم نہ کرے سجدہ کرنا تو کیا. فرمایا ہاں دعوی کرتا ہے مگر جھوٹا جیساکہ مشہور قول ہے کُلُّ مُدَّعِیٍّ کَذَّابٌ ۔ فرمایا ملائکہ محبت میں حصہ نہیں رکھتے۔ شراب محبت انسان کے نصیب میں ہے. اسم ودُود کو ملائکہ نہیں جانتے نہ اس کو پڑھتے ہیں اور شیطان بھی فرشتوں میں سے ہے اس کو محبت کا دعوی نہ کرنا چاہیئے تھا اگر کوئی کہے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ یعنی شیطان جنوں میں سے تھا پس اس نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی. تو میں کہتا ہوں کہ علماء نے شیطان کے متعلق اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ جنوں میں سے ہے اور اسی آیت کو حجت لاتے ہیں اور اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتوں میں سے ہے اور اس آیت کو دلیل لاتے ہیں فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِیْسَ یعنی تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے تو استثنائے غیر جنس نہیں ہے اور معتبر قول بھی یہی ہے اور کَانَ مِنَ الْجِنِّ کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ملائکہ کو بھی جن کہتے ہیں لفظ جن کا اشتقاق اجتنان یعنی استتار سے ہے یعنی پوشیدہ ہونا مطلب یہ کہ جیسے جن نظر انسان سے پوشیدہ ہیں اسی طرح ملائکہ بھی پوشیدہ ہیں بعض کا قول ہے کہ ملائکہ میں سے ایک فریق کا نام بھی جن ہے۔

فرمایا عشق اور عقل میں تضاد ہے. علماء اہل عقل ہیں اور درویش اہل عشق ہیں علماء کی عقل ان کے عشق پر غالب ہے اور درویشوں کا عشق

ان کی عقل پر غالب ہے اور انبیا میں دونوں حال غالب تھے اس کے بعد
حضرت نے بیت فرمائی۔ **بیت**

عقل را با عشق کوشش نیست او دشمن کن تا چہ خواہی کردن آں اشتر دل جولائی را

فرمایا عشق کو عشقہ سے لیا ہے یہ ایک گھاس ہے جو درخت کی جڑ میں پیدا
ہو کر درخت پر چڑھنے اور لپٹنے شروع ہوتی ہے اور اس قدر اس میں
پیوست ہوتی ہے کہ اس کا پھل درخت کا پھل معلوم ہوتا ہے اور آخر درخت
کی تمام غذا اور رطوبت کو چوس کر سکھا دیتی ہے۔ اسی طرح جب عشق آدمی
پر تسلط کر لیتا ہے تو اس کے ساتھ وہی کرتا ہے جو عشقہ درخت کے ساتھ
کرتی ہے۔ **بیت**

غازی برائے کشتن اندر نگ دوست جاں داد براہ عشق حاصل ترا زوست
فردائے قیامت او بدیں کے ماند کیں کشتۂ دشمن است و آں کشتۂ دوست

فرمایا ایک دفعہ حضرت شیخ احمد معشوق جاڑے کے چلہ میں رات کے وقت
اپنے گھر سے نکل کر بیچ دریا میں جا کھڑے ہوئے جو نہایت خطرناک جگہ تھی
اور بارگاہ الٰہی میں عرض کرنے لگے کہ خداوندا میں یہاں سے نہ جاؤں گا جب
تک کہ مجھ کو معلوم نہ ہو جائے کہ میں کون ہوں۔ آواز آئی کہ تم وہ شخص ہو کہ فردائے
قیامت کو تمہاری شفاعت سے اس قدر لوگ بخشے جائیں گے۔ انہوں نے
کہا میں اس بات کو پسند نہیں کرتا مجھ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ میں کون ہوں

آواز آئی کہ تم وہ شخص ہو کہ تمہاری عنایت سے اس قدر لوگ جنت میں جائیں گے
شیخ احمد نے کہا مجھ کو یہ بھی پسند نہیں ہے مجھ کو یہ معلوم ہو کہ میں کون ہوں۔
اس وقت حکم ہوا کہ درویش اور عارف تو ہمارے عاشق ہیں اور تم ہمارے معشوق
ہو۔ پھر جو شیخ احمد وہاں سے شہر میں واپس آئے تو جو ان کے سامنے آتا وہ یہی
کہتا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَحْمَدُ مَعْشُوْقٌ۔ **بیت**

گر عشق نبودے و غمِ عشق نبودے | چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنودے
گر باد نبودے سر زلفش کہ ربودے | رخسارۂ معشوق بعاشق کہ نمودے

فرمایا قوت القلوب میں لکھتے ہیں حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی یہ دعا کیا
کرتے تھے کہ خداوندا اگر تو نے اپنے کسی عاشق کو اپنی ملاقات سے پہلے کوئی
چیز عنایت کی ہو جس کے سبب سے اس کے دل نے سکون پایا ہو تو ایسی چیز
مجھ کو عنایت فرما کیونکہ تیرے اشتیاق نے مجھ کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔
آخر ایک شب رب العزت کی زیارت سے مشرف ہوئے اور خطاب ہوا کہ ہمارے
مشتاقوں کا دل ساکن نہیں ہوتا۔ اے ابراہیم تم کو شرم نہیں آتی کہ میری ملاقات
سے پہلے اپنے دل کا اطمینان اور سکون چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ خداوندا میں تیری
محبت میں حیران و مبہوت ہوں مجھ کو کیا کہنا چاہیے حکم ہوا کہ یہ دعا پڑھا کرو
اَللّٰھُمَّ رَضِّنِیْ بِرَضَائِكَ وَصَبِّرْنِیْ عَلٰی بَلَائِكَ وَاَوْزِعْنِیْ
شُکْرَ نِعْمَائِكَ۔ **بیت**

ملک جلبش بہر سلیمان ندہند — منشو بخمش بہر دل و جاں ندہند
درماں طلبان نز درد او محروم اند — کیں درد بطالبان درماں ندہند

فرمایا خداوند تعالیٰ نے ہر ایک عضو ایک کام واسطے پیدا کیا ہے اور جب وہ عضو کام نہیں دیتا تو بیمار کہلاتا ہے اسی طرح دل کو خداوند تعالیٰ نے محبت کے واسطے پیدا کیا ہے جس دل میں محبت نہیں ہے وہ بیمار ہے قیامت کے روز اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّبَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۔ خواجہ مرتعش نور اللہ مرقدہٗ اپنے زمانہ کے بزرگان سے تھے ایک دفعہ پیاسے جا رہے تھے کسی دروازہ پر پہنچ کر پانی مانگا ایک نوجوان وحسین لڑکی پانی دینے آئی یہ اس پر عاشق ہو گئے اور ایسے از خود رفتہ ہوتے کہ پانی بھی نہ پیا حیرت میں کھڑے تھے کہ صاحب خانہ آگیا اور ان سے پوچھا تم کون ہو اور اس طرح پریشان کیوں کھڑے ہو۔ خواجہ نے جواب دیا کہ ایک دل میرے پاس تھا وہ بھی یہاں اس لڑکی کی نذر کر دیا۔ صاحب خانہ نے کہا آپ غم نہ کھائیے وہ میری لڑکی ہے میں اس کی شادی کر دوں گا اور نکاح کی تاریخ مقرر کر دی خواجہ بہت خوش ہوئے جب نکاح کا دن ہوا تو صاحب خانہ نے کہا کہ آپ یہ جامہ درویشی اتار کر شاہانہ لباس زیب بدن کیجئے جو میں نے بڑے تکلف کے ساتھ تیار کیا ہے۔ خواجہ نے کہا بہت اچھا اور اپنا جامہ اتار دیا فوراً آواز آئی کہ تم نے میرے سوا غیر کی طرف ایک

نگاہ ڈالی تھی اس کی سزا میں جامۂ درویشی تم سے اترو الیا اب جو دوسری نگاہ کرو گے تو تمہارے باطن سے معرفت کا خلعت اتارلوں گا خواجہ نے فوراً توبہ کی اور واپس چلے آئے۔ فرمایا قاضی حمید الدین ناگوری اپنی کسی تالیف میں لکھتے ہیں کہ جس شخص کو حاجت درپیش ہو وہ غسل کرکے دو رکعت نماز ادا کرے اور یہ کہے یا الٰہی بحق آں ساعت کہ با خواجہ ابو اسحاق آشتی کردی ایں حاجت مرا مقضی گرداں پھر اگر اس کی حاجت پوری نہ ہو تو قیامت کے روز اس کا ہاتھ ہوگا اور میرا دامن۔ بادشاہ عراق نے جب شہر نہاوند فتح کرنے کا قصد کیا تو خواجہ ابو اسحٰق کو اپنے ساتھ لیا جب شہر نہاوند کے قریب پہنچے تو بادشاہ کو خیال آیا کہ پہلے ایک قاصد روانہ کرنا چاہیئے اگر پھر بھی کام نہ چلا تو جنگ کی جائے اور خواجہ ابو اسحاق کو پسند کرکے ایلچی بنا کر روانہ کیا دو سو مرید ان کے ہمراہ تھے جب یہ وہاں کی آتش پرست ملکہ کے پاس پہنچے جو نہایت ہوشیاری کے ساتھ مثل مردوں کے ملکداری کرتی تھی اور اعلیٰ درجہ کی خوبصورت و صاحب جمال تھی تو خواجہ اس کے اوپر عاشق زار ہوئے آتش پرستوں نے کہا کہ تم مسلمان ہو اگر تم کو ہم سے رشتہ کرنا ہے تو ہمارا دین قبول کرو خواجہ نے ایسا ہی کیا اور اسلام کو چھوڑ کر زنار پہن لی خواجہ کے مرید یہ حالت دیکھ کر چلتے پھرتے نظر آئے صرف ایک مرید اپنی ارادت پر قائم رہا اور کہنے لگا میں نے خواجہ ابو اسحاق کے پیر کو دیکھا ہے ان کی خاص پرتاثیر نظر ان پر

پڑی تھی ضرور وہ نظر ان کو راہِ راست پر لے آئے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب شادی کی رات آئی تو اس مرید نے خواب دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں ابو اسحاق کی حق سے آشتی کرانے آیا ہوں جب یہ مرید بیدار ہوا تو خواجہ کو دیکھا کہ نئے سرے سے مسلمانوں کا لباس پہن کر توبہ کر رہے ہیں۔

باب دیدار خداوندی کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم قطب اوتادِ بنی آدم حضرت خواجہ نظام الحق والشرع والملۃ والدین انار اللہ مضجعہٗ فرماتے ہیں مولنٰنا فخر الدین رازی نے اپنی ایک مختصر کتاب میں چالیس مسئلے لکھے ہیں اور ان کا یہ قاعدہ ہے کہ بعض مسائل کی ایک کتاب میں نفی کی ہے تو دوسری میں ان کا اثبات کیا ہے منجملہ ان کے ایک رویت کا مسئلہ ہے جس کی نسبت لکھتے ہیں کہ رویت خداوندی دلیل عقلی سے متصور نہیں ہے اور امام ابو منصور ماتریدی نے جو دلیل عقلی سے ثابت کیا ہے درست نہیں ہے۔ امام ماتریدی اپنی کتاب میں یہ نکتہ لکھتے ہیں جسم مرئی ہے پس رویت ایک صفت ہوئی مشترک جسم و حرکت کے درمیان میں اور جسم و حرکت میں جو مشترک ہے وہ یا وجود ہے یا حدوث تو جوازِ رویت کی علت بھی یا وجود ہوگا یا حدوث ہوگا پھر حدوث

تو علت نہیں ہو سکتا کیونکہ وجود مسبوق بعدم سے عبارت ہے اور ایک جز اس کا عدم ہوا اور عدم علت یا جزء علت نہیں ہو سکتا لہٰذا درست ہوا کہ خداوند تعالیٰ مرئی ہو۔ مولٰنا فخر الدین رازی کا یہ اعتراض ہے کہ مخلوق بھی جسم وحرکت کے درمیان مشترک ہے جس حالت سے لازم ہوتا ہے کہ خدا بھی مخلوق ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ نکتہ اور یہ اعتراض نہایت محکم ہے۔ اور اس کا کچھ جواب نہیں دیا گیا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اہل سنّت وجماعت اس مسئلہ میں اس دلیل پر تاویل کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ یعنی رویت کو استقرار جبل پر موقوف کیا ہے اور استقرار جبل میں حیثیت ہو ممکن ہے اور جو چیز شرط ممکن سے معلق ہو تو وہ بھی ممکن ہے پھر اس دلیل پر بھی اعتراض کیا گیا ہے جو نہایت لطیف اور محکم ہے اور وہ یہ ہے کہ جواز رویت استقرار کی شرط سے معلق ہے اور استقرار جبل یا در حال تحویل یا در حال استقرار اگر در حال تحویل ہے تو وہ محال ہے اور معلق بالمحال بھی محال ہے اور اگر در حال استقرار ہے تو یا ہوا الشرط تحقق ہوگا اور معلق بالتحقیق محقق فی الحال نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ نکتہ ضعیف ہے۔

بندہ نے حضرت مخدوم اور مولٰنا محی الدین کی قدمبوسی بجا لاکر سوال کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصّہ میں سوال رویت اور جواب لن ترانی کے

بعد قرآن شریف یہ خبر دیتا ہے فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا،
تواب خداوند تعالیٰ مرئی ہے یا نہیں. فرمایا ظاہر آیت اس بات کی دلیل ہے
کہ خداوند تعالیٰ مرئی ہے اور مفسروں نے جو اپنی بعض تفسیروں میں لکھا ہے
کہ وہ تجلی نور عرش کی تھی یا تجلی مکتوب رب تھی تو یہ سب ظاہر سے بے ضرورت
عدول ہے کیونکہ اہل سنت وجماعت کا جوازِ رویت پر اتفاق ہے لنفسہ و
لغیرہ مرئی ہونا صفات کمالی سے ہے اور خداوند تعالیٰ موصوف بصفات
الکمال ہے. اگر یہ کہیں کہ دلائل سے معلوم ہو گیا ہے کہ کسی کو دنیا میں بھی
حق تعالیٰ کی رویت نہیں ہوئی کیونکہ جس قوت سے رویت ہوتی ہے وہ دنیا
میں کسی کو نہیں دی گئی ہے تو ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ حکم جن و انس
پر صادق آسکتا ہے مگر جبل پر اس کا صادق آنا ضروری نہیں ہے. شاید
جبل کو اس نے سمع و بصر سے اور عقل عنایت کی ہو تاکہ وہ دیکھے اور پھر برداشت
نہ ہونے کی سبب پارہ پارہ ہو جائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اندازۂ کار
یہی دیکھا کہ سوال سے توبہ کرکے باز آئے بندہ علی محمود جاندار نے خدمت
حضرت شیخ سے سوال کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں دیدار
خداوندی سے مشرف ہوئے. فرمایا اس میں بڑی گفتگو ہے اور مذہب مختار
یہی ہے کہ شب معراج کی رویت تحقیقی نہیں ہے. بندہ نے عرض کیا ابوداؤد
کی حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا

کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ فرمایا کہ وہ نور ہے میں اس کو کیونکر دیکھ سکتا ہوں یہ فرمایا اور حدیثیں اس کے خلاف ہیں لیکن تحقیق نہیں ہوتا

فرمایا شاہ شجاع کرمانی نے چالیس برس شب بیداری کی پھر ایک رات جو سوئے تو خواب میں حضرت رب العزت کے دیدار سے مشرف ہوئے پھر جہاں جاتے جامۂ خواب ساتھ رکھتے اور لیٹ کر منتظر ہوتے کہ پھر دیدار ہو آخر آواز آئی کہ وہ دیدار چالیس برس کی بیداری کا نتیجہ تھا۔ نظم

جانان مے نابم دہ جانم بستان | بستم بدہ وز ہر دو جہانم بستان
باکفر و اسلام بدل ناچار است | خود را بنماد ز این و آنم بستان

فرمایا امام احمد بن حنبل نے ہزار بار خواب میں دیدار خداوندی کیا ہے بندہ نے سوال کیا کہ یہ دولت کس عمل سے میسر ہوتی ہے فرمایا تلاوت قرآن سے۔ عرض کہ تلاوت فہم معانی کے ساتھ ہو یا بغیر فہم کے فرمایا جیسی بھی ہو۔ فرمایا مجھ کو اس مسئلہ میں مشکل درپیش تھی کہ جو لوگ انتقال کر جاتے ہیں ان کو جنت میں داخل ہونے سے پہلے بھی دیدار ہوتا ہے یا نہیں۔ بداؤں میں ایک بزرگ تھے ان کے انتقال کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا اور یہی مسئلہ دریافت کیا۔ کہنے لگے کہ دیدار کہاں سے ہو دیدار بہت دور ہے۔ ان کے جواب سے اور بھی مشکل بڑھ گئی یہاں تک کہ زہرہ نام ایک عورت تھی اس کے انتقال کے بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا سوال کیا تو وہ کہنے لگی

کہاں بعض لوگوں کو دیدار ہوتا ہے اور مجھ کو دو مرتبہ ہوا ہے۔ میں پوچھا،
عمل سے یہ دولت ملی اس نے کہا کہ میرے آقا مجھ کو کئی روٹیاں دیتے تھے جن
میں سے ایک روٹی میں درویشوں کی نذر کرتی تھی فرمایا قوت القلوب میں
لکھتے ہیں کہ شیخ علی موفق نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں بہشت میں ہوں،
وہاں سے آگے چلا تو حظیرۃ القدس میں پہونچا اور دیکھا کہ سرادقات عرش کے
اندر ایک شخص کھڑے ہوئے ٹکٹکی باندھے رب العزت کو دیکھ رہے ہیں۔ میں
نے رضوان سے پوچھا یہ کون ہیں۔ کہا معروف کرخی انہوں نے جنت کے شوق
یا دوزخ کے ڈر سے خدا کی عبادت نہیں کی تھی بلکہ محض اس کے شوق و محبت
میں اس کی اطاعت بجا لائے تھے اس واسطے قیامت تک خدا نے اپنا دیدار
ان کے لئے مباح کر دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب نماز کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم حضرت خواجہ نظام الحق والشرع والملۃ
والدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں قاضی خواجہ قطب الدین کاشانی
ملتان کے اس مدرسہ میں جو ناصر الدین قباجہ کا بنایا ہوا ہے امامت کرتے
تھے اور حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی ہر روز صبح کو نماز ان کے پیچھے ادا کرنے
تشریف لاتے ایک روز قاضی صاحب نے فرمایا کہ جو اس قدر دور دراز جگہ سے

یہاں آتے ہیں کیا وجہ ہے وہاں بھی تو جماعت ہوتی ہے. شیخ صاحب نے فرمایا
میں اس حدیث شریف پر عمل کرتا ہوں مَنْ صَلّٰی خَلْفَ عَالِمٍ تَقِیٍّ۔

فرمایا کہ مقتدی کو ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیئے اور جب
سورۂ فاتحہ پڑھے تو بسم اللہ بھی پڑھے. بندہ نے عرض کیا کہ ایک حدیث میں
آیا ہے جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھے گا اس کے منہ میں کنکر بھر ے
جائیں گے. فرمایا اگر ہاں اس حدیث میں نظر کی جائے تو وعید لازم آتی ہے
اور اگر حدیث لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَءْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ. پر نظر کی جائے
تو عدم جواز لازم آتا ہے لہٰذا وعید کا تحمل کر کے فاتحہ پڑھ لینی چاہیئے "تاکہ
بالاجماع نماز ہو. اَلْاَخْذُ بِالْاَحْوَطِ وَالْخُرُوْجُ مِنَ الْاِخْتِلَافِ[۱]

فرمایا شہر نہاوند میں ایک واعظ تھے ان کی تقریر دل پذیر سے لوگوں کو
ازحد رقت و راحت حاصل ہوتی جب وہ حج کو گئے اور واپس آئے تو کلام
میں پہلی سی تاثیر نہ رہی لوگوں نے پوچھا تو کہا ہاں میں بھی جانتا ہوں کہ جس
نحوست سے یہ بات پیدا ہوئی ہے. اس سفر میں دو وقت کی نماز قضا ہو گئی تھی.

فرمایا نفل نماز بھی جماعت سے پڑھنی آئی ہے. مشائخ اور بزرگان پیشیں
نے ادا کی ہے ایک دفعہ شب برات آئی تو شیخ الاسلام شیخ فریدالدین
قدس اللہ سرہٗ نے مجھ سے ارشاد کیا کہ اس رات میں جو نماز آئی ہے تم امامت

---

[۱] زیادہ احتیاط پر عمل کرنا اور اختلاف سے باہر آجانا بہتر ہے

کر کے پڑھاؤ۔ چنانچہ ایسا کیا گیا اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ اپنی خالہ حضرت ام المومنین میمونہ کے گھر میں رات کو سوئے
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں تشریف فرما تھے جب دو تہائی رات
گزری تو حضور بیدار ہوئے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ آیت پڑھی اِنَّ
فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے آخر سورۃ تک بعد ازاں اٹھ کر وضو
کیا اور نماز میں کھڑے ہو گئے۔ ابن عباس کہتے ہیں میں نے بھی اٹھ کر وضو کیا
اور حضور کے ساتھ اقتدا کی اور بائیں طرف کھڑا ہو گیا حضور نے میرا کان
پکڑ کر دائیں طرف کھڑا کر لیا۔ بندہ نے بعد پائے بوسی مخدوم سے عرض کیا
کہ سنن رواتب و نفل و واجب تکملات فرض ہیں اس تکمیل کی وجہ اور اس
دعوی پر دلیل کیا ہے۔ فرمایا نماز سے بڑا مقصود ذکر حق ہے خدا فرماتا ہے۔
اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ اور فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ۔ اور نماز میں
حضور دل چاہیئے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ حضور قلب نماز میں
اول سے آخر تک ہونا چاہیئے اب آدمی غور کرے کہ صبح کی دو رکعت فرض ہیں
اس کو کس قدر حضور حاصل تھا فرض کیا کہ مقدار ایک رکعت کے حضور تھا
اب باقی رکعت کے حضور کو نوافل سے پورا کرنا چاہیئے تب نماز درست ہوگی۔

فرمایا شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدان سے ایک
شخص حسن افغان بڑے صاحب ولایت بزرگ تھے جن کی نسبت شیخ

بہاء الدین فرماتے کہ اگر قیامت کے روز خدا مجھ سے پوچھے گا کہ میرے واسطے کیا لایا تو میں کہوں گا کہ حسن افغان کو لایا ہوں۔ ایک دفعہ یہ حسن افغان کسی کوچہ میں جا رہے تھے مسجد سے تکبیر کی آواز آئی یہ بھی جماعت میں شریک ہوئے جب نماز سے فارغ ہو کر سب لوگ چلے گئے تو انہوں نے امام صاحب سے کہا کہ حضرت ...... جب نماز شروع کی میں آپ سے پیوست ہوا آپ یہاں سے دہلی گئے اور غلام خرید کر ملتان بھیجے میں آپ کے پیچھے پریشان ہو گیا آخر یہ کیا نماز ہے فرمایا ایک بزرگ خواجہ کریم نام تھے پہلے وہ کتابت کرتے تھے اور پھر دنیاوی تعلقات ترک کر کے واصلان حق میں شامل ہو گئے تھے بارہا فرماتے تھے کہ میری قبر دہلی میں ہے کوئی کافر اس شہر پر مسلط نہ ہو گا۔ ان کی نماز کی مشغولی کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ شہر کے دروازہ کمال کے باہر شام کی نماز میں مشغول تھے کہ دروازہ بند کرنے کا وقت آ گیا کیونکہ دو دن کچھ تشویش کے تھے بے وقت اس دروازہ کے باہر کوئی رہنے نہ پاتا تھا ان کے یاروں نے زور زور سے ان کو آوازیں دیں مگر انہوں نے ایک نہ سنی جب باطمینان فارغ ہو کر آئے تو یاروں نے کہا کہ ہم نے اس قدر غل مچایا اور تم نے نہ سنا تعجب ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ تعجب اس شخص سے ہے جو نماز میں ہو اور کسی کی آواز سنے اس کے بعد فرمایا کہ جب یہ خواجہ کریم خدا کی طرف متوجہ ہوئے روپیہ اشرفی کو ہاتھ نہیں لگایا۔ قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا

کہ ایک بزرگ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں تو ہوشیار آدمی جب نفل پڑھے تو قضائے فوائت کی نیت کرے اگرچہ اس کے خیال میں اس کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو مگر ممکن ہے کہ قضا ہوگئی ہو اور اس کو علم نہ ہو۔ اگر دو رکعت نفل پڑھے تو قضائے فجر کی نیت کرے اور چار پڑھے تو ظہر، عصر و عشا کی نیت کرے اور مغرب اور وتر کی قضا میں جو نفل پڑھے ان کی تیسری رکعت میں قعدہ کرے اور ان سب نفلوں میں ہر رکعت کے اندر سورۂ فاتحہ اور کوئی صورت پڑھنی چاہیئے۔ اب گزارش یہ ہے کہ مطلق نفل میں اشراق و چاشت اور وہ سنتیں جو اوقات مقررہ میں ادا کی جاتی ہیں وہ بھی شامل ہیں یا نہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ ہاں شامل ہیں کیونکہ ان کی صفت نفل کی منافی نہیں ہے۔ اور نفل شاید ہی قضائے فوائت میں شمار کیا جاتا ہے۔

فرمایا جب رات آتی ہے ایک فرشتہ بام کعبہ پر کھڑا ہو کر ندا کرتا ہے اے بندگانِ خدا اور امتانِ محمد مصطفےٰ خداوند تعالیٰ نے تم کو یہ رات بخشی ہے اور ایک رات تمہارے اوپر آنے والی ہے جو شب گور ہے اس رات کے واسطے اس رات میں کچھ کام کر لو اور کام یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھو ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے قل یا ایہا الکافرون چار مرتبہ اسی طرح جب صبح ہوتی ہے تو ایک فرشتہ بام بیت المقدس پر کھڑے ہو کر ندا کرتا ہے کہ اے بندگانِ خدا اور امتانِ محمد مصطفےٰ خداوند تعالیٰ نے تم کو یہ دن عنایت کیا ہے اور

ایک دن تمہارے اوپر آنے والا ہے جو روز قیامت ہے اس دن کے واسطے اس دن میں کچھ عمل کرو تو یہ ہے دو رکعت نماز ادا کرو ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے چار بار قل ہو اللہ احد پڑھو۔ فرمایا ظہر کی نماز کے بعد دس رکعتیں آئی ہیں پانچ سلام کے ساتھ ان میں دس سورتیں آخیر قرآن شریف کی پڑھیں اور اس نماز کو صلوٰۃ الخضر کہتے ہیں جو شخص اس پر مداومت کرتا ہے حضرت خضر علیہ السلام سے اس کی ملاقات ہوتی ہے۔ فرمایا نگاہداشت ایمان کے واسطے دو رکعت نماز بعد مغرب ادا کرے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے تین بار اخلاص اور ایک بار قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے تین بار اخلاص اور ایک بار قل اعوذ برب الناس بعد سلام کے سر بسجدہ ہو کر تین بار کہے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ فرمایا میرے ایک دوست مولانا تقی الدین بڑے صالح اور دانشمند تھے اور ہمیشہ بعد مغرب کے دو رکعت نماز پڑھتے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے والسماء ذات البروج اور دوسری میں والسماء والطارق۔ ان کے انتقال کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا ہوا کہنے لگے کہ حکم ہوا ہم نے تجھ کو اس نماز کے طفیل سے بخشدیا۔ اس نماز کو صلوٰۃ البروج کہتے ہیں۔

صلوٰۃ النور فرمایا مغرب کے بعد دو رکعت حفظ الایمان اور آئی ہیں ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے آیتہائے سورۂ انعام تا یعدلون پڑھے اور اس نماز کو صلوٰۃ النور بھی کہتے ہیں۔ مولانا حسام الدین ملتانی جو حضرت کے

مریدان اعلیٰ سے تھے۔ ماہ رمضان میں تراویح کے اندر تین ختم قرآن شریف فرماتے اس مرتبہ بندہ بھی ایک ختم میں ان کے ساتھ شریک ہوا اس کے بعد قاضی محی الدین کاشانی سے گفتگو ہوئی کہ اب اس ہفتہ کے اندر میں حضرت شیخ کے ساتھ قرآن شریف سننے میں شریک ہوؤں گا۔ بعد ازاں جب قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا تو قاضی صاحب نے عرضداشت کی کہ بندہ چاہتا ہے اس ہفتہ میں مولانا حسام الدین کا قرآن شریف سننے حضرت نے ارشاد کیا کہ تراویح میں ختم بہت ہیں مگر میرے یہاں جو سورۂ اخلاص پڑھی جاتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ قیامت کے روز لوگ گروہ گروہ ہو جائیں گے جنہوں نے حج کیا ہے وہ ایک گروہ ہوں گے پس میں چاہتا ہوں کہ اپنے شیخ کے گروہ میں رہوں، اور میرے شیخ کی خدمت میں تراویح کے اندر سورۂ اخلاص پڑھی جاتی تھی۔

فرمایا جب آدمی گھر سے باہر نکلے تو دوگانہ پڑھے تاکہ باہر کی ہر ایک بلا سے خداوند تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے اسی طرح جب گھر میں داخل ہو تو اس وقت دوگانہ پڑھے تاکہ گھر کی بلاؤں سے محفوظ رہے اگر اور کوئی شخص یہ دونوں دوگانے نہ پڑھ سکے یا وقت مکروہ کے اندر مسجد میں داخل ہونے یا بے وضو ہونے سے تحیۃ المسجد نہ پڑھ سکے تو ان چار کلمات کو چار بار پڑھ لے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ وہی ثواب ملے گا جو دوگانہ کا ملتا ہے۔

نماز اویس قرنیؓ فرمایا نماز خواجہ اویس قرنی تیسری چوتھی اور پانچویں اور بروایت دیگر تیرھویں چودھویں اور پندرھویں ماہ رجب میں آتی ہے۔

فرمایا مدرسہ معزی میں ایک عالم مولنا بہاء الدین نام رہتے تھے۔ بڑے عالم متبحر تھے جو مسئلہ ان سے دریافت کیا جاتا جواب شافی دیتے اور جس بات میں بحث ہوتی خوب بیان کرتے ایک دفعہ کسی نے ان کی تعلیم کا حال دریافت کیا تو کہنے لگے کہ میں نے نہ کسی سے پڑھا ہے نہ کسی کی شاگردی کی ہے جب میں بڑا ہو گیا تو میں نے خواجہ اویس قرنی کی نماز پڑھ کر دعا مانگی کہ خداوندا مجھ کو علم نصیب فرما۔ اس نماز کی برکت سے خدا نے علم کا دروازہ مجھ پر کھول دیا اور اب میں ہر ایک مسئلہ کو بخوبی بیان کر سکتا ہوں۔ یہ نماز تیسری چوتھی اور پانچویں رجب پڑھی جاتی ہے ان تاریخوں میں روزہ رکھے اور چاشت کے وقت غسل کر کے چار رکعت نماز ادا کرے جو سورت چاہے وہ پڑھے پھر سلام کے بعد ستر بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ۔ پڑھے اس کے بعد اور چار رکعت ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد اذا جاء نصر اللہ تین بار اور سلام کے بعد ستر بار یَا قَوِیُّ مُعِیْنُ وَ یَا هَادِیْ دَلِیْلُ بِحَقِّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اس کے بعد اور چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین بار اور سلام کے بعد ستر بار سورۂ الم نشرح پڑھ کر دل پر ہاتھ پھیرے اور حاجت مانگے اس نماز کے عدد رکعات

اور دعائیں حضرت شیخ نے نہیں فرمائی ہیں مگر اس ضعیف نے تحریر کردیں۔
فرمایا عشا کی نماز کے بعد روشنی چشم کی نیت سے دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ انا اعطیناک الکوثر پانچ بار اور سلام کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَ اجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّيْ[1]۔ بعض لوگوں نے بعد نماز مغرب اس نماز و دعا کو روایت کیا ہے۔ فرمایا اس دعا کی برکت سے عشا کی نماز کے بعد باریک خط کی کتابیں پڑھتا ہوں۔

صلوٰۃ العاشقین | فرمایا صلوٰۃ العاشقین کی چار رکعتیں ہیں ہر رکعت میں فاتحہ اور اخلاص کے بعد یہ ذکر اس طور سے پڑھے پہلی رکعت میں یا اللہ سو بار دوسری رکعت میں یا رحمٰن سو بار تیسری رکعت میں یا رحیم سو بار چوتھی رکعت میں یا ودود سو بار۔ فرمایا نماز درود بھی مثل صلوٰۃ التسبیح کے آئی ہے بجائے تسبیح کے درود پڑھے۔ قضائے حوائج کے واسطے نماز آئی ہے۔ فرمایا ایک اور نماز ماں باپ کی ارواح کے واسطے آئی ہے دو رکعتیں ہر رکعت میں فاتحہ اور چاروں قل پڑھے۔

نماز استخارہ | فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ جس شخص کو کوئی مہم درپیش ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ اس کو کرنا چاہیئے یا نہیں

---

[1] اے اللہ مجھ کو میرے آنکھ اور کان سے نفع پہنچا اور ان کو میرا وارث بنا۔

تو دو رکعت نماز استخارہ ادا کرے۔ پہلی میں فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ احد۔ استخارہ میں ان سورتوں کا بہت بڑا اثر ہے۔ اور اشراق کے وقت استخارہ کرنا پسندیدہ ہے۔ فرمایا ایک لشکر میں ایک بزرگ تھے خادم سے پانی مانگا اور پینے کے واسطے استخارہ کیا اجازت نہ ملی خادم سے کہا کہ میں نہیں پیتا۔ خادم نے کہا اس جگہ پانی دشواری سے ملتا ہے۔ بزرگ نے دوبارہ استخارہ کیا تب بھی اجازت نہ ہوئی۔ آخر آبخورہ پھینک دیا اس میں ایک سانپ کا بچہ نکل آیا۔ فرمایا سفر میں جس جگہ پہنچے جامع مسجد میں جاکر محراب کے آگے دو رکعت پڑھے پھر کسی جگہ جاکر ٹھہرے۔ فرمایا ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ انہوں نے کسی بادشاہ کے خزانہ میں ایک صندوق دیکھا جس کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ ھٰذَا اَشْفَاءٌ مِّنْ کُلِّ غَمٍّ[1]۔ اور اس کے اندر ایک کاغذ پر لکھا ہوا تھا کہ شب تاریک میں دو رکعت نماز ادا کرکے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ذَا النُّوْنِ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ دَعَاکَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَہٗ وَنَادَاکَ مِنْ بَطْنِ الْحُوْتِ وَاِنَّکَ قُلْتَ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ[2] اَللّٰھُمَّ فَاِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ

[1] یعنی ہر ایک رنج وغم کا علاج ہے۔ [2] اے اللہ بے شک ذوالنون تیرے بندے اور تیرے نبی نے تجھ سے ایک مصیبت کے واسطے جو ان کو پہنچی تھی (باقی اگلے صفحہ پر)

اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ اَدْعُوْكَ بِضُرٍّ اَصَابَنِيْ وَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ يُوْنُسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. فَاسْتَجِبْ لِيْ كَمَا اسْتَجَبْتَ لِيُوْنُسَ فَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ فرمایا بندہ کی نماز قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ نماز کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ مِنْكَ السَّلَامُ وَتَبَارَكْتَ رَبَّنَا يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

باب ۹ زکوٰۃ وصدقہ کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم قطب الاقطاب بنی آدم نظام الملۃ والشرع

(بقیہ صفحہ ۹۰) مچھلی کے پیٹ میں دعا کی اور تونے ارشاد فرمایا کہ ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو غم سے نجات دی اور ہم اسی طرح مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔ اے اللہ بس میں کبھی تیرا بندہ اور تیری بندی اور بندے کا بیٹا ہوں میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے جو مصیبت مجھ کو پہنچی ہے اس کے واسطے تجھ سے دعا کرتا ہوں اور یونس علیہ السلام کی طرح کہتا ہوں کہ تیرے سوا معبود نہیں پاک ہے بیشک میں ظالموں میں سے تھا پس تو میری دعا قبول فرما جیسے کہ یونسؑ کی دعا قبول فرمائی تھی بے شک تو وعدہ کا خلاف نہیں کرتا اور تو ہر چیز پہ قدرت رکھتا ہے۔

والدین نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ روحہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ زکوٰۃ تین قسم کی ہے. زکوٰۃ شریعت، زکوٰۃ طریقت زکوٰۃ حقیقت۔ زکوٰۃ شریعت دوسو درم میں سے پانچ درم ہیں اور زکوٰۃ طریقت یہ ہے کہ پانچ درم خود رکھ لے باقی راہ خدا میں دے دے اور زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ سب دے دے کچھ نہ رکھے۔ بعدہ فرمایا دوسو درم میں سے جو شخص پانچ درم دیتا ہے وہ نہ بخیل ہے نہ سخی کیونکہ سخی وہ ہے جو زکوٰۃ سے زیادہ دے دے اور جواد وہ ہے جو بہت بخشش کرے۔ فرمایا خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے علماء سے فرماتے تھے اے علماء اپنے علم کی زکوٰۃ دو کسی نے ان سے پوچھا کہ اس کلام سے آپ کا کیا مقصد ہے. فرمایا انہوں نے جس قدر مسائل سیکھے ہیں ان میں ہر دوسو مسائل سے پانچ ہی مسئلوں پر عمل کریں اور دوسو حدیثوں میں پانچ ہی حدیثوں کو معمول بناویں۔ فرمایا ایک صدقہ ہے اور ایک مروت ہے اور ایک وقایہ ہے. صدقہ یہ ہے کہ کوئی چیز محتاج کو دے دے اور مروت یہ ہے کہ دوست اپنے دوست کو کچھ دے اور پھر وہ اس کے مقابلہ میں کچھ اس کو بھیجے اور وقایہ یہ ہے کہ کسی شخص کی شرارت اور بدزبانی سے بچنے کے واسطے اس کو دے دے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تینوں دیئے ہیں بعدازاں فرمایا کہ صدقہ دینے میں پانچ شرطیں ہیں دو پہلے ایک تو یہ کہ صدقہ مالِ حلال سے ہو دوسرے یہ کہ نیک آدمی کو دیا جائے

جو اس کو فساد میں نہ صرف کرے اور دو شرطیں صدقہ دینے کے وقت ہیں ایک یہ کہ تواضع اور خوش پیشانی کے ساتھ دے دوسرے یہ کہ پوشیدہ دے اور ایک شرط بعد کی ہے وہ یہ کہ جو کچھ دے اس کو کبھی زبان پر نہ لائے۔ فرمایا حضرت شیخ نجیب الدین متوکل ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کرتے تھے یعنی جو کچھ ہوتا گھر میں وہ سب راہ خدا میں تقسیم کر دیتے۔ ایک دفعہ عید کا دن تھا جو آپ نے تجرید کی اور نماز کو تشریف لے گئے جب واپس آئے تو چند یاران بھی ساتھ تھے ان کو دروازہ میں بٹھا کر آپ اندر گئے اور اہل خانہ سے کہا کچھ کھانا دو انہوں نے کہا کھانا کہاں ہے آج ہی تو آپ نے تجرید کی ہے۔ آپ یہ سن کر منغص ہوئے اور یاروں کے پاس آکر معذرت کرنے لگے اور پھر چھت پر تشریف لے گئے دیکھا کہ خضر علیہ السلام نے آکر یہ بیت پڑھی۔ بیت

باد ل گفتم دلا خضر را ندیدی — دل گفت اگر مرا نماید بینم

حضرت شیخ نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا اے نجیب تمہارے توکل کا نقارہ تو ساق عرش پر بج رہا ہے اور تم روٹی کے واسطے منغص ہو رہے ہو۔ شیخ نے فرمایا خدا خوب جانتا ہے میں اپنے واسطے روٹی نہ ملنے سے منغص نہیں ہوں۔ خواجہ خضر نے فرمایا جاؤ کھانا لاؤ۔ حضرت شیخ نے کہا کھانا کہاں ہے انہوں نے کہا نیچے جاؤ تو سہی۔ یہ جو نیچے تشریف لائے

تو ڈروس میں سے بہت سا کھانا آیا ہوا رکھا تھا دامن میں لے کر چھت پر پہنچے خواجہ خضر کا وہاں پتہ بھی نہیں تھا۔ مولانا فصیح الدین مجلس میں حاضر تھے حضرت شیخ سے دریافت کرنے لگے کہ کیا شیخ نجیب الدین متوکل کی خواجہ خضر سے گفتگو ہوئی تھی۔ فرمایا کس کی یہ مجال تھی جو ان سے دریافت کرتا اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں اس کو آسمان میں سنتا تھا جب ہم حضرت شیخ کی مجلس سے واپس ہوئے تو میں نے مولانا فصیح الدین سے کہا تم کو ایسے سوال نہ کرنے چاہئیں دیکھو حضور نے اپنے ارشاد میں ہم سب کو تادیب فرمائی ہے۔

فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے اور خود ایک کمبل اوڑھ کر اس میں کانٹے لگا لئے۔ حضرت نے دریافت کیا کہ گھر والوں کے واسطے کیا چھوڑا ہے عرض کیا کہ خدا اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ بھی نصف مال لے کر حاضر ہوئے تو حضرت نے پوچھا کہ اے عمر تم اپنے گھر میں کس قدر چھوڑ آئے ہو عرض کیا کہ نصف چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت نے ارشاد کیا تم دونوں میں بھی فرق ہے جو تمہارے دینے میں ہے۔ پھر اسی وقت جبریل علیہ السلام کمبل پہنے اور اس میں کانٹے لگائے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور فرمایا یہ کیا لباس ہے عرض کیا آج خداوند تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ ہمارے صدیق کی موافقت کرو اس کے بعد حضرت نے یہ بیت پڑھی بیت

شکرانہ چہل ہزار دینار دہند　　تا میخ وگلیم عشق را بہ باد دہند

فرمایا کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر راہ خدا میں بہت خرچ کرتے تھے ایک شخص نے ان سے کہا کہ لَا خَیْرَ فِی الْاِسْرَافِ یعنی اسراف میں بھلائی نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا لَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْرِ یعنی بھلائی میں ہی اسراف نہیں ہے اس کے بعد پھر جو قدمبوسی حاصل ہوئی تو حضور لیٹے ہوئے تھے ایک سائل نے سوال کیا حضور نے اقبال خادم سے فرمایا کہ چھ درم دے دو سائل نے الحاح کی پھر آپ نے وہی فرمایا کہ چھ درم دے دو ایک مرید حضرت کے حاضر تھے کہنے لگے کہ وہ دانشمند حنبلی جو بغداد شریف سے آئے ہیں کسی کو دس درم سے کم نہیں دیتے۔ حضور یہ سن کر منقبض ہوئے اور فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ سب کو پہنچے تو اس کو بغیر تھوڑا تھوڑا دیئے چارہ نہ ہوگا ہم نے جو مزاج مقدس منقبض دیکھا۔ سب قدمبوس ہوئے اور ان سے یہ کہنے لگے کہ تم نے یہ کیا کہہ دیا ایسی بات اچھی نہیں۔ فرمایا جس کی طرف دنیا متوجہ ہو اس کو خرچ کرنا چاہیے کیونکہ خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں ہوتی ہے اور جس کے پاس سے دنیا رخصت ہونے لگے اس کو بھی خرچ کرنا چاہیئے کیونکہ خرچ نہ کرنے سے یہ ٹکتی نہیں ہے۔ فرمایا دنیا کو جمع کرنا نہ چاہیئے ضرورت سے علاوہ جو کچھ ہو خرچ کردے ذخیرہ نہ رکھے بعدہٗ یہ بیت فرمائی۔ **بیت**

زر از بہر دادن بود اے پسر　　زبہر نہادن چہ سنگ و چہ زر

فرمایا اور خاقانی نے بھی اسی کے ہم معنی کہا ہے۔ ~~۹~~

چوں نخواہید جوانمرد ز ہستی خود کلمے   آں گنج کہ او دار دپندار کہ من دارم

فرمایا میرے پاس جو کچھ ہوتا سب تقسیم کر دیتا صدقۂ فطر کے واسطے بھی کچھ نہ رکھتا یہاں تک کہ جب یہ حدیث مجھ کو پہنچی کہ رمضان کے روزے آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں بغیر صدقۂ فطر دیئے اوپر نہیں جاتے جب سے میں نے صدقۂ فطر دینا شروع کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب روزے کے بیان میں

شیخ الشیوخ حضرت نظام الحق والملۃ والدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے مَنْ صَامَ الدَّھْرَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ یعنی جس نے ہمیشہ روزے رکھے نہ روزے رکھے نہ افطار کیا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس پر جہنم اس طرح پیچیدہ ہو جائے گا اور حضور نے اپنی مٹھی بند کر کے دکھائی۔ اب ان دونوں حدیثوں میں موافقت کیونکر ہو فرمایا لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ روزے رکھے جائے یہاں تک کہ ایام تشریق اور عید الفطر میں بھی روزہ رکھے تو اس کے روزے ایسے ہیں کہ جیسے نہیں رکھے۔ اور جو شخص ہمیشہ روزے رکھتا ہے مگر ان ایام میں نہیں رکھتا تو دوزخ اس پر

اس قدر تنگ ہوگا جیسے مٹھی بند ہوئی ہوتی ہے مطلب یہ کہ وہ شخص دوزخ میں داخل نہ ہو سکے گا نہ اس کے لئے دوزخ میں جگہ ہوگی۔

بعدازاں فرمایا کہ ہمیشہ روزے رکھنے سے عادت ہو جاتی ہے در زیادہ ثواب اس روزے میں ہے جو نفس پر زیادہ دشوار ہو اور یہ روزہ داؤدی ہے۔ فرمایا حدیث شریف آیا ہے لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ، فَرْحَةٌ عِنْدَ الْإِفْطَارِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ الرَّحْمٰنِ یعنی روزہ دار کے واسطے دو فرحتیں ہیں ایک فرحت افطار کے وقت اور ایک فرحت خدا سے ملنے کے وقت افطار کے وقت کی فرحت سے کھانے پینے کی خوشی مراد نہیں ہے بلکہ روزہ کے پورے ہونے کی خوشی مراد ہے کہ الحمد للہ یہ طاعت جس کی جزا بے انتہا ہے مجھ سے پوری ہوئی۔ روزہ کی جزا دیدار ہے لہذا دیدار کی امید پر روزہ دار کو بہت خوش ہونا چاہئے۔ فرمایا بہت سے لوگ طے کے روزے رکھتے ہیں جس سے عجب و ریا کے سوا اور کچھ مقصود نہیں ہے۔ پھر آپ نے یہ بیت پڑھی۔ بیت

لنگست گر کند تر افسردہ سیر خوردن تراز مرد کین

فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین دن کے روزے مروی ہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ دن کون سے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے۔ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ عَلَى اللّٰہِ

سلہ یعنی پیر اور جمعرات کے دن خدا کے حضور میں اعمال پیش ہوتے ہیں (باقی اگلے صفحہ پر)

يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَاُحِبُّ اَنْ تُعْرَضَ وَاَنَا صَائِمٌ.
فرمایا شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے سُنا کہ جو شخص جمعرات
جمعہ و ہفتہ کو متصل رکھے اور تیسرے روز افطار کے وقت جو دعا کرے قبول
ہوگی۔ عوارف میں لکھتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے جس نے ماہ حرام کے تین
دن جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کو روزہ رکھے وہ سات سو برس کی مسافت دوزخ
سے دور کیا جائے گا۔ فرمایا حضرت شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہٗ
اکثر شربت سے افطار فرمایا کرتے تھے آدھا یا دو تہائی پیالہ آپ کو دیا جاتا
اور حاضران مجلس کو بھی اس قدر تقسیم کیا جاتا اور نماز سے پہلے دو روٹیاں گھی
چپڑی ہوئی آئیں ان میں سے ایک روٹی کے ٹکڑے کرکے حاضرین کو تقسیم
فرماتے اور ایک روٹی خود نوش فرماتے پھر مغرب کے بعد تک عشا کی نماز تک یادِ
الٰہی میں مشغول رہتے۔ پھر کھانا حاضر کیا جاتا اس کو نوش فرما کر پھر دوسرے
دن کے افطار تک کچھ نہ کھاتے۔ فرمایا حضرت شیخ الاسلام کئی باتیں ایسی
کرتے تھے جن کو میں نہیں کرسکتا ہوں سحری کو آپ کچھ نوش نہ فرماتے۔ ہر روز
غسل کرتے اور جوار ہی کھاتے اور مجھ سے یہ باتیں نہیں ہوسکتی ہیں فرمایا
حضرت شیخ زکریا ملتانی اگرچہ روزے کم رکھتے تھے مگر عبادت بہت کرتے
اور یہ آیت پڑھتے تھے۔ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ یعنی

(بقیہ صفحہ ۹۷) پس میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں۔

اچھی چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔ اور واقعی یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے حق میں یہ آیت درست ہے۔ فرمایا پیٹ بھرے کو کھانا ناجائز نہیں ہے سوا دو حالتوں کے ایک تو یہ کہ مہمان آجائے تو اس کی خاطر سے بحالت سیری بھی کچھ کھالے دوسرے جب روزے کی نیت کرے تو مضائقہ نہیں ہے کہ قدرے زیادہ کھالے کسی سے یہ دریافت کرنا نہ چاہئے کہ تم روزہ دار ہو یا نہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر اس نے کہا میں روزہ ہوں تو اس کی پوشیدہ عبادت کو دفتر علانیہ میں لکھا جائے گا اور اگر کہا کہ میں روزہ دار نہیں ہوں تو مفت میں جھوٹ بولا اور اگر خاموش ہو رہا تو سائل کی تحقیر ہوئی۔ میں نے عشرۂ اخیرہ ماہ رمضان جامع مسجد دہلی کے اندر بعض یاران کے ساتھ اعتکاف کیا اور دوسرے رمضان میں قاضی محی الدین کاشانی سے اس کا تذکرہ ہو رہا تھا تو انہوں نے فرمایا عشرۂ اخیر ماہ رمضان میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اخیر عشرہ میں معتکف ہوتے تھے ایک دفعہ رمضان میں بسبب کسی رنج کے آپ سے اعتکاف قضا ہوگیا تو دوسرے رمضان میں بیس روز کا اعتکاف کیا۔ مگر بعض مشائخ نے اپنے مریدوں کو اعتکاف کا حکم نہیں دیا ہے کیونکہ اعتکاف سے انسان مشہور ہو جاتا ہے اور شہرت سے بڑھ کر کوئی آفت نہیں۔ درویش اپنے گھر کے اندر یاد الٰہی میں مشغول ہو اور یہ سمجھ لے کہ میں معتکف ہوں فرمایا کہ میں نے حضرت شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہٗ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے اپنی تمام عمر میں

شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی انارہ اللہ مرقدہٗ کے سامنے ایک جرأت کی جو یہ تھی کہ میں نے حضرت سے چلہ کرنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا ضرورت نہیں ہے ان باتوں سے شہرت ہوتی ہے۔ ہمارے پیروں کا یہی طریقہ ہے یعنی چلہ نہیں کرتے میں نے عرض کیا کہ حضور میرے سر پر موجود ہیں یعنی میری شہرت نہ ہوگی نہ میری یہ نیت ہے۔ حضرت شیخ خاموش ہو رہے اور میں اس کے بعد تمام عمر پچھتایا کہ ایسی بات کیوں منہ سے نکالی جو آپ کے خلاف منشا تھی۔

باب ۱۱ حج و سفر کے بیان میں

حضرت شیخ الاسلام نظام الحق والشرع والدین انار اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ جو شخص بہ نیت حج گھر سے چلا پھر راستہ ہی میں فوت ہوگیا ہر سال اس کے نامہ اعمال میں حج کا ثواب لکھا جائے گا۔ اسی طرح اگر حج سے واپس آتے ہوئے مرگیا تب بھی یہی ثواب ہے۔ فرمایا حج کو جانا ان لوگوں کا کام ہے جو ذکر حق کی مشغولی سے تنگ آکر اس پر ملازمت نہ کر سکیں اور باہر نکل جائیں۔

احرام عاشقان بہ از احرام حاجیان
کان رہ بسوئے کعبہ و این بسوئے دوست

کعبہ کجا روم چہ کشم رنج بادیہ
کعبہ است کوئے دلبر و قبلہ است روئے دوست

فرمایا بعض لوگ جب حج کرکے واپس آتے ہیں تو شب و روز وہیں کے ذکر میں مستغرق رہتے ہیں یہ بات اچھی نہیں ہے ایک دفعہ ایک شخص کہہ رہا تھا کہ

میں حاجی ہوگیا ہوں ایک عزیز نے جواب دیا کہ اے خواجہ تم جس حال میں تھے اس سے نہ پھرے۔ فرمایا اس سے پہلے جب میں دہلی سے اجودھن حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں جاتا یہ تین اسم پڑھتا تھا۔ یَا حَافِظُ، یَا نَاصِرُ، یَا مُعِیْنُ اور یہ دعا میں نے کسی سے نہیں سنی تھی خود ہی خداوند تعالےٰ سے طلب امداد و اعانت کے واسطے پڑھتا تھا۔ اخیر ایک مدت کے بعد یہی اسماء ایک دوست نے مجھ کو لکھ دیئے یَا حَافِظُ یَا نَاصِرُ یَا مُعِیْنُ بحق اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ فرمایا منزل میں اترنے کے وقت یہ کلمات پڑھے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ فرمایا شیخ الاسلام جلال الدین تبریزی نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کی ایسی خدمت کی ہے جو کسی مرید کو اپنے پیر کی کرنی میسر نہیں ہوئی۔ شیخ شہاب الدین بغداد سے ہر سال حج کو تشریف لے جاتے ضعف بہت ہوگیا تھا کھانا حسب منشا نہ ملتا اس واسطے شیخ جلال الدین نے مٹی کا ایک چولھا بنا کر اپنے سر پہ رکھا جس میں ہر وقت کھانے کے نیچے آگ روشن رہتی اور کھانا ٹھنڈا نہ ہوتا۔ جس وقت شیخ طلب فرماتے گرم حاضر کیا جاتا۔

لہ میں خدا کے پورے کلمات کے ساتھ اس کی تمام مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

باب ۲ فضیلت قرآن شریف کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم قطب اوتاد بنی آدم حضرت خواجہ نظام الحق و الشرع والدین قدس اللہ روحہٗ فرماتے ہیں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے ہم تم کو جنت میں دو مرتبہ دکھاتے ہیں جو تمہارے واسطے تیار کیا گیا ہے پھر حجاب اٹھ گیا اور دو مرتبہ انہوں نے دیکھا اور دیکھا کہ ان کے مرتبہ سے بلند ایک اور مرتبہ ہے حیران ہو کر عرض کیا کہ خداوندا میں تیری اس بخشش و عنایت کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا ہوں مگر مجھ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ میرے مرتبہ سے بلند تر کس شخص کا مرتبہ ہے حکم ہوا کہ یہ مرتبہ حافظ قرآن کا ہے اگر تم حافظ ہوتے تو تم کو بھی عنایت ہوتا اور تمہارا جو مقابلہ اس کے ایک ویرانہ ہے تم کو نہ دیا جاتا۔ بعد ازاں یہ فرمایا میں نے ایک مرتبہ شیخ بدرالدین غزنوی کو خواب میں دیکھا اور قرآن حفظ ہونے کے واسطے ان سے فاتحہ کا التماس کیا پھر دن کو جو میں ایک مرتبہ سے ملنے گیا تو ان سے بھی اس نیت سے فاتحہ کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا جو شخص رات کو سوتے وقت یہ آیت پڑھے گا اس کو قرآن حفظ ہو جائے گا وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ سے یَعْقِلُوْنَ تک مگر شیخ الاسلام حضرت فریدالدین مسعود فرماتے تھے جس کو قرآن یاد کرنا ہو وہ پہلے سورہ یوسف یاد کرے اس کی

برکت سے خداوند تعالیٰ اس تمام قرآن شریف نصیب فرمائے گا۔ بندہ نے جب حفظ قرآن کی نیت کی خدمت میں عرض کیا فرمایا کسی قاری سے کر آئے قرأت ابوعمر یاد کرنا اور پہلے سورہ یوسف یاد کر لینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا وُضِعَ حَامِلُ الْقُرْاٰنِ فِی الْقَبْرِ اَوْحَی اللّٰہُ اِلَی الْاَرْضِ اَنْ لَّا تَاْکُلِیْ لَحْمَہٗ۔ یعنی جب حافظ قرآن قبر میں رکھا جاتا ہے تو خداوند تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھائیو۔

فرمایا جس شخص کو مہم درپیش ہو تو فاتحہ اس طرح پڑھے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی میم کو الحمد کے لام سے ملا کر پڑھے اور پھر الرحمٰن الرحیم تین بار اور آمین تین بار کہے وہ مہم پوری ہو جائے گی۔ بعدہٗ فرمایا تمام قرآن شریف میں دس چیزوں کا بیان ہے جن میں سے ان آٹھ چیزوں کا بیان سورہ فاتحہ میں ہے۔ ذکر ذات، افعال، صفات، ذکر معاد، تزکیہ، تجلیہ، ذکر اولیاء، ذکر اعداء۔ چنانچہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذکر ذات ہے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ذکر افعال اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ذکر صفات مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ذکر معاد اِیَّاكَ نَعْبُدُ ذکر تزکیہ تجلیہ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ذکر تجلیہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ذکر اولیاء۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ذکر اعداء۔ دو چیزوں کا ذکر جو سورہ فاتحہ میں نہیں ہے وہ ایک تو محاجبہ کفار اور ایک احکام شریعت ہیں۔ فرمایا: امام نسفی ایک دفعہ

سخت بیمار ہوئے یہاں تک ان کو سکتہ ہو گیا اور لوگوں نے سمجھا کہ مر گئے اس لئے دفن بھی کر دیا جب یہ ہوشیار ہوئے اور اپنے آپ کو قبر میں دیکھا تو اس یاس و ہراس کے وقت ان کو یاد آیا کہ جو شخص بحالت اضطرار دو یٰسین بار سورۂ یٰسین پڑھتا ہے خداوند تعالیٰ اس کی مشکل آسان فرماتا ہے۔ انہوں نے بھی پڑھنا شروع کیا۔ ۹۰ مرتبہ پڑھ چکے تو کشادگی کا اثر پیدا ہوا یعنی ایک کفن چور نے قبر کھودنی شروع کی۔ امام نے اس کی آہٹ سے اور بھی آواز آہستہ کر دی جب کفن چور نے ہٹاؤ ہٹا لیا تو امام ناصر باہر نکل آئے کفن چور کا مارے خوف و دہشت کے زہرہ آب ہو کر فوراً دم نکل گیا۔ امام اپنی اس حرکت سے بیحد متاسف ہوئے اور دل میں کہا مجھ کو ٹھہر جانا تھا یہاں تک کہ یہ شخص کفن لے کر چلا جاتا پھر میں نکلتا اس کے بعد ان کو خیال آیا کہ اگر میں دن کے اندر شہر میں جاؤں گا تو لوگ مجھ کو دیکھ کر بہت پریشان اور متعجب ہوں گے اس واسطے اب رات ہی میں گھر پہنچنا چاہیئے اور شہر میں داخل ہوتے ہی انہوں نے آواز دینی شروع کی کہ اے لوگو میں فلاں شخص ہوں مجھ کو سکتہ ہو گیا تھا میرے گھر والے غلطی سے مجھ کو دفن کر آئے پھر اس واقعہ کے بعد انہوں نے تفسیر تصنیف کی۔

فرمایا سکون و اطمینان کے ساتھ ایک ایک حرف کر کے سیپارہ پڑھنے میں تلاوت کا ثواب ہے اور بغیر حضور قلب کے پڑھنا ٹھیک نہیں قرآن شریف کے پڑھنے میں تمام خیالات و خطرات کو دل سے دور کر دے اور اگر

قرآن کے معانی جانتا ہے تو دل میں ان کا دھیان کرے اگر اس کے ساتھ دل میں خطرات آئیں اور حضوری قائم نہ رہے تو چنداں ہرج نہیں ہے مگر جو ہر شخص معانی نہیں جانتا اس کو خیالات سے ضرور پرہیز کرنا چاہیئے خشوع و خضوع سے پڑھے گا تو موثر ہو گا۔ قرآن خوانی کے وقت دل خدا کے ساتھ مشغول ہو اور سمجھے کہ میں خدا کے ساتھ ہم کلام ہوں میں اس لایق کہاں تھا کہ یہ دولت میسّر ہوتی اور جس کو یہ حالت میسر نہ ہو تو وہ تصور کرے کہ خدا کے سامنے پڑھ رہا ہوں کہ ضرور مجھ کو اس کا ثواب ملے گا۔ قرآن شریف ترتیل و تردید کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ ترتیل یہ ہے کہ تمام حروف اور مدّ وغیرہ ٹھیک ادا ہوں اور تردید یہ ہے کہ جس آیت میں ذوق و حلاوت حاصل ہو اس کو مکرر پڑھے۔ ایک دفعہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قرآن خوانی شروع کی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں آپ کو ایسا ذوق حاصل ہوا کہ اسی کو مکرّر پڑھتے رہے جو شخص روز ختم قرآن کرے گا وہ جلدی جلدی پڑھیگا مگر یہ بھی برکت سے خالی نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ تین روز میں ختم کرے اور جو اتنا بھی نہ کر سکے تو ایک ماہ میں ختم کرے

(جامع ملفوظات مولٰنا علی بن محمود جاندار کہتے ہیں) مرید ہونے کے بعد سے بندہ کو حلق یعنی سر منڈانے کا شوق تھا آخر حضرت قاضی محی الدین کاشانی سے بیان کیا اور انہوں نے جناب شیخ کی خدمت میں عرض کی تو بندہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ تم محلوق ہو جاؤ۔ بندہ نے عرض کیا کہ

ہیں قرضدار ہوں جس کے سبب سے ترک ملازمت نہیں کر سکتا۔ فرمایا ہر نماز کے بعد آیہ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ . . بِغَیْرِ حِسَابٍ پانچ بار پڑھ لیا کر پھر جب قرض ادا ہو جائے تو مجھ کو خبر کرنا بعد ازاں اقبال خادم سے فرمایا کہ قرآن شریف لا کر قاضی کو دے دو۔ اقبال نے لادیا حضور نے قاضی صاحب سے فرمایا کہ اس کو کھول کر داہنے صفحہ پر دیکھو کہ کتنی بار اسم اللّٰہ لکھا ہے قاضی صاحب نے دیکھا تو چھ بار نکلا فرمایا بہت اچھی فال ہے چھ بھی سات سے قریب ہیں جاؤ محلوق ہو جاؤ۔ قاضی صاحب نے عرض کیا کہ بندہ بھی موافقت کرے فرمایا مبارک ہے۔ ہم دونوں محلوق ہوئے اور حضور نے دونوں کو خلعت سے سرفراز فرمایا۔ بعد ازاں بندہ نے اس آیت پر مواظبت کی اور خداوند تعالیٰ نے حضرت شیخ اور اس آیت کی برکت سے بہت جلد وہ قرض ادا کیا اور بندہ نے ملازمت ترک کردی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ فرمایا جو شخص قرآن سے فال لینی چاہے وہ داہنے صفحہ کے اندر ساتویں سطر پر نظر کرے اگر اس میں اسم اللّٰہ ہو تو گو فال وحی منزل ہے اور اگر اس صفحہ میں بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ہے یا سات پر اسم اللّٰہ ہے تو یہ فال محض خیر ہی خیر ہے اور آیت رحمت سے مطلب لینے کی ضرورت نہیں ہے فرمایا پیغمبر صلی اللّٰہ علیہ وسلم نام سے بھی فال لی ہے جب آپ مکہ کو فتح کرنے روانہ ہوئے ہیں تو راستہ میں ایک شخص آپ کو ملا آپ نے دریافت کیا کہ تیرا

کیا نام ہے اس نے کہا بریدہ آپ نے فرمایا دَ مَرْ نَا پھر پوچھا کہ کس قوم سے کہا بنی اسلم سے فرمایا سَلِمْنَا پھر پوچھا بنی اسلم کس مضافات سے ہیں عرض کیا بنی تیم نے فرمایا تَمَّنَا یعنی ہم نے کافروں کو ہلاک کیا اور خود سلامت رہ کر اپنا کام پورا کیا۔ اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا امام حجۃ الدین ملتانی میرے پاس آئے تھے اور خواجہ زکی الدین کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ان کے انتقال کے وقت بھی یَا وَھَّابُ ان کی زبان پر جاری تھا حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ زکی الدین ان کو کہتے ہیں ورنہ ان کا نام عبدالوہاب تھا اور اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ فرمایا خداوند تعالیٰ کے جس نام کے ساتھ بندہ کا نام اضافت کیا جاتا ہے اکثر اس نام کا اثر اس بندہ پر ظاہر ہوتا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک بزرگ کی ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو ان کا نام دریافت کیا انہوں نے کہا میرا نام عبدالوہاب ہے ان بزرگ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم مالدار ہو انہوں نے کہا ہاں خدا نے مجھکو سب کچھ دیا ہے کہا یہ تمہارے نام ہی کی برکت ہے۔

فرمایا ایک بزرگ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں حمد و نعت اس طرح لکھی ہے۔ حمد و سپاس خاص خدائے عزوجل کے واسطے ہے جس نے میرے باپ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس نے میرا نام عبدالرحمٰن رکھا اور حمد و ثنا خاص خدائے عزوجل کے واسطے ہے جس نے میرے دادا کو الہام کیا کہ انہوں نے میرے باپ کا نام عبدالرحیم رکھا۔ ہر وقت میں اپنے گرداگرد رحمت الٰہی کے

آثار پاتا ہوں اور رحمت الٰہی کے خزانہ سے صاحب نصیب بلکہ صاحب رضا ہوں۔ اس کے بعد حضرت نے ارشاد کیا کہ اسی کے مطابق خود میرا مشاہدہ ہے، ایام جوانی میں میرے ایک دوست عبدالجبار نام تھے میں ہمیشہ ان کے اندر آثار جبر و قہر پروردگار دیکھتا تھا رحمت کے آثار ان کے نصیب میں نہ تھے اخیر ایک دفعہ دروازہ سندھ کے آگے جو میں گیا تو دیکھا کہ وہ خاک پر مردہ پڑے ہیں اور لباس بھی پارہ پارہ ہے بعدازاں فرمایا جب حضرت امام حسن علیہ السلام متولد ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبارکباد کو تشریف لائے اور حضرت امیرالمومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے عرض کیا کہ حرب نام رکھا ہے فرمایا نہیں ہم نے اس کا نام حسن رکھا ہے۔ پھر جب حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضور نے دریافت کیا کہ کیا نام رکھا ہے حضرت مولا علی نے عرض کیا کہ حرب رکھا ہے فرمایا نہیں ہم نے اس کا نام حسین رکھا ہے۔ فرمایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ کو وہ شخص زیادہ پسندیدہ ہے جس کا نام اچھا ہو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کے نزدیک پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور جب تم نام رکھو تو خدا کی بندگی پر نام رکھو (یعنی عبداللہ، عبدالقادر، عبدالرحیم وغیرہ وغیرہ۔

باب ۱۳ ادعیہ واوراد کے بیان میں

حضرت شیخ الشیوخ نظام الحق والشرع والملۃ والدین قدس اللہ سرہٗ
نے ارشاد فرمایا کہ اسم اعظم ربانی عربی میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اور زبان سریانی
میں اہیا شراہیا اور زبان فارسی میں امّید امیدواراں ہے۔ بندہ نے ایک
دفعہ خواب میں دیکھا کہ گویا حضرت فرماتے ہیں کہ ہر فرض کے بعد دس بار
سورۂ اخلاص پڑھا کرو صبح کو جب خدمت عالی میں حاضر ہوا تو یہ خواب
عرض کیا فرمایا ہاں حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر فرض کے بعد دس مرتبہ
سورۂ مذکور پڑھا کرو بعد ازاں فرمایا کہ ایک دفعہ خواب میں جناب شیخ الشیوخ
العالم حضرت فریدالدین نے مجھ کو حکم فرمایا کہ ہر روز سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھ لیا کرو جب میں بیدار ہوا تو اس کی مواظبت شروع
کی اور دل میں خیال کیا کہ اس فرمان کے اندر ضرور کچھ حکمت ہے چند روز کے
بعد ایک کتاب میں دیکھا کہ جو شخص یہ دعا پڑھے بغیر اسباب کے خوش گزرانے
میں نے جان لیا کہ حضرت شیخ کا یہی مقصد تھا۔ بندہ علی بن محمود نے عرض
کیا کہ اس دعا میں نیت ہے فرمایا ہاں بعد ازاں ارشاد کیا کہ دوسری مرتبہ
جو حضرت شیخ کو میں نے خواب میں دیکھا تو فرمایا کہ نماز عصر کے بعد پانچ مرتبہ

سورۂ نبا کو پڑھا کرو جو شخص اس کو پڑھے اسیر اللہ بنے کہتے ہیں فلاں شخص فلاں کا اسیر محبت ہے اسی طرح یہ شخص خدا کی محبت کا اسیر ہوتا ہے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعویذ لکھا ہے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ هَامَّةٍ وَعَیْنٍ لَامَّةٍ اور حضرت امام حسن وحسین علیہما السلام کو دیا ہے۔ قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ گردن میں لٹکانا چاہیئے فرمایا لٹکانا نہ چاہیئے بلکہ بدن سے ملاکر بازو وغیرہ پر باندھ لے۔

فرمایا حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمائم و تولہ سے منع فرمایا۔ تمائم ان مہروں کو کہتے ہیں جو گردن میں لٹکائیں اور تولہ یہ ہے کہ مرد و عورت کی محبت کے واسطے کچھ لکھے یہ دونوں منع ہیں سوا تعویذ کے جس کا اوپر بیان ہوا۔

فرمایا جعفر خلدی رحمۃ اللہ علیہ کشتی میں سوار تھے اور ایک کپڑے میں نگینہ بندھا ہوا تھا اس کپڑے کو اٹھایا تو نگینہ دریائے دجلہ میں گر پڑا تب انہوں نے یہ مجرب دعا پڑھی یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اجْمَعْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ[1] اس کے بعد کتاب کو دیکھنے لگے اس کے ورق میں سے نگینہ مل گیا

فرمایا معاویہ ہر سال حضرت امیر المومنین امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں

---

[1] اے قیامت کے روز سب کے جمع کرنے والے میری کھوئی ہوئی چیز میرے پاس اب جمع کر

دس ہزار دینار بھیجتے تھے ایک دفعہ نہ بھیجے حضرت سے لوگوں نے کہا کہ خط لکھ کر بھیج دیجئے آپ نے خط لکھنا چاہا کہ قلم ٹوٹ گئی آپ سمجھے کہ حکم نہیں ہے خط لکھنا موقوف کیا رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا اے حسن تم خدا کے حکم کو خوب سمجھے یہ دعا بہت پڑھا کرو خدا تم کو مخلوق سے مستغنی کرے گا [1] اَللّٰھُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رَجَاءَكَ وَاقْطَعْ رَجَائِیْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰی لَا اَرْجُوْا اَحَدًا غَیْرَكَ۔ اس کے چند ہی روز بعد معاویہ نے بیس ہزار دینار بھیجے اور بہت معذرت کی۔

فرمایا جب حضرت شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی ملتان میں تشریف فرما تھے تو آپ کے ایک مرید رئیس نام نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبہ کے گرداگرد بہت لوگ جمع ہیں اور ایک شخص لپستہ قد قبہ کے اندر آتے جاتے ہیں رئیس نے لوگوں سے پوچھا کہ اس قبہ کے اندر کون ہیں اور یہ کون شخص آجا رہے ہیں کسی نے کہا کہ اندر حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور یہ شخص عبداللہ بن مسعود ہیں رئیس کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ حضور کی خدمت میں میرا سلام عرض کرو اور کہو کہ دیدار سے مشرف ہونا چاہتا ہوں عبداللہ نے واپس آکر جواب دیا کہ حضور فرماتے ہیں تجھ کو ہنوز یہ

---

[1] اے اللہ میرے دل میں اپنی امید ڈال دے اور اپنے سوا سب سے میری امید منقطع کر دے کہ تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھوں۔

اہلیت نہیں ہے کہ میرا دیدار کرے لیکن قطب الدین بختیار کاکی سے کہنا کہ ہر شب جو تحفہ تم بھیجتے تھے وہ آج تین رات سے نہیں آیا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ ایک عورت سے حضرت نے شادی کی تھی اس کے ساتھ مشغول رہنے کے سبب تین رات درود شریف کا ورد آپ سے فوت ہوگیا تھا۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ وہ درود کونسا ہے فرمایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَحَبِیْبِكَ۔ فرمایا میں نے اس درود کا ورد اختیار کیا ہے فرمایا جو شخص ہر روز یہ چاروں کلمات چوبیس بار پڑھے خدا کے نزدیک ابدالوں میں شمار کیا جائے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ فرمایا عشا کی نماز سے پہلے اور پیچھے ایک بار نو دونہ نام پڑھے بہت ثواب ہوگا فرمایا دس تسبیحیں ہیں ان میں سے ہر ایک کو سو سو بار یا دس دس بار پڑھے۔
(۱) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۲) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

---

[1] اے اللہ اپنے بندے نبی اور دوست حضرت محمد پر درود بھیج۔ [2] خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے (۲) پاک ہے اللہ اور تعریف ہے اسی کو نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور اللہ بہت بڑا ہے اور نیکی کی قوت اور گناہ سے بچنا نہیں ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

(۳) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ (۴) لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَسْئَلُهُ التَّوْبَةَ (۵) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ (۶) سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسِ
(۷) سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ (۸) اَللّٰهُمَّ لَا
مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ
وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (۹) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ
لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ
وَالْاَمْوَاتِ (۱۰) بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ
وَالسَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ
وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ فرمایا کہ کسی کو کوئی حاجت

(بقیہ صفحہ ۱۱۲) مگر اللہ بزرگ و برتر کی مدد سے۔ (۳) پاک ہے اللہ اور تعریف ہے
اسی کو پاک ہے اللہ بزرگ (۴) نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ زندہ اور قائم اور اسی سے
توبہ مانگتا ہوں (۵) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ حق ظاہر کرنے والا (۶)
پاک ہے اللہ بادشاہ پاک و پاکیزہ (۷) پاکی والا پاکیزہ پروردگار ہے فرشتوں اور
روح کا (۸) اے اللہ جو کچھ تو عنایت کرے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو نہ
دے اس کا کوئی دینے والا نہیں، نہ کوئی تیرے حکم کا پھیرنے والا ہے نہ کسی کوشش
والے کو تجھ سے کوشش نفع دے سکتی ہے (۹) اے اللہ مجھ کو (باقی اگلے صفحہ پر)

درپیش ہو فجر کی سنت اور فرض کے درمیان اکتالیس بار فاتحہ بسم اللہ کو ملا کر پڑھے بفضل خدا حاجت پوری ہوگی۔ فرمایا جو رنج و بلا کسی علاج سے دفع نہ ہو جمعہ کے روز نماز عصر کے بعد کسی کام میں مشغول نہ ہو سلام کے بعد ہی ان تینوں اسما کا ورد کرے اس رنج سے بالکل خلاصی پائے گا۔ اسما یہ ہیں یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ۔ فرمایا رنج و غم دفعہ ہونے کے واسطے ہر فرض کے بعد ستّر بار پڑھے یَا شَفِیْقُ یَا رَفِیْقُ نَجِّنِیْ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ۔ فرمایا قضائے حاجات کے واسطے تکبیر بہت پڑھے اور اگر بہت نہ پڑھ سکے تو ہر روز ستّر بار پڑھے۔ ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سونے کے وقت یہ کلمات پڑھے خواب میں میری زیارت سے مشرف ہوگا اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَالرُّکْنِ وَالْمَقَامِ رِقْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِّنِّیْ السَّلَامُ۔ فرمایا ایک درویش سفر و سیاحت کرتے ہوئے ایک شہر میں پہنچے دیکھا تو تمام لوگ نہایت عیش و عشرت سے بسر کرتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۱۱۳) اور میرے ماں باپ اور کل مومن مرد اور عورتوں کو زندہ اور مردہ کو بخش دے۔ (۱۰) اللہ کے نام کے ساتھ جو سب ناموں سے اچھا ہے اللہ کے نام کے ساتھ جو زمین اور آسمان کا پالنے والا ہے اللہ کے نام کے ساتھ جو جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی نہ زمین میں نہ آسمان میں اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ان بزرگ نے سبب پوچھا ان لوگوں نے بیان کیا کہ ہم سب صبح اور مغرب کی نماز کے بعد یا وَھَّابُ پڑھتے ہیں۔ فرمایا شیخ صدرالدین نے حضرت شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی سے دریافت کیا کہ یہ دعا کس وقت پڑھے فرمایا ہر نماز فرض کے بعد اور سوتے وقت یہ دعا پڑھے[1] اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ تَوْبَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤَالِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اِنَّهٗ يَقِيْنِيْ وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

فرمایا ایک دفعہ میں نے سنا کہ شیخ الاسلام بہاءالدین زکریا نے شیخ صدرالدین کو ایک دعا تعلیم فرمائی ہے میں نے اس کو طلب کیا تو یہ لفظ تھا یَا مُسَبِّبُ الْاَسْبَابِ مگر چونکہ یہ لفظ اسباب کے متعلق تھا بحرمتہ خرقہ شیخ میں نے اس کو دوبارہ نہ دیکھا بعض لوگ ان لوگوں کے حال سے حیران

---

[1] اے اللہ تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے پس میری توبہ قبول کر اور تو میری حاجت کو جانتا ہے پس میرا سوال پورا کر اور تو میرے دل کی بات جانتا ہے پس مجھ کو بخش دے اے اللہ میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل کے اندر ہے اور ایسا سچا یقین کہ جس کو میں جان لوں کہ یہ میرا یقین ہے اور تیری مقرر کی ہوئی قسمت کے ساتھ راضی ہو جاؤں اے جلال و بزرگی والے۔

ہوتے ہیں جن کا بھروسہ غیب پر ہے اور میں ان لوگوں کے حال سے حیران جن کا بھروسہ موجودہ چیز پر ہے. **بیت**

فرمایا سید احمد کبیر نے کبھی خداوند تعالیٰ سے کوئی سوال نہ کیا تھا ایک دفعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا تم کو حکم ہے کہ کچھ سوال کرو عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور ہی میرے واسطے سوال کریں حضور نے دعا کی کہ خداوندا جو نعمت تو نے سید احمد کبیر کو مرحمت فرمائی ہے قیامت تک جو شخص ان سے زائد حاصل کرے تو وہ نعمت ان کو بھی عنایت کیجو۔

فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص یہ کہے جَزَی اللہُ مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ تو خداوند تعالیٰ ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے جو ہزاروں اس کے واسطے دعا کرتے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب میرے پاس جبریل آئے اس دعا کے پڑھنے کی وصیت کی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ طَیِّبًا وَّ اسْتَعْمِلْنِیْ صَالِحًا. فرمایا حاجت برآری کے واسطے مسبعات عشر بھی آئے ہیں ہر ایک دینی و دنیوی مہم کے واسطے دو وقت پڑھے وہ مہم پوری ہوگی ایک شخص ہمیشہ مسبعات عشر پڑھتا تھا سفر میں اس کو قزاقوں نے گھیر لیا

اور ہلاکت کے درپے ہوئے کہ اتنے میں دس سوار مسلح مگر برہنہ سر غیب سے پیدا ہوئے اور قزاقوں کو ہلاک کر کے اس شخص کو نجات دی اس نے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا ہم مسبعات عشر کے مؤکل ہیں جن کو کہ تم روز پڑھتے ہو اس شخص نے کہا تمہارے برہنہ سر ہونے کی کیا وجہ ہے انہوں نے کہا کہ تم ہر دعا پر بسم اللہ نہیں پڑھتے ہو. فرمایا قاضی کمال الدین جعفری بداؤں کے حاکم تھے مگر باوجود کاروبار قضات کے وظائف بھی پڑھتے جب بوڑھے ہوئے تو کسی نے پوچھا کہ اب وظائف کا کیا حال ہے کہا کہ میں نے مسبعات عشر کو پسند کر لیا ہے کیونکہ جامع اوراد ہے. فرمایا شیخ الاسلام شیخ فریدالدین کا ارشاد ہے کہ مسبعات عشر کے بعد یہ دعا بھی پڑھے تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ چھ بار بندہ سید قطب الدین حسین نے بیان کیا کہ میں نے بھی حضرت شیخ کی زبان سے اسی طرح سنا ہے کہ مسبعات عشر کے بعد اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِرَحْمَتِكَ یَا نَافِعُ یَا رَافِعُ چھ بار پڑھے فرمایا شیخ فریدالدین قدس اللہ روحہ نے فرمایا ہے کہ بدھ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے اور اسی طرح سحری کا وقت غنیمت ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو فرمایا ہے سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ یعنی عنقریب میں تمہارے واسطے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا تو بھی سحر کا وقت مراد ہے۔ اس وقت آپ نے کھڑے ہو کر دعا مانگی اور آپ کے فرزندوں نے آمین کہی تو خداوند تعالیٰ نے

وحی بھیجی کہ میں نے تم کو بخش دیا اور سب کو نبی بنایا۔ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ساعت مقبولہ کو جمعہ کے روز عصر کے بعد سے
غروب آفتاب تک تلاش کرو اور ایک روایت میں ہے کہ امام کے خطبہ شروع
کرنے سے نماز کے پورے ہونے تک وہ ساعت ہے فرمایا جب آدمی خواب
سے بیدار ہو اور فوراً دعا مانگے خداوند تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ دعا کرنے کے
وقت دونو ہاتھ متصل رکھے اور یقین کرے کہ دعا قبول ہو گئی اور گویا اس
کے ہاتھ میں کچھ چیز گر رہی ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۱۴ بیعت اور اصل خرقہ کے بیان میں

حضرت شیخ الشیوخ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب
الٰہی قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں فتح مکہ سے پہلے جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
عمرہ کرنے تشریف لے گئے ہیں تو کفار مکہ مانع ہوئے حضور نے حضرت عثمان کو
گفتگو کرنے کے واسطے ان کے پاس بھیجا اس کے بعد خبر آئی کہ حضرت عثمان کو
شہید کر دیا حضور نے تمام صحابہ کو طلب کر کے کفار سے جہاد کرنے پر بیعت کی
اور اس وقت حضور ایک درخت سے تکیہ لگائے ہوئے تشریف رکھتے تھے
جس کا ذکر قرآن شریف میں بھی ہے اس بیعت کو بیعت الرضوان کہتے ہیں اس
کے بعد ایک صحابی ابن اکوع حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی حضور نے

فرمایا کیا تم نے پہلے بیعت نہیں کی تھی عرض کیا ہاں کی تھی اور اب میں اس کی تجدید کرنا چاہتا ہوں حضور نے اپنا مبارک ہاتھ بڑھا دیا انہوں نے تجدید بیعت کی اسی حجت سے صوفیائے کرام میں تجدید بیعت مروج ہے اور اگر کسی مرید کا شیخ زندہ نہ ہو تو وہ خرقۂ شیخ کو آگے رکھ کر اسی سے تجدید بیعت کرلے چنانچہ میں بھی ایسا ہی کیا کرتا ہوں بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم تو خواجہ خضر کے مرید ہیں ایسی باتیں مشائخین ناپسند کرتے ہیں حضرت شیخ الاسلام خواجہ فریدالدین کے بڑے صاحبزادہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہٗ کے مزار شریف کے بائیں جا کر محلوق ہوئے یہ خبر حضرت خواجہ فرید الدین کو پہنچی آپ نے فرمایا کہ شیخ قطب الدین میرے خواجہ اور مخدوم ہیں مگر وہ بیعت درست ہے جو زندہ کے ہاتھ پر ہو۔ فرمایا بعض لوگ ایک پیر کے مرید ہو کر دوسرے شیخ سے بیعت کرتے اور خرقہ لیتے ہیں میرے نزدیک یہ کچھ چیز نہیں ہے کیونکہ مرید کو خداوند تعالیٰ کی محبت پیر کی محبت کے اندازہ پر حاصل ہوتی ہے پھر دو پیروں کا مرید ہونا اور خرقہ لینا کیسے درست ہو سکتا ہے بیعت وہی ہے جو پہلے پیر سے ہو گئی اگرچہ وہ پیر آحادی[۱] سے کیوں نہ ہو۔ فرمایا شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین سہروردی بارہا فرماتے تھے کہ ہر دری اور ہر بہری نہ بنو۔ ایک در پکڑو اور مضبوط پکڑو۔

---

[۱] یعنی بکثرت مرید نہ رکھتے ہوں اور مشہور بھی نہ ہوں۔

فرمایا باپ کے شیخ ہونے میں اختلاف نہیں ہے اور بیٹے کے شیخ
ہونے میں اختلاف ہے یعنی باپ بیٹے کا مرید ہو سکتا ہے یا نہیں بعض مشائخ
فرماتے ہیں ہو سکتا ہے اور بعض فرماتے ہیں نہیں ہو سکتا۔ بندہ نے حضرت
شیخ سے سوال کیا کہ منصور حلاج کے مرید ہونے کا کیا علم ہے فرمایا وہ مردود
(طریقت ہیں) پہلے خیر نساج کے مرید ہوئے پھر ان کو چھوڑ کر حضرت جنید
سے بیعت کی درخواست کی حضرت جنید نے فرمایا تم خیر نساج کے مرید ہو میں
تم کو مرید نہیں کرتا شیخ جنید جو مقتدائے وقت تھے ان کے رد کر دینے سے
منصور حلاج سب کے مردود ہو گئے۔ جب شیخ زادہ حسام نے حضور محبوب
الٰہی سے مناقشہ کیا ہے بندہ نے ایک روز قدمبوسی کی سعادت حاصل کی
اس وقت اسی حسام کا ذکر ہو رہا تھا فرمایا ایک دفعہ حسام میرے پاس آیا
تھا اور اقبال سے کہنے لگا کہ مقراض و کلاہ لے آؤ میں مرید ہوتا ہوں میں
نے اپنے دل میں کہا کہ اس کے سر میں شیخ زادگی سودا ابھرا ہوا ہے پھر مجھ سے
اس کے مرید ہونے کا کیا مطلب ہے میں خاموش ہو رہا اور میری خاموشی
سے اقبال بھی کلاہ و مقراض نہ لایا تو حسام کہنے لگا کہ میں اپنی طرف سے آپ
کا مرید ہو گیا آگے آپ جانیں اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اگر مرید کہے میں
مرید ہوں اور شیخ کہے تو میرا مرید نہیں ہے تو وہ مرید ہے اور اگر شیخ کہے کہ
تو میرا مرید ہے اور مرید کہے کہ میں تمہارا مرید نہیں ہوں تو وہ مرید نہیں ہے

کیونکہ ارادت مرید کا فعل ہے۔ فرمایا ایک درویش تھے وہ جس کسی کو دیکھتے کہ یہ
کسی کا مرید نہیں ہے فرماتے یہ کسی کے پلّہ میں نہیں بیٹھا ہے۔ فرمایا قیامت
کے روز اعمال وزن کرنے کے وقت مرید کو پیر کے پلّہ میں بٹھادیں گے اسی سبب
سے بے پیر والے کو کہتے ہیں کہ یہ کسی کے پلّہ میں نہیں بیٹھا ہے یعنی کسی کا مرید
نہیں ہے۔ فرمایا میں اجودھن گیا اور حضرت شیخ الاسلام شیخ فریدالدین
کی قدمبوسی بجا لاکر بیعت وحلق کے واسطے عرض کیا حضرت شیخ نے اسی وقت
مرید کیا اور فرمایا آج میں نے ایک درخت لگایا ہے جس کے سایہ میں بہت
سے بندگان خدا آرام کریں گے بعدازاں شام کے وقت فرمایا کہ اس متعلم غریب
کے واسطے چارپائی بچھاؤ جب میں جماعت خانہ میں گیا تو دیکھا کہ چارپائی
بچھی ہوئی ہے میں نے کہا کہ ایسے ایسے بڑے بزرگاں تو فرش خاک پر لیٹتے
ہیں میں غریب چارپائی پر نہ سوؤں گا یہ خبر مولانا بدرالدین صاحب اسحاق کو پہنچی
انہوں نے کہلا بھیجا کہ اپنا کہا کروگے یا اپنے شیخ کا میں نے کہا کہ میں تو حضرت
شیخ ہی کا فرمان بجا لاؤں گا۔ فرمایا حضرت شیخ الاسلام خواجہ فریدالدین کی خدمت
میں جو شخص مرید ہونے حاضر ہوتا تو آپ پہلے اس سے فاتحہ اور اخلاص اور
آمن الرسول اور شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ
تک پڑھواتے اور یہ کہواتے کہ تو نے اس ضعیف اور اس کے خواجگان اور حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت کی اور عہد کیا کہ ہاتھ پیر اور آنکھ کو

محفوظ رکھے گا اور شریعت کا پابند رہے گا اور جب خرقہ پہنانے تو یہ فرماتے
وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔

فرمایا ایک شخص خواجہ اجل سنجری کا مرید ہوا اور اس انتظار میں رہا کہ شیخ مجھ کو کچھ وظیفہ بتائیں گے شیخ نے فرمایا جو بات اپنے واسطے پسند نہ کرے دوسرے کے واسطے بھی پسند نہ کیجو اور جو اپنے واسطے چاہے دوسروں کے واسطے چاہیو۔ یہ مرید سن کر چلا گیا اور چند روز کے بعد پھر آیا اور عرض کیا کہ اس روز جو میں مرید ہوا تھا تو منتظر تھا کہ حضرت مجھ کو کچھ وظیفہ بتلا دیں گے اور آج بھی حاضر ہوا ہوں شیخ نے تبسم کر کے فرمایا اس روز میں نے تجھ کو یہ سبق دیا تھا کہ جو کچھ اپنے واسطے پسند نہ کرے دوسروں کے واسطے بھی پسند نہ کیجو جب تو نے یہی سبق یاد نہ کیا تو اب آگے کیا سبق دوں۔ فرمایا ایک شخص ایک بزرگ کا مرید ہوا ان بزرگ نے فرمایا کہ دو باتیں نہ کیجو ایک دعویٰ خدائی اور ایک پیغمبری مرید نے اس کی تفصیل چاہی ان بزرگ نے فرمایا کہ ہر کام اپنی مرضی کے موافق چاہنا دعویٰ خدائی ہے اور تمام لوگوں سے اپنی دوستی چاہنا کہ اگر تجھ کو دوست نہ رکھیں تو مومن اور رستگار نہ ہوں دعوی پیغمبری ہے۔ فرمایا ایک شخص ایک بزرگ کا مرید ہوا ان بزرگ نے فرمایا ہاتھی کا گوشت نہ کھائیو مرید نے دل میں کہا کہ ہاتھی کا گوشت شریعت میں حرام ہے مگر اس فرمان میں ضرور کچھ حکمت ہو گی چند روز کے بعد یہ شخص سفر میں گیا راستہ میں

کھانے کی کچھ چیز نہ ملی آخر ایک ہاتھی مردہ ملا اس کے ساتھ والوں نے اس کا
گوشت پکا کر خوب کھایا اور اس نے پیر کے منع کرنے کے موافق نہ کھایا پھر
یہ سب لوگ سو رہے رات کو ہتنی آئی اور سب لوگوں کے مُنہ سونگھ کر مار ڈالا
اس کے مُنہ سے جو بدبو نہ آئی تو اس کو کچھ نہ کہا اور یہ صحیح وسلامت اپنے گھر
پہنچا۔ علی بن محمود جاندار کہ بندۂ درویشاں واز سر و دیدہ خاک قدم ایشاں
ہے عرض کرتا ہے کہ اخیر ماہ شعبان میں حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر
ہو کر میں نے بیعت کی عرضداشت کی فرمان ہوا کہ آج رات کو مرید کروں گا
بعد ازاں پیر کے روز تیرھویں ماہ مبارک رمضان ۷۰۸ھ میں تجدید بیعت
سے مشرف ہوا اور حضور نے اپنے دست مقدس سے قصر[1] فرمایا۔

فرمایا شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب رب العزت سے
ایک خرقہ عنایت ہوا تھا جس کو خرقہ فقر کہتے ہیں بعد ازاں حضور نے تمام صحابہ
کو طلب فرما کر ارشاد کیا کہ مجھ کو خداوند تعالیٰ نے ایک خرقہ مرحمت کیا ہے اور
میں تم میں سے اس شخص کو دوں گا جو میرے سوال کا جواب ٹھیک ٹھیک دے
بعد ازاں حضور نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ میں تم کو وہ خرقہ دوں تم کیا بات
اختیار کرو گے عرض کیا صدق وصفا اور طاعت وعطا اختیار کروں گا۔ پھر
آپ نے یہی سوال حضرت عمر سے کیا انہوں نے جواب دیا کہ میں عدل وانصاف

---

[1] یعنی قینچی سے پیشانی کے بال کترے۔

کروں گا پھر حضور نے حضرت عثمان سے پوچھا انہوں نے عرض کیا کہ انصاف وسخاوت وحیا کروں گا پھر حضور نے حضرت علی سے دریافت کیا آپ نے جواب دیا کہ میں بندگان خدا کی عیب پوشی اور پردہ داری کروں گا حضور نے فرمایا یہی جواب درست ہے اور خدا کا مجھ کو یہی حکم تھا کہ جو یہ جواب دے اس کو خرقہ عنایت کرنا۔ فرمایا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور خواجہ قطب الدین بختیار اور خواجہ فرید الدین مسعود ایک حجرہ میں تشریف رکھتے تھے حضرت خواجہ معین الدین نے خواجہ قطب الدین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اس جوان کو مجاہدہ کراتے کراتے جلا دو گے اس کو کچھ بخشش کرو پھر حضرت معین الدین کھڑے ہو گئے اور حضرت فرید الدین سے فرمایا کہ اٹھو کھڑے ہو میں تم پر بخشش کرتا ہوں چنانچہ خواجہ معین الدین دائیں طرف اور خواجہ قطب الدین بائیں طرف کھڑے ہوئے اور حضرت خواجہ فرید الدینؒ پر از حد بخشش وعنایت فرمائی اور خلیفہ کیا۔ فرمایا حضرت شیخ فرید الدین دو ہفتہ کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور شیخ بدر الدین غزنوی وعزیزان دیگر ہمیشہ خدمت میں حاضر رہتے اور شیخ بدر الدین غزنوی و خواجہ شماجی کو حضرت کے خادم تھے یہ تمنا تھی کہ حضرت کے بعد حضرت کی جگہ بیٹھیں مگر حضرت نے آخری وقت یہ وصیت فرمائی کہ جامہ اور عصا اور مصلیٰ اور نعلین چوبیں فرید الدین مسعود اجودھنی کو دے دینا حضرت شیخ فرید الدین

اس وقت ہانسی میں تھے اور اسی شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت
خواجہ قطب الدین آپ کو بلاتے ہیں چنانچہ آپ صبح ہی روانہ ہوئے اور چوتھے
روز دہلی پہنچ گئے۔ قاضی حمید الدین ناگوری نے وہ تمام تبرکات آپ کے
حوالہ کئے اور آپ نے شکریہ کے دوگانہ ادا کر کے وہ جامہ زیب تن فرمایا اور
سات روز حضرت خواجہ کے مکان میں رہ کر پھر ہانسی چلے گئے اور ہانسی
جانے کا سبب یہ ہوا کہ حضرت خواجہ کے مکان میں ایک شخص انتظام طعام
پر مقرر تھے انہوں نے دروازہ پر ایک شخص سرہنگ نام کو دربان مقرر کیا
تھا۔ ایک روز حضرت بابا فرید کی خدمت میں ایک شخص ہانسی سے آیا
دربان نے اس کو اندر جانے نہ دیا کئی بار ایسا ہی ہوا آخر ایک روز
حضرت بابا صاحب باہر تشریف لے گئے تو یہ شخص آپ کے قدموں میں گر
کر زار زار رونے لگا آپ نے دریافت کیا کہ کیا سبب ہے اس نے کہا
کہ میں نے کئی بار خدمت میں حاضر ہونا چاہا مگر دربان نے جانے نہ دیا آپ
نے دربان سے فرمایا کہ تجھ کو کس نے نصب کیا ہے دربان نے کہا ان شخص
نے جو کھانے کا انتظام کرتے ہیں حضرت بابا صاحب نے فرمایا پیران
چشت کے مکان میں دربان کا کیا کام میں بھی ہانسی ہی میں جاتا ہوں
لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ نے تو آپ کے لئے یہی مقام فرمایا
آپ دوسری جگہ کیوں جاتے ہیں آپ نے فرمایا شیخ نے جو نعمت مجھ کو عنایت

فرمائی ہے وہ جیسی کہ شہر میں ہے ویسی ہی جنگل میں ہے بعد ازاں آپ ہانسی تشریف لے گئے. فرمایا حضرت شیخ فرید الدین نے مجھ کو یہ دعا تعلیم کی اور فرمایا کہ اس کو یاد کر لو تو پھر میں تم کو اپنا خلیفہ بناؤں گا اَللّٰھُمَّ یَا دَائِمَ الْفَضْلِ عَلَی الْبَرِیَّۃِ وَیَا بَاسِطَ الْیَدَیْنِ بِالْعَطِیَّۃِ وَیَا صَاحِبَ الْمَوَاھِبِ السَّنِیَّۃِ وَیَا دَافِعَ الْبَلَآءِ وَالْبَلِیَّۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی السَّجِیَّۃِ وَعَلٰی اٰلِہِ الْبَرَرَۃِ النَّقِیَّۃِ وَاغْفِرْ لَنَا وَ لِوَالِدِیْنَ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔[1] میں نے یہ دعا یاد کر لی اور شہر میں روز پڑھتا رہا پھر چھبیسویں رمضان ۶۶۶ھ میں جو حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کہ تم کو یاد ہے میں نے کیا وعدہ کیا تھا میں نے عرض کیا کہ ہاں یاد ہے فرمایا کہ خدائے کریم تم کو نیک بخت کرے اور اپنی مرضی کے عمل نصیب فرمائے اَسْعَدَكَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ وَرَزَقَكَ

---

[1] اے اللہ اے مخلوق پر ہمیشہ فضل رکھنے والے اے عطا و بخشش کے ساتھ دونوں ہاتھ کھولنے والے اور اے اچھی اچھی بخششوں والے اور اے بلا و بلیات کو دفع کرنے والے بہترین مخلوق حضرت محمد اور ان کی پاکیزہ و نیک آل پر درود بھیج اور ہم کو اور ہمارے والدین اور کل مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے اے ہمارے پروردگار ہم کو مسلمان ماریو اور اپنے فضل رحمت سے ہم کو نیک لوگوں میں شامل کیجیو اے بڑے رحم والے۔

عِلْمًا نَافِعًا وَّ عَمَلًا مَّقْبُوْلًا اور فرمایا کہ تم ایسے درخت ہو گے کہ تمہارے سایہ میں خلق خدا آرام کرے گی اور فرمایا مجاہدہ کرنا چاہئیے تاکہ استعداد حاصل ہو بعد ازاں مولٰینا بدرالدین نے اسحاق سے ارشاد کیا کہ کاغذ لاکر اجازت نامہ لکھ دو انہوں نے اجازت نامہ تیار کیا۔ حضور نے اپنے دست خاص سے اجازت نامہ اور خلعت مجھ کو عنایت فرما کر ارشاد کیا کہ ہانسی میں مولٰنا جمال الدین کو اور دہلی میں قاضی منتجب کو دکھا دینا شیخ نجیب الدین متوکل کا نام نہیں لیا جس کے سبب سے مجھ کو خیال ہوا کہ شاید حضرت ان سے ناخوش ہیں۔ پھر جب میں دہلی پہنچا تو معلوم ہوا کہ نویں ماہ رمضان شریف کو شیخ نجیب الدین متوکل نے انتقال فرمایا۔

حضرت کے فرمان کے مطابق جب میں ہانسی پہنچا اور شیخ جمال الدین ہانسوی کو اجازت نامہ دکھایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور یہ بیت پڑھی بیت

خدائے جہان را فراوان سپاس   کہ گوہر سپردہ بہ گوہر شناس

اور چند روز میری مہمانی اور ضیافت کر کے رخصت کیا۔

بندہ علی بن محمود عرض کرتا ہے کہ پھر جو میں حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوا تو مولٰنا فصیح الدین نے عرض کیا کہ خلافت مشائخ کن لوگوں کے لائق ہے فرمایا اس شخص کے جس کے دل میں کبھی خلیفہ ہونے کا خیال نہ ہو بعد ازاں فرمایا کہ جس روز حضرت خواجہ فرید الدین نے مجھ کو خلیفہ کیا ہے

میں نے عرض کیا کہ میں ایک متعلم شخص ہوں یہ کام مجھ سے کیونکر ہوگا فرمایا تم
سے خوب ہوگا اور جو شخص خود خلافت طلب کر کے لیتا ہے اس سے واقعی
یہ کام درست نہیں ہوتا۔ شیخ ظہیر الدین سقّا میرے پاس آئے اور کہا میں بھی
مرید کرتا ہوں میں نے کہا آپ کو شیخ بہاء الدین زکریا نے اجازت دے دی
ہے انہوں نے کہا خیر میں خاموش ہو رہا بعد ازاں فرمایا اس بات سے معلوم
ہوتا ہے کہ خود شیخ الاسلام نے ان کو اجازت دی تھی قاضی محی الدین کاشانی
نے عرض کیا کہ مشائخ نے بعض مریدوں کو اجازت دی ہے مگر ان میں مشائخ
کا سا معاملہ نہیں دیکھا جاتا فرمایا مشائخ کی خلافت کئی قسم کی ہے ایک
خلافت یہ ہے کہ شیخ کے دل میں خدا الہام کرے کہ فلاں مرید کو خلیفہ کردو
یہ خلافت محض رحمانی ہے اور ایک یہ ہے کہ شیخ مرید کو لائق اور نیک دیکھ کر
خلیفہ بنائیں اس کا پہلی خلافت سے کم درجہ ہے اور اس میں غلطی بھی ہوجاتی
ہے اور ایک خلافت یہ ہے کہ شیخ سے سفارش کرا کر خلافت لے تو یہ خلافت
وہی ہے (یعنی ان لوگوں کی جن کا معاملہ مشائخ کے موافق نہیں ہوتا) بعد
ازاں فرمایا کہ خواجہ فخر الدین صفاہانی شیخ الاسلام شیخ فرید الدین کے مرید
اور خلیفہ تھے انہوں نے ایک شخص داؤد نام کو حضرت کی خدمت میں بھیج کر
عرض کرایا کہ مجھ سے بہت لوگ مرید ہونا چاہتے ہیں خلافت عطا فرمائی جائے
میں اس وقت خدمت شریف میں حاضر تھا فرمایا کہ یہ کام حق کا ہے آرزو کا

نہیں ہے جو اس کے قابل ہوتا ہے اس کو بغیر مانگے مل جاتی ہے الغرض تیسری بار انہوں نے پھر عرض کرایا حضور نے مجھ سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو میں نے عرض کیا مخدوم حاکم ہیں یہ شخص بظاہر درویش معلوم ہوتے ہیں تب حضور نے ان کو خلافت عنایت کی مولانا بدرالدین اسحٰق سے اجازت نامہ لکھوا کر بھجوا دیا۔ پھر دہلی میں جو ان فخرالدین سے میری ملاقات ہوئی میں نے اس مجلس کی تکلیف بیان کرنی شروع کی جس میں حضرت شیخ سے ان کی خلافت کے واسطے التماس کیا تھا ان کو سخت دشوار معلوم ہوا۔ میں نے دل میں کہا کہ ان کی نسبت شیخ نے جو کچھ فرمایا وہی حق تھا اور میں غلطی پر تھا بعدہٗ فرمایا ایسی اجازت جو شیخ کی خوشی سے نہ ہو ٹھیک نہیں ہے یعنی اس میں برکت نہیں ہوتی۔ فرمایا حضرت شیخ الاسلام خواجہ فریدالدین کے ایک مرید یوسف نام تھے ایک دفعہ نہایت افسوس کے ساتھ حضرت کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ میں برسوں سے یہاں پڑا ہوا ہوں حضرت میرے اوپر کچھ کرم نہیں فرماتے اور لوگ چند ہی روز میں بہت سی نعمتیں لے کر چلے جاتے ہیں۔ غرضیکہ اسی قسم کی بہت سی باتیں کہیں، حضرت نے ان کے جواب میں ارشاد کیا کہ اس میں میری تقصیر نہیں ہے تمہاری استعداد و قابلیت بھی ہونی ضروری ہے اور نیز جب خدا ہی نہ دے تو میں کیا کروں۔ یوسف اسی طرح شکایت کرتے رہے کہ اتنے میں ایک چھوٹا سا لڑکا سامنے آیا اور وہیں اینٹوں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا حضرت نے

اس بچہ سے کہا کہ میرے واسطے ایک اینٹ اٹھا لا لڑکا ایک اینٹ بہت عمدہ چھانٹ کر اٹھا لایا پھر آپ نے فرمایا کہ ایک اور اینٹ ان یار کے واسطے اٹھا لا لڑکا ایک عمدہ اینٹ ان کے واسطے بھی لے آیا پھر آپ نے فرمایا کہ ایک اینٹ ان کے واسطے بھی لاؤ لڑکے نے آدھی اینٹ لا کر شیخ یوسف کے آگے رکھ دی حضرت نے فرمایا لو اب اس بات کو میں کیا کروں تمہارے نصیب ہی میں اسی قدر ہے تو پھر مجھ پر کیا الزام

فرمایا ایک بزرگ صاحب نعمت و بخشش خواجہ اجل سنجری کے مرید تھے ایک دفعہ مجمع کثیر میں بر سر منبر ان بزرگ نے بیان کیا کہ اے مسلمانو! جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ مجھ کو خواجہ اجل سنجری سے ایک نعمت پہنچی تھی اور میں چاہتا تھا کہ وہ نعمت اپنے فرزند کو دوں مگر آج رات مجھے حکم ہوا کہ یہ نعمت امیر عالم و نوائجی کو دے دو. امیر عالم اس مجلس میں موجود تھے ان بزرگ نے ان کو منبر کے آگے طلب کیا اور اپنا آب دہن ان کے منہ میں ڈال دیا حضرت شیخ فریدالدین بھی فوائد بیان فرما رہے تھے کہ ایک درویش گیلان کی طرف سے حاضر خدمت ہوا حضرت نے دریافت فرمایا کہ تم بغداد میں خواجہ عبدالرحمن سے بھی ملے اس نے عرض کیا جی ہاں بڑے بزرگ تھے ایک سال ہوا کہ انتقال فرمایا ہے قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ یہ خرقہ ارادت کن بزرگ سے رکھتے تھے فرمایا کہ شیخ سعدالدین حموی ان کے

ہم شجرہ ہیں اور ان کے شجرہ میں شیخ نجم الدین کبریٰ کا نام ہے۔ پھر حضرت نے ان درویش سے دریافت کیا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے فرزندان میں سے بھی کوئی بغداد میں ان کا صاحب سجادہ ہے۔ درویش نے عرض کیا کہ جی ہاں شیخ کے پوتے شہاب الدین لقب اس وقت برسر سجادہ ہیں حضرت نے فرمایا وہ کس کام میں مشغول رہتے ہیں۔ عرض کیا کہ ان کے خاندان کی جاگیر واملاک انہیں کے متعلق ہے اور وہ آسودگی کے ساتھ بسر کرتے ہیں حضرت نے فرمایا میں نے سُنا ہے کہ وہ کار بار سلطانی بھی انجام دیتے ہیں درویش نے عرض کیا جی ہاں ان ممالک کے تمام اوقاف کی تولیت انہیں کے سپرد ہے۔ حضرت شیخ ادام اللہ برکاتہ نے سرِ مبارک ہلاکر اور ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا اِبْنُ النَّجِیْبِ لَا یَنْجُبُ اِنْ نَجُبَ فَعَجَبٌ یعنی نجیب کا بیٹا نجیب نہیں ہوتا اور اگر نجیب ہو جائے تو تعجب ہے۔ فرمایا ایک بزرگ نے اس قصہ کی علّت یہ بیان فرمائی ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنی قدرت دکھاتا ہے تاکہ بندے اپنے عجز کا اقرار کریں اور تمام باتوں کو خدا ہی کی طرف سے جانیں یعنی جو شیخ کہ مریدوں کی تکمیل کرتا ہے وہ اپنی اولاد کی تکمیل پر قادر نہیں ہے حالانکہ اولاد سب سے زیادہ اس کو عزیز ہوتی ہے۔ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ[1] وَتُذِلُّ مَنْ

---

[1] اے خدا جس کو تو چاہے عزت دے اور جس کو تو چاہے ذلت دے تو زندہ کو مردہ میں سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ میں سے نکالتا ہے۔

تَشَاءُ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ پڑھ کر تمام باتیں خدا کی طرف سے تصور کرے۔ بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی کہ حدود غزنین میں ایک بڑے عالی مقام بزرگ سالہا سال سے سجادۂ شیخی پر مستقیم تھے جب ان کے انتقال کا وقت قریب پہنچا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کے سجادہ پر کون قائم مقام ہو فرمایا میرے فرزندان اس کے قابل نہیں ہیں ہاں یہ غلام زیرک نام اس کے قابل اور لائق ہے اسی کو میں حکم دیتا ہوں کہ میرے بعد سجادہ نشین ہو۔ غلام نے عرض کیا کہ حضرت کی وفات کے بعد حضرت کے فرزندان مجھ کو سجادہ نشین دیکھ کر زندہ بھی نہ چھوڑیں گے شیخ نے فرمایا خاطر جمع رکھ وفات کے بعد بھی مجھ میں اتنی قوت ہوگی کہ ان کے شر کو دفع کر دوں گا الحاصل شیخ کے بعد اس غلام نے سالہا سال سجادہ نشینی کی۔ مولانا رکن الدین کہ حضرت شیخ کے اعلیٰ مریدان سے ہیں اس وقت خدمت میں حاضر تھے عرض کرنے لگے کہ اس ملک میں بھی ایک غلام بزرگ صفت مبارک نفس تھے جو شخص ان سے دعا کی درخواست کرتا فرماتے اس دعا کو پڑھا کرو تمہارا ایمان سلامت رہے گا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِیْمَانًا بِاللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَانًا مِّنَ اللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَانًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَعَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ۔ حضرت نے ارشاد کیا یہی تہلیل بعبارت دیگر آئی ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

قَبْلَ کُلِّ حَیٍّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مولانا رکن الدین نے عرض کیا کہ ایک اور بزرگ تھے جو شخص اون سے وصیت چاہتا فرماتے ۔ ۔ ۔

مولانا رکن الدین نے زمین خدمت کو بوسہ دے کر استغفار پڑھی اور عرض کیا کہ بیشک مجھ سے خطا ہوئی ہیں نے بھول کر اس لفظ کے بجائے می رود کہہ دیا تھا درحقیقت ہیں نے وہی لفظ سنا تھا جو مخدوم نے فرمایا۔

حضرت خواجہ نے فرمایا دعا کے انہیں الفاظ ہیں زیادہ برکت ہوتی ہے جو ٹھیک ہوتے ہوں

بندہ عشا کی نماز کے بعد جماعت خانہ میں بیٹھا تھا ملک الشعرا حضرت امیر خسرو تشریف لائے اور کہنے لگے کہ پہلے تو آپ کو شطرنج کی بہت مشق تھی اب کیسا حال ہے ہیں نے کہا پہلے تو میرا یہ شوق تھا کہ اگر حج بھی ادا کرتا تو شطرنج نہ چھوڑتا اور جب سے حضرت خواجہ کا مرید ہوا ہوں بالکل شطرنج کی ہوس جاتی رہی ۔

حضرت امیر خسرو کا قاعدہ تھا کہ شب کو حضرت کی خدمت ہیں حاضر ہوتے چنانچہ اس وقت بھی میرے پاس سے اٹھ کر تشریف لے گئے اور مجھ سے جو گفتگو ہوئی تھی سب عرض کی حضرت نے تبسم ہر آپ کی ۔ امیر خسرو نے عرض کیا کہ حضور نے اس ضعیف ہیں کیا دیکھا ہے جو یاران کے درمیان بیعت

فرمایا حضرت کے آگے ایک انار رکھا تھا امیر خسرو کو عنایت کرکے فرمایا کہ اس کو لے جاؤ اور علی شاہ جاندار کے ساتھ کھالو امیر خسرو میرے پاس واپس آئے اور مجلس اقدس کا تمام حال بیان کیا بندہ کو بشارت تازہ حاصل ہوئی اور ہم دونوں نے وہ انار نوش کیا۔

فرمایا مولٰنا تقی الدین مجنوں نے ایک رقعہ لکھ کر دو آدمیوں کے ساتھ میرے پاس بھیجا ہے کہتے ہیں کہ ان دونوں نے میرے سامنے توبہ کی ہے آپ ان کو مرید کر لیجیے اب میں اس تردد میں ہوں کہ بعض مشائخ کے نزدیک توبہ اور ارادت ایک چیز ہے۔

فرمایا شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں سترہ روز رہے اور وہ نعمت و کرامت حاصل کی جو اور لوگوں نے برسوں میں بھی حاصل نہ کی تھی یہاں تک کہ بعض یاران قدیم کا اس بات سے مزاج متغیر ہوا حضرت شیخ شہاب الدین کو بھی یہ خبر ہوئی فرمایا تم لوگ گیلی لکڑیاں لے کر آئے تھے جو بہت دیر میں آگ کو قبول کرتی ہیں اور بہاء الدین زکریا خشک لکڑی لایا تھا جو ایک پھونک میں بھڑک اٹھی۔

فرمایا خواجہ سنائی غزنین کے رہنے والے تھے یہ ظاہر ہے کہ شاعری میں ان کا کیا مقام تھا اور ان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیائے حق سے تھے شیخ شبیہ سلطان محمود غزنوی کے استاد اور شیخ آدم خواجہ سنائی کے والد

ایک دوسرے کے پڑوسی تھے خواجہ سنائی کی ولادت سے پہلے شیخ شبلیہ نے خواب دیکھا کہ شیخ آدم کے ہاں فرزند پیدا ہوا ہے مخدوم اس کا نام رکھا اور اس کو علم پڑھایا اور وہ شاعر ہوا پھر مر گیا اور قیامت قائم ہوئی اس لڑکے کو قضا کی کرسی کے سامنے لے گئے اور حکم ہوا کہ اپنا دیوان لا اور کچھ پڑھ اس نے اپنا قصیدہ پڑھا حکم ہوا کہ ہم نے تیرے قصیدے کے طفیل میں تمام اہل عرصات کو بخش دیا شیخ شبلیہ یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوئے اور شیخ آدم کو سنایا جب شیخ شبلیہ کی وفات ہوگئی تو خواجہ آدم کے ہاں فرزند پیدا ہوا مخدوم اس کا نام رکھا۔ اس لڑکے نے کچھ نہ پڑھا شیخ آدم فرزند کی اس حالت سے متفکر تھے اور کہتے تھے یہ لڑکا تو پڑھتا نہیں ہے اور شیخ شبلیہ ولی کامل تھے انہوں نے یہ خواب بیان کیا تھا پھر یہ کیونکر ہوگا آخر انہوں نے بیٹے کو لے جا کر شیخ سینہ کا مزار دکھلایا اور کہا اس قبر پر حاضر رہا کرو اور شیخ عثمان کے والد نے بھی ان کو شیخ شبلیہ کے مزار پر پہنچایا کیونکہ انہوں نے بھی خواجہ سنائی کی طرح کچھ نہ پڑھا تھا۔ الغرض شیخ عثمان اور خواجہ سنائی یہ دونوں اپنے والدوں کی وصیت کے سوافق یہاں حاضر رہتے ایک روز کسی مجذوب کا ادھر گزر ہوا اور اس نے ان سے کھانے کی فرمائش کی ان دونوں نے روٹی سالن حاضر کیا مجذوب نے جس کے ہاتھوں سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے کھانا شروع کیا خواجہ سنائی اور شیخ عثمان بھی

بلا کر اہت شریک ہوئے مجذوب نے فرمایا جب تک آدمی خون نہیں کھاتا مطلب کو نہیں پہنچتا پھر خواجہ سنائی سے ارشاد کیا کہ تمہارے اوپر حکمت کے دروازے کھول دیئے اور خواجہ عثمان سے فرمایا تمہارے اوپر محبت کے دروازے کھل جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان مجذوب کی برکت سے خداوند تعالیٰ نے خواجہ سنائی پر حکمت کے اور شیخ عثمان پر محبت کے کے دروازے مفتوح فرمائے۔

فرمایا اولیاء اللہ سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے مگر کسی جگہ زیادہ ہوتے ہیں جیسے کہ لوگوں کا مقولہ ہے کہ غزنی میں اولیا پیدا ہوتے ہیں مطلب یہ کہ وہاں بہت سے اولیاء اللہ آسودہ ہیں۔ فرمایا اگر آدمی مدتوں سحر کے وقت دعا کر کے حاصل کرے پھر بھی وہ نعمت حاصل نہیں ہوتی جو کسی صاحبدل کی نظر کرم سے مل جاتی ہے بعض کو بغیر چاہے مل جاتا ہے اور بعض کو چاہنے سے بھی نہیں ملتا۔

باب ۱۵ آداب کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم حضرت خواجہ نظام الحق والملۃ والدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ نے ارشاد فرمایا۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے اپنے پیر سے ایک رومال حاصل کیا تھا ہر وقت اس کو اپنے پاس رکھتے

اور برکت لیتے ایک دفعہ آپ سوتے تھے کہ اتفاقاً آپ کا پیراہن رومال مبارک پر جا پڑا افوساً آپ بیدار ہوئے اور اس قدر قلق واضطراب ہوا کہ فرماتے تھے قیامت کے روز بھی میں اسی رنج وافسوس میں قبر سے اٹھوں گا۔ حضرت شیخ حجرۂ یاراں کی چھت پر بالاخانہ میں تشریف فرماتے تھے اور قاضی محی الدین کاشانی اور یہ ضعیف سامنے حاضر تھے کہ حضرت کے مریدان سے ایک شخص فخرالدین صالونگری حاضر ہوا اور قدمبوسی بجالاکر ہدیہ پیش کیا اور کھڑا ہو گیا حضرت نے اس کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ یاراں کے پس پشت بیٹھنے کے واسطے الٹے قدموں ہٹنے لگا حضرت نے فرمایا ہوش رکھو گر نہ پڑنا بعدازاں میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہٗ کبھی کبھی ڈولہ میں سوار ہو کر صحرا میں تشریف لے جاتے اور درخت کے سایہ میں بیٹھ کر یادِ حق میں مشغول ہوتے عصا اور نعلین چوبین مجھ کو مرحمت فرمایا کرتے ڈولے کے سامنے سے الٹے پیروں واپس ہوتا اور گر پڑتا حضرت فرماتے سیدھے جاؤ سیدھے۔ فرمایا مرید کو وہی کرنا چاہئے جو پیر حکم فرمائے اور پیر ایسا ہونا چاہئے جو احکام شریعت وطریقت کا عالم ہو تاکہ مرید کو کسی غیر مشروع چیز کا حکم نہ دے اور اگر کسی مختلف فیہ چیز کا پیر حکم دے تو مرید بجالائے کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے مرید اپنے شیخ کو مجتہد سمجھ کر اس کا فرمان بجالائے۔ مرید ہونے کو تحکم کہتے ہیں یعنی مرید

پیر کو اپنے اوپر حاکم بناتا ہے پس اگر مرید پیر کا حکم نہ مانے گا تو یہ محکوم نہ ہوگا فرمایا جو مرید پیر کے
قول و فعل کا منکر ہو تو وہ مرید نہیں ہے۔ فرمایا پچھلے دنوں ایک بزرگ زادہ شام و روم
کی سیاحت کرتے ہوئے میرے پاس آئے تھے جب یہاں آکر بیٹھے تو خواجہ وجید مرتشی میرے
پاس آئے اور سر زمین پر رکھا ان مسافر نے آواز دی کہ ایسا نہ کرو سجدہ سوائے خدا کے کسی کو
نہیں آیا ہے اور بہت غلبہ کرنے لگے میں نے کہا کہ اس قدر غلبہ نہ کرو۔ جو حکم
کہ پہلے فرض ہو پھر اس کی فرضیت اٹھ جائے تو اجتناب باقی رہتا ہے۔
جیسے روز عاشورہ کا روزہ جو پہلی امتوں پر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں جو رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے فرض تھا جب اس کی فرضیت
جاتی رہی تو اجتناب باقی رہا۔ اسی طرح پہلے زمانہ میں رعیت بادشاہ کو اور
شاگرد استاد کو اور امت پیغمبر کو سجدہ کرتے تھے جب حضور کے زمانہ میں اس
سجدہ کی فرضیت جاتی رہی تو اب اباحت باقی ہے۔ وہ شخص خاموش ہو رہے۔
فرمایا میرے سامنے لوگ سر زمین پر رکھتے ہیں میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا مگر
چونکہ میرے مشائخ کے سامنے ایسا کرتے چلے آئے ہیں لہٰذا منع بھی نہیں
کر سکتا کیونکہ منع کرنے سے یا تجہیل مشائخ لازم آتی یا ان کا تفسق لازم آتا ہے۔
فرمایا میں نے شیخ رفیع الدین سے سنا ہے کہتے تھے کہ میرا ایک رشتہ دار
خواجہ اجل سنزی کا مرید تھا جب اس مرید کو گرفتار کر کے قتل کرنے کے واسطے
کھڑا کیا تو جلاد نے اس کا منہ قبلہ کی طرف کیا اور اس طرح کھڑے ہونے سے

خواجہ اجل کا مزار اس کے پس پشت ہوتا تھا اس نے فوراً ہی قبلہ کی طرف پشت کر کے مزار کی طرف منہ کر لیا جلاد نے کہا تم قبلہ کی طرف سے کیوں منہ پھیرتے ہو اس نے کہا تو اپنا کام کر میں نے اپنے قبلہ کی طرف منہ کر لیا ہے۔

فرمایا شیخ بدرالدین غزنوی کے واسطے ملک نظام الدین خریطہ دار نے خانقاہ بنائی اور شیخ اس میں جا کر رہے مگر کچھ حالت بہتر نہ ہوئی اور نظام الدین خریطہ دار کے کام میں بھی فتور واقع ہوا تب شیخ بدرالدین نے حضرت شیخ فریدالدین نوراللہ مرقدہٗ کی خدمت میں یہ رقعہ لکھا ایک شخص نے میرے واسطے خانقاہ بنائی تھی اب اس کام میں پریشانی لاحق ہوئی لہٰذا میں بھی پریشان ہوں اور یہ بیت بھی لکھی **بیت**

فریدالدین ملت یار بہتر — کہ بادش درکرامت زندگانی
دریغا خاطرم گر جمع بودے — بحد جستش کردے شکر فشانی

حضرت شیخ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ جو شخص پیران خانقاہ سے نہ ہو اور پھر علیحدہ خانقاہ بنا کر بیٹھے وہ ایسا ہی دیکھے گا۔

فرمایا حضرت شیخ فریدالدین جب زیادہ بیمار ہوئے اور ماہ رمضان آیا تو آپ افطار فرماتے تھے ایک روز یاران آپ کو خربوزہ کی پھانکیں کر کے کھلا رہے تھے کہ ایک قاش آپ نے مجھ کو عنایت کی میں نے دل میں خیال کیا کہ حضرت کی عنایت کی ہوئی نعمت مجھ کو کہاں نصیب ہے اور اسکو کھاؤں قریب تھا

کہ اس کو کھا جاؤں جو حضرت نے فرمایا کہ تم نہ کھاؤ تم کو شرعی رخصت نہیں ہے۔
فرمایا ایک دفعہ حضرت شیخ فریدالدین کے ہاتھ میں ایک دعا تھی فرمایا اس دعا کو کون یاد کرتا ہے میں نے عرض کیا حکم ہو تو میں یاد کر لوں حضرت نے وہ دعا مجھ کو دے دی میں نے عرض کیا ایک بار حضور کے سامنے پڑھ بھی لوں فرمایا بہتر ہے میں نے پڑھی تو ایک جگہ آپ نے اعراب میں اصلاح فرمائی حالانکہ جس طرح میں نے پڑھا تھا اس کے یہی معنی تھے۔ پھر میں نے دوبارہ حضرت کو سنائی اور اسی طرح پڑھی جس طرح آپ نے بتائی تھی پھر جب میں خدمت شریف سے باہر آیا تو مولٰنا بدرالدین اسحاق نے کہا کہ تم نے خوب کیا جو اعراب حضرت کے فرمان کے مطابق پڑھی میں نے کہا اگر سیبویہ جو اس علم کا بانی ہے اور دیگر علماء جنہوں نے یہ قواعد بنائے ہیں مجھ سے کہیں کہ خلاف فرمودہ شیخ پڑھو تو میں ہرگز نہ پڑھوں مولٰنا نے کہا جیسا کہ تم حضرت شیخ کا ادب ملحوظ رکھتے ہو ہم میں سے کسی کو میسر نہیں ہے۔ فرمایا ایک دفعہ بلا قصد مجھ سے حضرت شیخ کی خدمت میں جرأت ہو گئی تھی اور وہ یوں ہوا تھا کہ ایک روز کتاب عوارف آپ کے آگے رکھی تھی اور آپ اس کے فوائد بیان فرما رہے تھے مگر چونکہ اس نسخہ کا خط باریک اور کچھ سقیم بھی تھا اس کے پڑھنے میں قدرے توقف واقع ہوتا میں نے عرض کیا شیخ نجیب الدین متوکل کے پاس میں نے صحیح نسخہ دیکھا ہے میری یہ بات خاطر مبارک میں گراں گزری اور

دو تین بار فرمایا کہ اس درویش میں سقیم نسخہ کے صحیح کرنے کی قوت نہیں ہے میں نہ سمجھا کہ میری نسبت یہ ارشاد ہے مولٰنا بدرالدین نے فرمایا کہ تمہاری نسبت فرمارہے ہیں میں یہ سنتے ہی کھڑا ہوا اور سر برہنہ کر کے قدموں میں رکھدیا اور عرض کیا کہ نعوذ باللہ منہا میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ مخدوم کی کتاب سقیم ہے غرضکہ ہرچند میں نے معذرت کی مگر اثر بے رضائی اسی طرح قائم رہا تب وہاں سے اٹھ کر کنویں پر پہنچا اور قصد کیا کہ اس کے اندر گر پڑوں پھر سوچا کہ یہ بدنامی مرنے سے نہ جائے گی حضرت شیخ کی خدمت ہی میں واپس چلی حضرت شیخ کے ایک فرزند شہاب الدین نام میرے بڑے دوست تھے انہوں نے نہایت خوبی کے ساتھ میری سفارش کی تب حضرت نے خواجہ محمد کو میری خبر کے واسطے بھیجا میں نے حاضر ہو کر قدمبوسی کی حضرت خوش ہوئے اور بہت مرحمت فرمائی اور فرمایا میں یہ سب باتیں تمہاری تکمیل کے واسطے کرتا ہوں پھر خلعت خاص سے مشرف فرمایا۔

فرمایا ایک دفعہ ایک شخص نے بت خانہ میں ایک غلام کو حمار فارسی میں کہا میں نے اس کو بلاکر پوچھا کہ کبھی تو نے بت خانہ میں تجھ کو بھی کسی سے تئیں برا کہتے سنا ہے اس نے کہا نہیں میں نے کہا خواب میں تجھ سے وہی بات کہتا ہوں جو مولٰنا علاءالدین سیوستانی نے فرمائی ہے کہ جب کسی کا جو لقب ہو وہی لیوے اور تو میرے پاس سے چلا جا کیونکہ تو میری صحبت کے لائق نہیں ہے

فرمایا مرید کو چاہیے کہ کسی کی امانت قبول نہ کرے اور مجھ کو چونکہ حضرت شیخ کی اجازت نہیں ہے اس سبب سے میں کسی کی امانت نہیں رکھتا ایک دفعہ ایک شخص نے کہا کہ میں ایک امانت اپنے ساتھ لایا ہوں اور رات کو آپ کی دہلیز خانہ میں ٹھہرنا چاہتا ہوں میں نے اس کو اجازت نہ دی فرمایا شیخ الاسلام حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ روحہ فرماتے تھے جو امانت رکھے گا وہ میرا مرید نہیں ہے۔

فرمایا ایک شخص حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ دروازۂ خانقاہ پر ایک شخص دست و پا شکستہ پڑا ہے اس آنے والے نے حضرت شیخ سے اس کا حال دریافت کیا شیخ نے فرمایا یہ ایک ابدال ہے کل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اڑا جا رہا تھا جب میری خانقاہ کے قریب پہنچا تو اس کا ایک ساتھی ادب کے خیال سے دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف مڑ گیا اور اس نے بے ادبانہ خانقاہ کے اوپر سے اڑنے کی جرأت کی اور گر پڑا واللہ اعلم

باب ۱۶ مراقبہ اور مشغولی باطن کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم قطب الاقطاب بنی آدم نظام الحق والملۃ و الدین محبوب الٰہی انار اللہ برہانہ فرماتے ہیں آدمی کا جو سانس باہر آتا ہے وہ ایک نفیس گوہر ہے جس کا قیامت تک بدل نہیں ہو سکتا سو چاہیے

کہ اس قدر شب و روز او ر سال و ماہ گزرتے چلے جاتے ہیں ان میں اس لئے کیا کیا ہے۔ اگر آدمی ہر وقت عبادت میں مشغول رہے پھر ملول ہو جائے اور بے رغبتی کے سبب عبادت میں خلل پیدا ہو تو اگر عابد قدرے نیند یا کسی کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو جائے اس نیت سے کہ پھر تازہ دم ہو کر عبادت میں مصروف ہو تو یہ وقت بھی اس کا عبادت میں شمار کیا جائے گا اور اگر یہ نیت نہ ہوگی تو دونوں فعل ضائع ہوں گے۔ فرمایا لوگ اپنی عمر ضائع کرتے ہیں اور اس کی قدر و قیمت کو نہیں پہچانتے پھر جب آخری وقت ہوتا ہے تو کچھ نفع نہیں ملتا۔ **بیت**

قدر شب و روز و عاقبت شناسی   یک روز چناں شنوی کہ تا شب نکشی

ایک درویش مجلس میں حاضر تھے برجستہ یہ بیت پڑھنے لگے۔ **بیت**

می رود از جوہر ایں گہر ہا   ہر چہ سنگے ہمیں کیمیا

حضرت نے ان کی تحسین فرمائی بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جب آدمی دنیاوی مشاغل سے جدا ہو کر خدا کے ساتھ مشغول ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ خلقت سے گوشہ نشینی اختیار کرے اور مراقبہ میں بیٹھ کر لحظہ بلحظہ ترقی کا خواستگار ہو۔ یہ بات انبیاء علیہم السلام کو میسر تھی لہٰذا اوروں کو بھی ممکن ہے اب اس جگہ دو اعتراض پیدا ہوتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ انبیاء علیہ السلام کو لغزش پیدا ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ لغزش کی حالت عدم لغزش کی حالت سے برابر

ہو نہیں سکتی بلکہ عدم لغزش کی حالت بہتر ہے۔ دوسرا اعتراض یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں جو قرب حاصل ہوا وہ اس کے بعد دیگر راتوں میں کہاں ہوا۔ پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ لغزش کی حالت میں بہت سے ایسے فضائل ہیں جو عدم لغزش کی حالت میں نہیں ہیں مثلاً ندامت انکسار وغیرہ کہ ان میں سے ہر ایک بے انتہا نعمتوں کا منبع ہے پھر ہم اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ جس حالت میں ایسی نعمتیں حاصل ہوں اس میں قرب کے اندر نقصان پہنچے۔ نہیں بلکہ کمالات بڑھتے جائیں گے اور شب معراج قرب کی راتوں میں سے ایک مشہور رات ہے۔ حالانکہ دیگر راتوں میں حضور کو زیادہ قرب حاصل ہوا ہے مگر وہ مشہور نہیں ہوئیں جیسا کہ اس حدیث شریف کے مضمون سے ظاہر ہے کہ جس روز محمدؐ کو خدا نے محمدؐ کے ساتھ نیا قرب اور نئی طلب حاصل نہ ہو اس روز میں برکت نہ ہو۔ اسی سبب سے طالبان راہ محبان درگاہ بارگاہ کو لازم ہے کہ ہر روز نیا ورد اور نئی طلب حاصل کریں۔ اس بات سے طاعت بدنی مراد نہیں ہے بلکہ شوق وعشق مراد ہے۔ ترقیات ومشاہدات کی نہ دنیا میں انتہا ہے نہ آخرت میں پھر اگر یہ مکرر ہوں تو ان میں ذوق نہ رہے اس واسطے ہر روز نئے نئے پیش آتے ہیں۔ اسی طرح قابلیت کی بھی انتہا نہیں ہے مشائخ اور مردان حق کو جو احوال پیدا ہوتے ہیں ان کی سند یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے اور کنویں کے اندر پیر لٹکا کر یادِ حق میں مشغول ہو گئے ابو موسیٰ اشعری خدمت میں حاضر تھے ان کو حکم دیا کہ تم دروازہ پر بیٹھ جاؤ اور بلا اجازت کسی کو اندر آنے نہ دینا کہ اتنے میں حضرت ابو بکر حاضر ہوئے ابو موسیٰ نے آکر اطلاع دی حضور نے فرمایا ابو بکر کو جنت کی بشارت دو اور اندر بلا لو چنانچہ ابو بکر حضور کے دائیں طرف بیٹھ گئے اور کنویں میں پیر لٹکا دیئے پھر حضرت عمر حاضر ہوئے ابو موسیٰ نے اطلاع کی حضور نے فرمایا عمر کو جنت کی بشارت دو اور اندر بلا لو پھر وہ حضور کے بائیں طرف بیٹھ گئے اور کنویں میں پیر لٹکا دیئے اس کے بعد حضرت عثمان حاضر ہوئے ابو موسیٰ نے اطلاع کی حضور نے فرمایا عثمان کو جنت کی بشارت دو اور اندر بلا لو چنانچہ وہ بھی کنویں پر حضور کے سامنے آ بیٹھے اور پیر اندر لٹکا دیئے حضور نے فرمایا جیسے کہ آج ہم ایک جگہ ہیں اسی طرح ایک جگہ مریں گے اور ایک جگہ اٹھیں گے۔

فرمایا موسیٰ علیہ السلام پر حال بہت غالب تھا یہاں تک کہ غلبۂ حال سے آپ کا پیراہن جل جاتا تھا فرمایا ایک بزرگ سرہ گرامی نام تھے ایک درویش ان سے ملاقات کرنے کے شوق میں روانہ ہوئے اور ان درویش میں یہ کرامت تھی کہ ان کا ہر ایک خواب سچا ہوتا اور جو کچھ یہ خواب دیکھتے بعینہ وہی تعبیر ہوتی اب جو یہ ان بزرگ کی ملاقات کو چلے تو راستہ میں خواب دیکھا

کہ ان بزرگ کا انتقال ہو گیا ہے بیدار ہو کر حیران ہوئے اخیر کہا کہ چلو ان کی قبر ہی کی زیارت کریں گے جب اس موضع میں پہنچے تو اپنے خواب کے بھروسے پر لوگوں سے ان کی قبر کا نشان پوچھا لوگوں نے کہا وہ زندہ قائم ہیں قبر کیسی پوچھتے ہو۔ یہ اور حیران ہوئے کہ میرا خواب تو غلط نہیں ہوتا یہ کیا معاملہ ہے اخیر ان ان بزرگ کی خدمت میں پہنچے اور ملاقات کے بعد واقعہ عرض کیا ان بزرگ نے فرمایا کہ تمہارا خواب سچا ہے میں ہمیشہ یاد حق میں مشغول رہتا ہوں اور اس رات غیر حق میں مشغول تھا اس سبب سے تمام عالم میں ندا کرا دی گئی کہ سرہ گرامی مر گیا۔ فرمایا اگر کوئی چاہے کہ اس کی عظمت لوگوں کے دل نشین ہو تو یہ بات جب میسر ہو گی جب اس کا دل یاد حق میں مشغول ہو گا۔

فرمایا کہ مراقبہ کے واسطے درویش قبلہ روزانو ئے حرمت کے ساتھ بیٹھے بندہ نے عرض کیا کہ مرصاد العباد میں لکھا ہے کہ مراقبہ میں مشغول ہونے کے واسطے چار زانو بیٹھے۔ حضرت نے فرمایا میں اس طرح بھی بیٹھتا ہوں مگر جس طرح ذوق اس طرح حاصل ہوتا ہے اس طرح نہیں ہوتا اور زانو کھڑا کر کے اس پر سر رکھ کر بھی مراقبہ کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام فرید الدین اور مولانا بدرالدین اسحاق اسی طرح بیٹھتے تھے۔ فرمایا ایک دفعہ ایک درویش تنہا بیٹھے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا درویش نے کہا ابھی میں تنہا ہوا تھا کہ تو آ گیا اور یہ بیت کہی کہ بیت

اے نصیحت گو کجائی حاجت این جا آوری ۔۔۔ جائے خالی بود حاجتہائے خود گفتمش
گفت تنہائی بگفت آرے شدم تا آمدی ۔۔۔ سر بزانو بود دو رویشے یکے اندر رسید

فرمایا خلق کی چار قسمیں ہیں بعض کا ظاہر خراب اور باطن آراستہ اور بعض کا ظاہر آراستہ اور باطن خراب اور بعض کا ظاہر و باطن خراب اور بعض کا ظاہر و باطن آراستہ جن کا ظاہر خراب اور باطن آراستہ ہے یہ مجذوب لوگ ہیں اور جن کا باطن خراب اور ظاہر آراستہ ہے یہ دکھاوے کی عبادت کرنے والے ہیں اور جن کا ظاہر و باطن خراب ہے یہ عوام الناس ہیں اور جن کا ظاہر و باطن آراستہ ہے یہ مشائخین ہیں۔ قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص نماز یا ذکر میں حضور قلب کے ساتھ مشغول ہو تو اس کو مراقب کہہ سکتے ہیں اور اس کا مراقبہ متحقق ہے یا نہیں فرمایا از روئے لغت تو مراقبہ ہے لیکن اصطلاح مشائخ طریقت میں مراقبہ یہ ہے کہ دل جمال حق کا دیدار کرے اور دل کا عمل ایسا مخفی ہوتا ہے کہ جس کو صرف وہی جانتا ہے کہ میں کیا کرتا ہوں اور کیا جانتا ہوں اور کیا دیکھتا ہوں اور لوگ جانیں کہ وہ بیکار ہے حالانکہ وہ در کار ہے اور ظاہر ہے کہ نماز ذکر اس طرح کا مراقبہ نہیں ہے۔ فرمایا ذکر خفی مراقبہ سے ستر درجہ بالاتر ہے بزرگان فرماتے ہیں کہ مراقبہ دل کا خدا کو دیکھنا اور یہ جاننا ہے کہ خدا بندہ کے ظاہر و باطن سے مطلع ہے جب یہ علم اور یہ رویت بندہ پر اس قدر

مستولی ہوکہ اس کا دل مغلوب ہو جائے اور اپنا شعور نہ رہے تو اس کو ذکرِ خفی کہتے کسی شخص نے ایک بزرگ سے درخواست کی کہ جس وقت آپ خدا کے ساتھ مشغول ہوں اور میں یاد آجاؤں تو میرے واسطے دعا کرنا بزرگ نے فرمایا افسوس ہے اس وقت پر کہ میں خدا کے ساتھ مشغول ہوں اور پھر تو یاد آئے ۔فرمایا شیخ جلال الدین تبریزی فرماتے ہیں عبادت کے واسطے مسجد ہے اور ظاہر و باطن کی مشغولی کے واسطے خانقاہ ہے اور ہمدردی و دلداری کے واسطے خانہ نشینی ۔خانقاہ کے معنی بیت العبادت ہیں یعنی عبادت کا گھر کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا مِنْ اَھْلِ الْقَاہِ[1]۔ باطن کا تفرقہ بات کرنے سے پیدا ہوتا ہے اس واسطے چاہیئے کہ دل حق کے ساتھ مشغول ہو اور زبان دل سے اور دل حق استمداد کرے رابعہ بصری فرماتی ہیں شعر

اِنِّی جَعَلْتُکَ فِی الْفُوَادِ مُحَدِّثِیْ[2] وَاَبَحْتُ جِسْمِیْ مَنْ اَرَادَ جُلُوْسِیْ
فَالْجِسْمُ مِنِّیْ لِلْجَلِیْسِ مُوَانِسٌ وَحَبِیْبُ قَلْبِیْ فِی الْفُوَادِ اَنِیْسِیْ

فرمایا بعض بزرگان کا یہ مذہب ہے کہ اولیاء انبیاء سے افضل ہیں کیونکہ

---

[1] یعنی میں اہل عبادت سے ہوں۔ [2] میں نے تم کو اپنے دل میں اپنے سے بات کرنے والا بنایا ہے اور اپنے جسم کو ہم نشینوں کے واسطے مباح کر دیا ہے پس میرا جسم میرے ہم نشین کا مونس ہے اور میرا دلی دوست میرے دل کے اندر میرا مونس ہے۔

انبیاء کا زیادہ وقت لوگوں کے ساتھ مشغولی میں اور اولیاء کا زیادہ وقت مشغولی حق میں گزرتا ہے مگر یہ سمجھنا چاہیئے کہ انبیاء کا تھوڑا وقت بھی اولیاء کے تمام اوقات پر شرف رکھتا ہے۔ بندہ علی بن محمود جاندار عرض کرتا ہے کہ میں نے بارہا حضرت شیخ الشیوخ العالم خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کو مراقبہ میں دیکھا جس کا شمار نہیں کر سکتا! ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میں حضرت کی خدمت میں گیا دیکھا کہ برہنہ زانو کھڑا کئے ہوئے آنکھیں اوپر کئے تشریف رکھتے ہیں اور آپ کی آنکھیں نہایت سرخ ہیں بندہ نے دور ہی سے قدمبوسی کی اور یہ خیال کر کے کہ حضرت نے مجھ کو پہچان لیا پاس جا کر قدمبوسی کرنی چاہی کہ آپ نے فرمایا تو کون ہے میں نے یہ حال معائنہ کر کے الٹے پیروں ہٹنا چاہا کہ آپ نے آنکھیں مل کر مجھ کو پہچانا اور فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ گھر میں کیا کرتے ہو اور آپ کی آنکھیں اس طرح پھر رہی تھیں گویا مست ہیں۔ بندہ نے عرض کیا کہ جو کچھ مخدوم فرمائیں۔ فرمایا خدا کے ساتھ مشغول ہو بعد ازاں ارشاد کیا کہ درویش کو لازم کہ دل کو ماسوا اللہ سے خالی کر کے یہ تصور کرے کہ میں خدا کے سامنے حاضر ہوں اور اس مراقبہ پر ملازمت اختیار کرے بعد ازاں فرمایا کہ شغل تعلم سے نہیں ہے آسان ہاتھ نہیں آتا پھر فرمایا جاؤ جماعت خانہ میں یاران کے پاس بیٹھ جاؤ۔ دوبارہ ایسا موقعہ ہوا کہ میں بعد نماز ظہر کے گھر سے چل کر جب حضرت کے خطیرہ کے قریب

پہنچا تو اقبال خادم نے کہا اس وقت حضور تنہا تشریف رکھتے ہیں تم
جاکر زیارت کرو میں اندر گیا تو دیکھا کہ حضور اندر کی دہلیز میں روضۂ یاراں
کے پاس جو دو چبوترے ہیں ان میں سے اندر جانے کے وقت بائیں ہاتھ کے
چبوترے پر مراقبہ میں مشغول ہیں۔ میں نے جاتے ہی سر زمین پر رکھا پھر
دیکھا کہ آپ کی آنکھیں از حد سرخ ہیں اور ایسے وہ مشغول ہیں کہ مجھ کو نہیں
پہچانا میں نے اٹھنا چاہا جو آپ نے آنکھوں پر ہاتھ مل کر فرمایا بیٹھ جا
بندہ بیٹھ گیا۔ فرمایا ہماری کیا مشغولی ہے ایک آیا کچھ دیر اس کے ساتھ
مشغول ہوئے پھر دوسرا آیا مشغولی حضرت خواجہ قطب الدین کی تھی کہ ایسے
مشغول و مستغرق تھے کہ آنے والے کی خبر نہ ہوتی آنے والا بیٹھا رہتا
بڑی دیر کے بعد آپ اس کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے ہاں کیا کہتے ہو
وہ عرض کرتا کہ حضرت کی قدمبوسی کو آیا ہوں آپ فرماتے اچھا فاتحہ پڑھو
اور معذرت کے ساتھ رخصت فرماتے اور کسی کے ساتھ گفتگو نہ کرتے۔

فرمایا ایک دفعہ میں اور شیخ بدرالدین غزنوی سید امیر خورد کی خدمت
میں گئے وہ اس وقت مراقبہ میں مشغول تھے ہم دست بوسی کر کے بیٹھ گئے
شیخ بدرالدین نے کہنا شروع کیا کہ فلاں شہر میں میں نے فلاں بزرگ دیکھے
اور فلاں شہر میں فلاں بزرگ دیکھے میں نے کہا کہ ہم ایک بزرگ کے پاس
اس واسطے آئے کہ ان سے کچھ سنیں تم کو خاموش رہنا چاہیے مگر وہ کہے چلے

گئے یہاں تک کہ امیر خوردان کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ شیخ تم نے اتنے لوگ دیکھے کسی نے تم کو بھی دیکھا۔ فرمایا ہمارے وقت میں دو لقی ہیں ایک تو مولٰنا تقی الدین مجنوں دانشمند صالح اور باوقات شخص ہیں آنے والوں کی خدمت بھی کرتے ہیں اور لوگ ان کے شکر گزار ہیں دوسرے ایک بزرگ تقی الدین مصر میں ہیں وہ صاحب حال ہیں اور ہمیشہ مراقبہ میں مستغرق رہتے ہیں نہیں جانتے کونسا دن اور مہینہ وسال ہے۔ ایک شخص ان کے پاس کاغذ لایا اور کہا کہ اس پر نام لکھ دیجئے شیخ قلم اٹھا کر حیران رہ گئے خادم سمجھا کہ شیخ اپنا نام بھول گئے عرض کیا کہ حضرت کا نام محمدؐ ہے تب شیخ نے اپنا نام لکھا جمعہ کی نماز جامع مسجد گئے تو دروازہ پر حیران کھڑے ہو گئے تو خادم سمجھا کہ شیخ دایاں پیر اپنا بھول گئے ہاتھ سے پیر پکڑ کر عرض کیا کہ دایاں پیر یہ ہے تب شیخ نے مسجد کے اندر پیر رکھا فرمایا ایک دفعہ شیخ جلال الدین تبریزی نے شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے بیان کیا کہ میں نے شیخ فریدالدین عطار کو نیشاپور میں دیکھا تھا شیخ بہاء الدین نے سن کر فرمایا کہ جب خواجہ فریدالدین عطار ایسے شخص کی تلاش میں تھے تو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے ان کا پتہ کیوں نہ دیا۔ شیخ جلال الدین نے کہا جیسی مشغولی کہ میں نے شیخ فریدالدین عطار کی دیکھی ہے اس کے مقابلہ میں اور لوگوں کی مشغولی معزولی ہے۔ فرمایا اجودھن میں ایک طالب علم مجھ کو طعنہ دیا کہ تم

طالب علموں سے نکل کر ایسے بدحال ہو گئے اور مشائخ کی نسبت بھی کچھ کہا ہیں نے تحمل کیا پھر میں حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مکاشفہ سے تمام حال معلوم کر کے فرمایا کہ اگر کوئی طالب علم کسی طالب علم کو طعنہ دے تو اس کے جواب میں عین القضات کی یہ بیت پڑھ دے۔ **بیت**

نہ ہمرہی تو مرا راہ خویش گیر و برو   ترا سعادت بادا مرا نگوں سازی

فرمایا مولٰنا جمال الدین میرے یاران سے تھے علمی مشاغل کو چھوڑ مراقبہ میں مشغول ہوئے اور ایسی ترقی کی کہ جب میرے پاس آتے تو مشغولی برقرار ہوتی تھی اور اگر ان سے کوئی بات پوچھتے تو ٹھیک جواب نہ دے سکتے ایک دفعہ ان کی کوئی بات مجھ تک پہنچی میں نے ان سے تحقیق کیا تو انہوں نے یہ قسم کھائی کہ اگر یہ بات ٹھیک ہو تو مجھ کو اپنی مشغولی سے نفع نہ ملے میں نے کہا کیا تمہارے کھانے کو اور کوئی قسم نہ رہی تھی جو یہ قسم کھائی۔ **بیت**

نیک خواہاں دہند پند ولیک   نیک بختاں بوند پند پزیر

پھر انہیں دنوں بیمار ہو کر انتقال کیا اس کے بعد میں خدمت عالی میں حاضر ہوا تو قاضی محی الدین کاشانی علیہ الرحمۃ نے حضرت سے سوال کیا کہ مرید کو مراقبۂ ذات اور مراقبۂ رسول علیہ السلام اور مراقبۂ مرشد الگ الگ کرنے چاہئیں یا ایک ساتھ ہی فرمایا جمع بھی ممکن ہے اور الگ الگ بھی مفید

ہیں جمع اس طرح کہ مرید یہ سمجھے میں خدا کے سامنے حاضر ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے دائیں طرف ہیں اور مرشد بائیں طرف ہیں اور جو حرکت وسکنت اس سے وجود میں آئے یا خطرہ اس کے دل میں گزرے سب کو خدا کی طرف سے جانے۔ فرمایا ایک دفعہ مجھ کو اور شیخ جمال الدین ہانسوی اور خواجہ شمس الدین دبیر اور دیگر عزیزان کو ساتھ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین کی خدمت سے رخصت ہونے کا اتفاق ہوا تو شیخ جمال الدین وصیت کی درخواست کی کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب مرید کو شیخ رخصت کرتے ہیں تو خود وصیت فرماتے ہیں ورنہ مرید شیخ سے وصیت کی درخواست کرتا ہے حضرت شیخ الاسلام نے میری طرف اشارہ کرکے فرمایا اس کو خوش رکھنا۔ چنانچہ شیخ جمال الدین اس وصیت کے سبب سے مجھ پر بڑی مہربانی فرماتے اور ہم ایک دوسرے کی ہمراہی سے بہت خوش اور خواجہ شمس الدین معدنِ لطافت دکان ظرافت ہمارے ساتھ تھے یہاں تک کہ ہم موضع اگروہ کے قریب پہنچے یہاں کا حاکم شیخ جمال الدین کے یاران سے تھا ہمارے استقبال کو آیا اور بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ اپنے مکان پر لے گیا، تکلف سے مہمانی کی بعدازاں شیخ جمال الدین نے فرمایا کہ اب ہم کو اجازت دو اس نے عرض کیا کہ اجازت جب ہوگی جب مینہ برسے گا کیونکہ ان دنوں بارش نہ ہونے سے قحط کا اندیشہ ہے شیخ نے زبان سے کچھ نہ فرمایا مگر

دل میں توجہ کی چنانچہ رات ہی کو اس قدر مینہ برسا کہ تمام ملک سیراب ہوگیا صبح کو سب یاران کی سواری کی واسطے گھوڑے حاضر کئے گئے میرا گھوڑا نہایت سرکش و بدلگام تھا تمام یاران تو آگے چلے گئے اور میں اکیلا جنگل میں رہ گیا گھوڑے نے مجھ کو تکلیف پہنچائی میں اس پر سے گر کر بے ہوش ہوگیا مگر اس بے ہوشی میں بھی شیخ کی یاد میرے دل میں تھی اور جب میں ہوش میں آیا تو میری زبان پر حضرت کا نام جاری تھا میں نے خدا کا شکر کیا اور قوی امید ہوئی کہ آخیری وقت بھی حضور کا نام میری زبان پہ ہوگا اور یہ تمام ثمرہ مراقبہ شیخ کا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نِعْمَائِہٖ اسی سفر میں جب ہم دو راہے پر پہنچ کر خواجہ شیخ جمال الدین سے جدا ہوئے کیونکہ یہاں سے ایک راستہ سامانہ کو جاتا تھا شیخ جمال الدین نے یہ بیت پڑھی **بیت**

یارِ قدیم راستی می بُردی ۔۔۔ و او تو مقیم راستی می بُردی

سُبْحَانَ اللّٰہِ اس وقت کا میں کیا بیان کروں کہ کیا تھا۔

فرمایا میں بارہ سال کی عمر میں علم نعمت پڑھتا تھا ایک شخص ابوبکر قوال میرے استاد کے پاس ملتان کی طرف سے آیا اور بیان کرنے لگا کہ میں نے شیخ بہاءالدین زکریا کو سماع سُنایا اور یہ قول پڑھا۔ **شعر**

لَقَدْ لَسَعَتْ حَیَّۃُ الْھَوٰی کَبِدِیْ ۔۔۔ فَلَا طَبِیْبَ لَھَا وَلَا رَاقِ

اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ شُغِفْتُ بِہٖ ۔۔۔ عِنْدَہٗ رُقْیَتِیْ وَتِرْیَاقِیْ

بعدازاں شیخ بہاء الدین زکریا کے مناقب بیان کرنا شروع کیئے کہ اس قدر عبادت کرتے اور اوراد پڑھتے ہیں مگر ان باتوں نے میرے دل پر کچھ اثر نہ کیا۔ قوال کہنے لگا کہ پھر میں اجودھن گیا وہاں ایک ایسے بادشاہ دیکھے کہ جن کی تعریف سے زبان قاصر ہے۔ الغرض جب میں نے حضرت شیخ شیوخ العالم کا نام نامی میں نے سنا تو خود بخود ایک محبت دل میں پیدا ہوئی اور ایسی بڑھی کہ ہر فرض کے بعد دس بار شیخ فریدالدین اور دس بار مولانا فریدالدین صاحب پڑھتا تھا اور پھر میرے یاروں کو بھی اس محبت کی خبر ہوئی تو جب وہ مجھ سے کوئی بات دریافت کرتے یا مجھ کو قسم دیتے تو مجھ سے کہتے کہ شیخ فریدالدین کی محبت کی قسم کھاؤ۔ القصہ جب میں بداؤں سے دہلی کو روانہ ہوا تو ایک بوڑھا عزیز عوض نام میرے ساتھ ہولیا جہاں کہیں خوف و خطر کا موقعہ ہوتا وہ کہتا کہ اے پیر حاضر باش ما در پناہ تومی روئیم میں نے پوچھا کہ تمہارے پیر کون ہیں کہا کہ شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہٗ فرمایا اس وقت میرا ذوق شوق ایک گونہ موکد ہوگیا الحمد للہ علیٰ نعمائہ۔ فرمایا ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ مہیب صورت میرے پیچھے دوڑا اور میری ہلاکت کا قصد کیا میں بھاگا یہاں تک کہ بھاگتے بھاگتے عاجز ہوا اور زنگی پیچھے سے ہے تب مجھ کو حضرت شیخ یاد آئے ادھر میں نے فریاد کی کہ یا شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہٗ کہا پھر اٹھا چلا گیا الحمد للہ کہ میں نے اس کے زنگی کھڑا ہوگیا او

شر سے خلاصی پائی۔

فرمایا ایک شخص محمد نیشاپوری شیخ الاسلام حضرت شیخ فریدالدین کے مرید تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ہندوؤں کے ملک میں رہتا تھا ایک دفعہ راستہ میں جا رہا تھا اور کوئی ہتھیار بھی میرے پاس نہ تھا کہ ایک ہندو تلوار کھینچ کر میرے آگے آیا میں دوڑا اور میں نے کہا یا شیخ حاضر باش کہ فوراً ہندو کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور تھر تھر کانپنے لگا کہ مجھ کو اماں دو میں حیران ہوا کہ یہ کس چیز سے اماں مانگتا ہے پھر اس نے کہا کہ مجھ کو اماں دو میں نے کہا تجھ کو اماں دی اور اس کی تلوار بھی اٹھا کر اس کے حوالہ کی وہ اپنے رستہ چلا گیا اور میں اپنی راہ چلا آیا۔ فرمایا چند لوگ سفر کو چلے تو خواجہ ابوالحسن خرقانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم سفر کو جاتے ہیں اور قزاقوں سے ڈر لگتا ہے خواجہ نے فرمایا کہ جب ڈر لگے تو یہ کہنا کہ یا شیخ ابوالحسن خرقانی خدا کی قسم ہے اس کہنے سے تم اس خوف سے نجات پاؤ گے بعض لوگوں نے تو اس بات کو قبول کیا اور بعض منکر ہوئے اور سب نے سفر کیا راستہ میں قزاق پیش آئے تو منکروں نے خدا کو یاد کیا اور لٹ گئے اور جن لوگوں نے خواجہ کو یاد کیا تھا ان کی جان و مال محفوظ رہی۔ پھر جب یہ لوگ واپس حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سارا واقعہ عرض کر کے اس کی حقیقت دریافت کی حضرت نے فرمایا کہ جن لوگوں نے خدا کو یاد کیا انہوں نے وہ نام لیا

جس کے مسمیٰ کو وہ نہیں جانتے تو گویا انہوں نے اس کو یاد ہی نہیں کیا اور جنہوں نے میرا نام لیا انہوں نے وہ نام لیا جس کے مسمیٰ کو پہچانتے ہیں اور وہ عارف باللہ ہیں تو گویا انہوں نے خدا ہی کو یاد کیا اور اسی سبب سے نجات پائی۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

باب صحبت کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم قطب اوتاد بنی آدم حضرت خواجہ الحق والشرع والملۃ والدین انار اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ صحبت کے واسطے ضروری ہے کہ جب کسی کے پاس بیٹھے تو اپنے دل پر نظر کرے اگر اچھا اثر دیکھے تو جان لے کہ یہ شخص اچھا ہے ورنہ نہیں اور اسی کے متعلق حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی ایک حکایت بیان فرمائی کہ بیابان میں ایک درویش سے ملے تو پوچھا کہ اگر کوئی شخص مقدس صورت تسبیح ہاتھ میں مصلّیٰ کندھے پر اہل سنت وجماعت کا لباس پہنے سامنے آئے اور درحقیقت وہ شیطان ہو تو کیوں کر معلوم کرے درویش نے فرمایا اے شہاب الدین اس کی ملاقات کے بعد اپنے دل میں غور کرے کہ کیا بات معلوم ہوتی ہے پھر اسی بات سے اس کی حقیقت معلوم کرے۔ بیت

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت
ورتو نہ رمید زحمت آب وگلت

با آن منشین جان عزیزم زنہار　　　　زیرا نہ کند جان عزیزان بجلت

فرمایا اسی سبب سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان سب سے زیادہ قوی ہے کیونکہ ان کو سیّدِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شرف صحبت حاصل ہوتا تھا جو دوسروں کو میسر نہیں ہے۔ فرمایا مشائخ کا طریقہ ہے کہ جب کسی کا حال دریافت کرتے ہیں تو یہ پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کن لوگوں کے ساتھ صحبت رکھتا ہے اور اسی سے معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے شیخ ابو سعید ابوالخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ **بیت**

باعاشقان نشینی وہم عاشقی گزین　　　　اے ہر کہ نیست عاشق باو مشو قرین

حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَّنْ یُّخَالُ مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی سے زیادہ میل جول رکھتا ہے اس کی خو خصلت بھی اس کے اندر آجاتی ہے اس واسطے لازم ہے کہ اپنے سے بہتر شخص کے ساتھ صحبت اختیار کرے تاکہ اخلاق فاضلہ میں ترقی ہو حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا انسانی طبیعت میں یہ بات داخل ہے کہ اپنے بہتر کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ بعدازاں فرمایا کہ فرزند کی محبت بھی وہ ٹھیک ہے جو دین کے موافق ہو اور دینی محبت طبعی محبت پر غالب رہے پھر اس کے موافق یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک عالم کا فرزند تھا ہر روز مدرسہ میں جا کر طالب علموں کو سبق پڑھاتا تھا اتفاقاً شراب نوشوں

کی صحبت میں جا پھنسا اور خود بھی اس علت میں گرفتار رہا جب باپ کو
خبر ہوئی تو دینی جوش اور مذہبی محبت کے باعث بیٹے سے ترک تعلق کیا
اور بددعا دی جو قبول ہوئی اور بیٹا بیمار پڑا باپ اس کی عیادت کو نہ گئے
آخر ایک روز بیٹے نے باپ کو عریضہ لکھا جس میں ایک رباعی بھی مندرج تھی
جس کا آخری شعر یہ ہے۔ **شعر**

بارے بہ نظارہ من اے شمع بیا　　　کہ من نفسی دار بدستے مانہ دست

باپ نے اس کے جواب نے لکھا کہ تو نے جو تقویٰ کا لباس ترک کیا لہذا
تو اس لائق نہیں ہے کوئی شخص بھی تیرے پاس آئے اور میں نہ آیا ہوں
نہ آؤں گا۔ **بیت**

روزی چنان بدی کہ کس چون تو نبود　　　امروز چنان شدی کہ کس چون تو مباد

فرمایا مرد وہی لوگ ہیں جو حق کی راہ میں نہ غیر کی رعایت کرتے ہیں نہ فرزند
کی ایک درویش　　مجلس میں حاضر تھے یہ آیت پڑھنے لگے۔ لَا
تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ
حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ
اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ۔ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ مومن لوگ
خدا اور رسول کے خلاف کرنے والوں سے محبت نہیں کرتے اگر وہ ان کے
باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ آیت جو ہر محل اور موقعہ

کے موافق تھی حضور نے بہت تحسین فرمائی اور نہایت شوق سے سنی،
فرمایا اخوت دو قسم کی ہے ایک نسبی اور ایک دینی اور یہی قوی تر ہے کیونکہ
دو بھائیوں میں سے ایک اگر کافر اور ایک مومن ہو تو ایک کو دوسرے
کی میراث نہ ملے گی اس واسطے یہ اخوت ضعیف اور دینی اخوت قوی ہے
کیونکہ دینی بھائیوں کے درمیان جو پیوند ہے وہ دنیا و آخرت میں قائم رہے گا
پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ
اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ۔ یعنی قیامت کے روز متقیوں کے تمام دوست آپس
میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ بیت

ترا دشمنانند این دوستان کہ آرندۂ بادہ بوستان

فرمایا کہ جس مجلس میں سلطان قطب الدین سے میری ملاقات ہوئی ہے میں
نے اس کے آگے یہ حدیث پڑھی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ مَا مِنْ صَاحِبٍ یَصْحَبُ صَاحِبَهٗ وَلَوْ سَاعَةً مِّنْ
لَیْلٍ اِلَّا سَاَلَهُ اللّٰهُ مِنْ صُحْبَتِهٖ هَلْ اَدّٰی فِیْهَا حَقَّ اللّٰهِ اَمْ لَا
یعنی جو شخص کسی کی صحبت میں ایک گھڑی بھی بیٹھے گا خدا اس سے پوچھے گا
کہ اس صحبت میں خدا کا حق بھی ادا کیا یا نہیں۔ فرمایا شیخ شہاب الدین
سہروردی حجاز کی طرف سفر کر رہے تھے کہ اثناء راہ میں ایک درخت کے
نیچے اتر کر سر برہنہ کیا اور درخت کو دیکھنے لگے کسی نے سبب پوچھا فرمایا

کہ ایک دفعہ ایک بزرگ اس درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی نظر اس پر پڑی ہیں نے اسی واسطے سر برہنہ کیا کہ یہ درخت تمام انبیاء کا نظر یافتہ ہے۔ فرمایا شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہٗ کسی کو چلّہ نشینی کا حکم نہ فرماتے بلکہ یہ فرماتے اگر تم اس درویش کی صحبت چلّہ نشینی سے کم سمجھتے ہو تو چلہ میں بیٹھو۔ **بیت**

راہ رواں کہ ملائک بینند　　　　درر کشف از کشفے لم بینند

کہتے ہیں کہ ایک جانور پانی سے باہر نکل کر انڈے دیتا ہے اور جب تک بچہ پیدا نہیں ہوتا انڈے کو دیکھتا رہتا ہے خداوند تعالیٰ اس کی نظر کی تاثیر سے بچہ پیدا کر دیتا ہے۔ فرمایا اگر صاحب دل مل جائے تو اس کی صحبت اختیار کرے ورنہ اپنے وقت کو ضائع کرنا برا ہے بندگان خدا کو خدا ہی کے واسطے پسند کرتے ہیں **شعر**

وَاِذَا صَفَا لَكَ مِنْ زَمَانِكَ وَاحِدٌ

فَهُوَ الْمُرَادُ وَاَیْنَ ذَاكَ الْوَاحِدُ

فرمایا ابوبکر طنائی فرماتے ہیں کہ خدا کی صحبت اختیار کرو اور اگر یہ تم سے نہ ہو سکے تو ان لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو خدا کی صحبت میں رہتے ہیں تا کہ

لہ اور جب تجھ کو تیرے زمانہ میں ایک شخص بھی خدا والا معلوم ہو تا پس وہ ایک ہی مراد و مقصود ہے پس دیکھ کہ وہ ایک کہاں ہے یعنی اس کی صحبت اختیار کر۔

ان کی برکت سے تم کو بھی خدا کی صحبت نصیب ہو فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ راہ خدا میں محبت کرنے یاقوت سرخ کے منارہ پر ہوں گے اور اس منارہ کے اوپر ستّر ہزار غرفے ہیں جب یہ محبت والے اس منارہ پر کھڑے ہوں گے تو جنّت والوں کی نظر میں اس طرح چمکیں گے جیسے اہل دنیا کے سامنے سورج چمکتا ہے سبز سندس کے کپڑے پہنے ہوں گے اور ان کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ یہ لوگ ہیں راہِ خدا میں محبت کرنے والے فرمایا شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے رب کو مدینہ کی گلیوں میں پھرتے ہوئے دیکھا کسی نے پوچھا کہ کیونکر دیکھا فرمایا ایک دفعہ میں بازار میں جارہا تھا کہ ایک مسکین مجھ کو ملا میں اس کی صحبت میں رہا اور سمجھ گیا کہ خدا اس کے ساتھ ہے کیونکہ اس نے فرمایا ہے اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ یعنی میں شکستہ دلوں کے پاس ہوں اور محبت کی شرط یہ ہے کہ صحبت میں اپنا لطف نہ ڈھونڈے کیونکہ تمام آفتیں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

باب ۱۸ صبر و شکر اور فقر کے بیان میں

شیخ الاسلام حضرت خواجہ نظام الحق والملۃ والدین قدس اللہ سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر صابر غنی شاکر پر رجحان رکھتا ہے کیونکہ غنی سے شکر پر مزید نعمت کا وعدہ کیا گیا ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

اور فقیر کو صبر پر معیّت کی بشارت دی گئی ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ؕ
تواب دیکھ لو کہ دونوں باتوں میں کتنا فرق ہے قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ
اللہ علیہ نے سوال کیا کہ ایک آیت میں اس طرح آیا ہے وَھُوَ مَعَکُمْ
اَیْنَ مَا کُنْتُمْ یہ عام ہے اور وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ؕ خاص ہے۔ پھر
دونوں میں کیا فرق رہا فرمایا عام کے واسطے مجرد معیّت ہے یعنی معیّت علم
اور خاص کے واسطے تراضی کی معیّت ہے یعنی ان کو راضی اور خوش کرے گا۔

فرمایا ایک اَلصَّبْرُ عَنْھُنَّ ہے اور اَلصَّبْرُ عَلَی النَّارِ ہے یعنی
ایک عورت سے صبر کرنا ہے کہ جس کسی عورت کی طرف کچھ میلان اور کشش ہو
اس کے واسطے صبر بہتر ہے پھر اگر عورت میسر ہوا ور اس کی بلاؤ مصیبت میں
پھنس جائے تو اس کے اوپر صبر کرے اور اگر زنا کا مرتکب ہو جائے تو
اس وقت اَلصَّبْرُ عَلَی النَّارِ یعنی دوزخ پر صبر کرنا چاہیئے۔ صبر کی یہ تین
قسمیں ہیں۔ فقر و غنا کی فضیلت میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ خواجہ
جنید اور ابراہیم خواص اور اکثر علماء کے نزدیک فقر غنا سے افضل ہے
اور فقر یہ ہے کہ صبر کی تمام شروط پر قائم رہے ابو العباس بن عطا ان
کے خلاف غنا کو افضل کہتے ہیں اور یہ آیت ان کی حجت ہے وَوَجَدَکَ
عَائِلًا فَاَغْنٰی۔ اگر تو انگری افضل نہ ہوتی تو خداوند تعالیٰ بندہ پر
اس کا احسان نہ جتاتا اور خواجہ جنید وغیرہ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف

آیا ہے کہ لِکُلِّ رَجُلٍ حِرْفَتٌ وَحِرْفَتِی الْفَقْرُ وَالْجِهَادُ فَمَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ یعنی ہر شخص کے لئے ایک حرفہ ہوتا ہے اور میرا حرفہ فقر اور جہاد ہیں جس نے ان دونوں میں محبت کی اس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا۔ شیخ جنید نے ابو العباس کے حق میں بددعا کی اور خدا نے ان کو ایک مصیبت میں مبتلا کیا اور وہ اپنے فعل سے باز آئے کہتے یہ اختلاف پہلے زمانہ میں تھا کیونکہ لوگوں کے پاس زیادہ تر حلال کے مال تھے اور ہمارے زمانے میں تو اکثر لوگوں کے پاس حرام اور مشتبہ اموال ہیں پس بلا اختلاف غنیٰ سے فقر افضل ہوگا۔

فرمایا شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہٗ کبھی قرض نہ کرتے جو کچھ آتا فوراً خرچ فرماتے ورنہ صبر کرتے آخر کچھ نہ کچھ غیب سے موجود ہوتا اور فرماتے جو شخص اس فقیر کا مرید ہو اس کو قرض نہ لینا چاہیئے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور میں کاتب ہوں وقت بے وقت کاغذ و سیاہی کی ضرورت پڑجاتی ہے فرمایا کہ تمہارے واسطے تین درم لینے کی اجازت ہے۔ کسی نے شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس سرہٗ سے دریافت کیا کہ حضرت شیخ الاسلام اور دسترخان شیخ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہٗ کے پاس پیالہ تھا۔ فرمایا نہیں حضرت نہایت تجرید کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک بقال آپ کے

ہمسایہ میں رہتا تھا۔ جب ضرورت ہوتی تو قرض لے لیتے اور بقال سے فرما دیا تھا کہ جب تمہارے تین سو درم ہو جائیں تو پھر قرض نہ دینا اور جب آپ کی خدمت میں فتوح آتی قرض ادا کر دیتے آخر آپ نے قرض لینا بھی چھوڑ دیا ایک کاک آپ کے مصلے کے نیچے سے برآمد ہوتا اور سب گھر کے لوگ اس کو ہی نوش کرتے۔ بقال یہ سمجھا کہ حضرت مجھ سے ناخوش ہیں جو قرض منگوانا چھوڑ دیا آخر اس نے اپنی بیوی کو حضرت کے گھر میں بھیجا اور حضرت اہل خانہ نے کاک کا واقعہ اس کے سامنے بیان فرمایا دوسرے روز کاک پیدا نہ ہوا حضور نے اہل خانہ سے فرمایا کہ تم نے کسی سے ذکر کیا تھا انہوں نے کہا کہ ہاں بقال کی بیوی آئی تھی میں نے اس کے آگے ذکر کر دیا فرمایا کہ بلا نازل ہونے سے پہلے دعا کرنی چاہیئے ورنہ جب بلا نازل ہو گئی پھر دعا کارگر نہیں ہوتی اور جس وقت بلا اترتی ہے اور دعا اوپر جاتی ہے تو دونوں آپس لڑنے لگتی ہیں اور اگر دعا قوی ہے تو وہ بلا کو واپس کر دیتی ہے ورنہ بلا آجاتی ہے۔ جب تاتاریوں نے خروج کیا ہے تو وہاں کے بادشاہ نے حضرت شیخ فریدالدین عطار سے دعا کے واسطے درخواست کی آپ نے فرمایا دعا کا وقت گیا اب رضا کا وقت ہے فرمایا نزول بلا کے بعد بھی دعا کرنی چاہیئے اس لئے کہ دعا سے اگرچہ بلا دفع نہیں ہوتی مگر اس کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جو خواجہ عطار کی شہادت کے وقت

ان کی خانقاہ میں موجود تھا کہتا ہے جب ترک آپ کی خانقاہ میں گھسے تو آپ سترہ یاران کے ساتھ قبلہ رو بیٹھے تھے۔ ترکوں نے قتل کرنا شروع کیا آپ نے فرمایا یہ کیا جباری ہے یہ کیا قہاری ہے پھر جب ترکوں نے آپ کو شہید کیا تو فرمایا یہ کیا احسان ہے **بیت**

اگر خواہی کہ بندہ گردد   چنان کن یار خواہد آنچنان باش
چو گستردم باش در عیبت کسان کور   چو پیش یاران بے زبان باش

فرمایا تمام کام خدا کے سپرد کر دینے چاہئیں **بیت**

بگزاشتہ ام مصلحت خویش بدو   تا زندہ کند یا بکشد اودا اند

فرمایا ایک درویش نے خواب میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے دریافت کیا کہ خلاصہ درویشی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اَلثِّقَۃُ[1] بِاللّٰہِ وَالْاِعْتِمَادُ عَلَی اللّٰہِ حضرت نے فرمایا اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ اگر آدمی اپنے چاہنے سے خدا تک پہنچ جاتا تو درگاہ حق نہ رہتی۔ جو خدا تک پہنچتا ہے خدا کے چاہے پہنچتا۔ فرمایا دہلی میں دو سال پانی نہیں برسا شیخ نظام الدین ابوالمؤید دعا کے واسطے شہر سے باہر تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر کہا کہ لوگو میں دعا کے واسطے نہیں آیا ہوں مجھ کو صرف ایک خواب بیان کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ایک باغ میں گیا

---

[1] یعنی خدا پر بھروسا اور اعتماد رکھنا۔

دیکھا کہ تمام درخت خشک ہو رہے ہیں نہ سرسبزی ہے نہ شادابی ہے اتنے
میں ایک شخص آیا میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے انھوں نے کہا کہ باغ
کا مالک یہی ہے میں نے کہا کہ یہاں تمہارے درخت خشک ہو رہے ہیں
پانی کیوں نہیں دیتے اس نے کہا میرا پانی اور میرا ہی باغ تجھ کو ان فضول
باتوں سے کیا کام یہ فرما کر آپ منبر سے نیچے اتر آئے اور اس سال کبھی بارش
نہ ہوئی فرمایا ایک استراحت کے وقت جو میں شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہٗ
کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ جس کمبل پر آپ دن کو تشریف رکھتے تھے
وہی پلنگ پر بچھا ہے اور پیروں تک نہیں پہنچتا وہاں چادر رکھی ہے کہ اگر چادر
کو اوڑھیں تو وہ جگہ بغیر بستر کے رہ جائے۔ اور حضرت شیخ الاسلام قطب الدین
بختیار کاکی کا عصا سرہانے رکھ لیتے اور جب اٹھتے تو ہاتھ سے اس پر سہارا
لیتے اور اس کو بوسہ دیتے اخیر وقت میں بھی آپ کے ہاں از حد عسرت تھی یہاں
تک کہ ماہ رمضان میں بھی جو کھانا حاضرین کے واسطے آتا وہ ان کو کافی نہ ہوتا
میں نے ایک شب بھی سیر ہو کر نہ کھایا اس کے علاوہ اور جو مجاہدے حضور نے
کئے ہیں کس کی طاقت ہے کہ ان کو کر سکے۔ **بیت**

گر صورت فقر از پردہ بیروں آید — صد چوب بسر آدم تاج کم اندازد
فقر است چنیں والا کانجا نرسد سودا — گر مرغ پر دآنجا در حال پر اندازد

فرمایا کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانے ایک سال خربوزوں کی اس

قدر ارزانی ہوئی کہ ایک من خربوزے دو حبتیل کے آتے تھے مگر ساری فصل ہی ہم کو ایک دفعہ بھی کھانے کا موقع نہ ہوا اور یہ خیال تھا کہ یہ فصل بغیر کھائے ہی گزر جائے تو بہتر ہے ۔ انسان کو جس چیز کا خیال ہوا اور پھر میسر نہ ہو تو اس کو رنج ہوگا اور جب خیال نہ ہو تو رنج بھی نہ ہوگا ۔ الغرض جب فصل آخر ہوئی تو ایک شخص کچھ روٹیاں اور خربوزے لائے اور بس یہی ایک دفعہ کھانے کا اتفاق ہوا ۔

قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا امام غزالی علیہ الرحمۃ کتاب اربعین کے خاتمہ میں لکھتے ہیں کہ اگر تو نے مال وجاہ کثیر حاصل کیا تو پھر کیا تمام بادشاہوں اور دولت مندوں کی طرح اس کو چھوڑ کر چل دے گا ۔ وہ دولت حاصل کرنی چاہیئے جس کے سبب سے دونوں جہان میں عزت نصیب ہو اور وہ دولت یہی ہے کہ سب کی طرف سے دل ہٹا کر مطلوب اصلی و مقصود حقیقی کی طرف متوجہ ہو ۔ فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور ان کے فقیر پاکیزہ دلی کو ملاحظہ کر کے فرمایا کہ اے اصحاب صفہ تم کو خوش خبری ہو کہ اس موجودہ حالت پر تم میں سے جو شخص آئندہ بخوش دلی قائم رہے گا وہ قیامت کے روز میرے رفیقوں میں سے ہوگا ۔ فرمایا ابتدائے میں اکثر ہمارے ہاں فاقہ رہتا تھا تو ایک درویش نے مجھ سے کہا

کہ جس رات تم کو فاقہ ہو میرے واسطے ایمان کی دعا کرنا کیونکہ وہ رات شب معراج ہے جس کی تعریف بیان ہونی ممکن نہیں ۔ بیت

با فاقہ و فقر ہمنشینم کردی ۔ بے خویش و قرابت و قرینم کردی
این مرتبۂ مقربان درگاہ ہست ۔ آخر بچہ خدمت این چنینم کردی

فرمایا ایک درویش نہایت فقر و مسکنت کے ساتھ راستہ میں جا رہے تھے خواجہ محمود میرے ساتھ تھے ایک دانگ ان کی نذر کرنے لگے درویش نے کہا کہ آج میں سیر ہو کر کھانا کھا چکا ہوں اس واسطے مجھ کو آپ کے دانگ کی ضرورت نہیں ہے ۔ بیت

در حادثات تنگری در حال صوفیان ۔ کز بود غم خورند و زنا بود شادمان
زا لبشان تشنو حقیقت فقر از برائے آنکہ ۔ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

فرمایا حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی نے بڑا مجاہدہ اختیار کیا تھا تمام خلق سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے اور عبادت میں مشغول ہوئے اس پہاڑ کے پتھر سیاہ تھے کسی نے آپ سے کہا کہ آپ اس پہاڑ میں رہتے ہیں پھر یہ پہاڑ سیاہ کیوں ہے آپ نے دعا کی اسی وقت تمام پہاڑ سفید ہو گیا ۔ یہ کرامت بہت بڑے مجاہدے کے بعد حاصل ہوتی ہے معلوم نہیں کہ آپ کا قرار کس جگہ بنتا ہے سب سلطنت چھوڑ کر ہیزم کشی اختیار کی تھی ۔ مصرع تا خاک نہ گردی نبو آنے نہ دہند ۔

پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ دعا بہت پڑھتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِی الزُّمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ۔ وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ [1]

باب ۱۹ توکل، وجہ حلال اور خوف و رجا ورضا کے بیان میں

فرمایا کہ توکل کے تین مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے دعوی کے واسطے کسی کو اپنا وکیل کرتا اور یہ وکیل عالم بھی ہو اور اس کا دوست بھی ہو تو اس شخص کو بھروسا ہوگا کہ میں نے ایسے شخص کو وکیل کردیا ہے جو مقدمہ کی کارروائی سے خوب واقف اور میرا دوست ہے۔ میرا کام اچھی طرح انجام دے گا۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ شیر خوار بچہ کا توکل اس کی ماں پر ہوتا ہے۔ بچہ یہ سوال نہیں کرتا کہ فلاں فلاں وقت مجھ کو دودھ دیجو صرف اس کے دل میں ماں پر بھروسہ ہوتا ہے۔ تیسرا مرتبہ توکل کا یہ ہے کہ مُردہ غسّال کے آگے پڑا ہے مردے میں کچھ حس و حرکت نہیں ہے غسّال جس

---

[1] اے اللہ مجھ کو مسکینی کے ساتھ رکھ اور مسکینی کے ساتھ مجھ کو موت دے اور مسکینوں کے زمرہ میں میرا حشر کیجو۔

طرح چاہے اس کو الٹ پلٹ کرلے یہ مرتبہ سب سے بلند و برتر ہے۔ فرمایا امام حسین علیہ السلام سے ابوذرؓ نے عرض کیا کہ فقر کو تونگری پر اور مرض کو صحت پر پسند کرتا ہوں حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوذر میں تو اسی حالت کو پسند کرتا ہوں جو خدا نے میرے واسطے پسند کی۔ فرمایا پہلے درویشوں کا یہ طریقہ تھا کہ جب کسی خوش آب وہوا مقام میں پہنچتے سکونت اختیار کرتے چنانچہ شہر بداؤں میں ایک درویش تھے شہر کے باہر رہتے تھے میرا کبھی کبھی ان کی طرف گزر ہوتا۔ ایک دفعہ میں نے پوچھا کہ اس شہر میں آپ کے مقیم ہونے کا کیا سبب ہے۔ فرمایا ایک شخص سفر میں میرے ہمراہ آیا تھا۔ جب ہم یہاں پہنچے تو اس نے کہا کہ یہاں ٹھہرے رہو میں شہر میں ہو آؤں پھر اس وقت سے وہ واپس نہیں آیا اور میں اب تک اس کا منتظر ہوں وہ کے سبب سے کہیں جا نہیں سکتا۔ حضرت فرماتے ہیں ان بزرگ کا معاملہ درست تھا تمام خلائق شہر ان کی طرف متوجہ ہوگئی اور اسباب معاش فراواں ہوا۔ اس زمانے میں برعکس معاملہ ہے کہ لوگ اسباب پر نظر رکھتے ہیں اور یہ ان کی کوتاہ نظری ہے۔ فرمایا کہ ایک بزرگ کو میراث میں بہت سا مال پہنچا دعا کی کہ خداوندا میں اس مال کو کہاں رکھوں اگر اپنے پاس رکھتا ہوں تو دل اس میں پھنسا رہے گا بہتر یہی ہے کہ تیرے سپرد کردوں اور پھر وہ تمام مال خدا کے بندوں کو خیرات کردیا اس کے بعد اگر ان کو دس

روپیہ کی ضرورت ہوتی یا سو کی یا ہزار کی تو اسی وقت آجاتے قاضی محی الدین کاشانی علیہ الرحمۃ نے یہ آیت پڑھی رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا[1] حضرت بہت خوش ہوئے اور نہایت تحسین فرمائی۔ فرمایا خواجہ ابراہیم بن ادہم سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کو اسم اعظم یاد ہے بتائیے تو کیا ہے فرمایا معدہ کو لقمۂ حرام سے پاک رکھو اور دل کو دنیا کی محبّت سے خالی کرو پھر جس نام کے ساتھ خدا کو یاد کروگے وہی اسم اعظم ہے۔ فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے دس روپیہ کا کپڑا خریدا جن میں ایک روپیہ حرام کا ہے تو جب تک یہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اس کی نماز مقبول نہ ہوگی۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے یہ حدیث بیان کرنے کے وقت اپنی دونوں انگلیاں کانوں سے لگا کر کہا کہ یہ دونوں کان بہرے ہوجائیں اگر میں نے رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ حدیث نہ سنی ہو۔ فرمایا ایک دفعہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عمر کو کوئی چیز دینے لگے تو حضرت عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے پاس تو یہ چیز ہے آپ کسی اور فقیر کو عنایت کیجئے حضورؐ نے فرمایا جب تم کو بغیر مانگے کوئی چیز دی جائے تو اس کو رد نہ کرو۔ اگر ضرورت ہو تو اپنے پاس رکھو ورنہ کسی کو دے دو۔ فرمایا بعض مشائخ نے چاندی قبول نہیں کی ہے کیونکہ اس کے قبول کرنے میں

---

[1] مشرق و مغرب کا پروردگار اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم اسی کو اپنا وکیل یعنی کارساز بناؤ۔

بہت سی شرائط ہیں۔ لینے والا یہ سمجھے کہ خدا سے لیتا ہوں۔ فرمایا کوئی شخص کسی کو سیّد سمجھ کر اور اس کے شانوں پر گیسو دیکھ کر اس کو نذر دیتا ہے جبکہ اگر وہ سیّد نہیں ہے تو یہ نذر اس کو لینی حرام ہے۔ فرمایا جو درویش طاعت وعبادت میں مصروف ہے بیت المال میں اس کا کچھ حق نہیں ہے جو درویش کہ تعلیم و تعلّم یا درس و تدریس کا سلسلہ نہیں رکھتے جس میں مسلمانوں کا نفع ہے ان کو بیت المال سے کیا تعلق درویشوں کی روٹی زنبیل گردانی سے ہونی چاہیئے۔ بغداد میں اب تک درویشوں کی زنبیل پھرتی ہے اور اجودھن میں حضرت شیخ فریدالدینؒ کی بھی زنبیل بھی پھرتی تھی۔ فرمایا ایک بزرگ نے اپنے حجرے کے آگے ایک طاق مقرر کر رکھا تھا جو شخص ان کے پاس فتوح لاتا اس طاق میں رکھ دیتا جب شام ہوتی سب مریدوں کو اکٹھا کرتے اور تقسیم کر دیتے۔ ایک روز کسی نے عرض کیا یا حضرت کہ اگر اپنے روبرو آپ نذر قبول فرمایا کریں تو بہت بہتر ہو۔ بزرگ نے جواب دیا اگر چہ میں اپنے سامنے نذر قبول کروں گا تو لانے والوں کی محبت میرے دل میں پیدا ہوگی اس واسطے میں نے طاق مقرر کر دیا ہے تاکہ مجھ کو خبر نہ ہو کہ کون لایا اور کون نہیں لایا۔ فرمایا ایک شخص حضرت شیخ الاسلام شیخ فریدالدین کی خدمت میں چھری لایا آپ نے وہ اس کو واپس کر دی اور فرمایا یہ قطع کرنے کا آلہ ہے۔ اس کو میرے پاس نہ لاؤ میرے پاس سوئی لاؤ کہ ملانے کا آلہ ہے۔ رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر اسیف ہے۔ اسیف اس شخص کو کہتے ہیں جو سریع البکا یعنی جلد روتا ہو۔ خواجہ حسن بصری بَکَّاءً بِاللَّیْلِ وَضَحَّاکٌ بِالنَّھَارِ تھے یعنی رات کو روتے اور دن کو ہنستے۔ فرمایا ایک رجا ہے اور ایک تمنا ہے۔ رجا یہ ہے کہ نماز روزہ اور مجاہدہ میں ہو کر امیدوار رہے۔ فرمایا جب میں بداؤں سے دہلی آیا ہوں تو میری عمر بیس سال کی بھی نہ ہوگی ایک رات خواب میں دیکھا کہ گویا میں انتقال کر رہا ہوں اور میرے دل میں موت کا تو کچھ افسوس نہیں ہے صرف دو باتوں کا خیال ہے ایک تو یہ کہ ہنوز مجھ سے کوئی ایسی عبادت نہیں ہوئی جو بارگاہ ذوالجلال کے لائق ہو اور دوسرے یہ کہ والدہ بیوہ کو بدایوں چھوڑ آیا ہوں ان کی جدائی دشوار ہے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اسی فکر کے اندر سحر کے وقت مسجد غیاثی میں پہنچا۔ یہاں امیر لوالجی وعظ کہتے تھے میں نے دل میں کہا کہ ان کی زبان سے جو لفظ پہلے میں سنوں گا اسی کے موافق اپنا حال تصور کروں گا (یعنی بطور فال کے) تو میں نے پہلے یہ بیت ان زبان سے سنی **بیت**

من زخود رفتم ولے ہرگز نمی رود	از خاک در فشان پیشانی من

اس کے سننے سے ایک رقت وبکا میرے اندر پیدا ہوا اور دل خوش ہو گیا۔ فرمایا صبر یہ ہے کہ مصیبت کی شکایت نہ کرے اور رضا یہ ہے کہ مصیبت کو

اس طرح بخوشی قبول کرے کہ گویا اس کو مصیبت پہنچی ہی نہیں متکلمیں اس بات کے منکر ہیں کہ برائی پہنچے اور برائی معلوم نہ ہو۔ اس کے بہت جواب ہیں۔ مثلاً ایک شخص جنگ میں مستغرق ہے زخم اس کے لگ رہے ہیں اور اس کو خبر نہیں جب کہ لڑنے سے فارغ ہوا تو اس وقت خبر ہوئی۔ اسی طرح مشغولیٔ حق کو سمجھنا چاہیئے۔ دعاء رضا کے مناقض نہیں ہے نہ دعاء کرنے والا مقام رضا سے باہر ہوتا ہے۔ اور نیز دشمن و مصیبت کو برا سمجھنا اور اسباب کی نگہداشت اور امر معروف و نہی منکر بھی رضا کے منافی نہیں ہیں بعض مغرورین نے یہاں سخت غلطی کھائی ہے کہتے ہیں کفر و گناہ وغیرہ سب قضا و قدر سے ہیں بندہ کو ان کے ساتھ راضی رہنا چاہیئے۔ یہ باتیں اسرار شریعت سے ناواقف اور تاویل سے جاہل ہونے کی ہیں۔ ہمارے پیغمبر اور دیگر پیغمبروں صلوات اللہ علیہم کی بہت سی دعائیں آئی ہیں حالانکہ یہ رضا کے اعلیٰ مقام میں تھے اسی طرح معاصی کے انکار اور ان کو برا سمجھنے کے متعلق بہت حدیثیں وارد ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث ہے کہ جب زمین میں گناہ کیا جاتا ہے تو جو شخص وہاں موجود اور گناہ سے ناراض ہوتا ہے وہ ایسا کہ جیسے وہاں نہیں ہے اور جو وہاں موجود نہیں ہوتا مگر اس گناہ سے راضی ہے تو وہ ایسا ہے کہ جیسے وہاں موجود ہی ہے۔ اور یہ بھی ایک حدیث ہے کہ جس نے گناہ

ہوتے دیکھا اور اس سے خوش ہوا تو گویا اس نے بھی کیا اور ایک حدیث
میں یہ بھی ہے کہ اگر کوئی فعل مغرب میں کیا جائے اور مشرق والا اس
سے راضی ہو تو وہ بھی اس میں شریک ہے۔

باب ۲۰ ترک دنیا اور زہد و قناعت کے بیان میں

شیخ شیوخ العالم قطب اوتاد بنی آدم حضرت خواجہ نظام الحق
والملۃ والدین قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ایک درویش کو خداوند تعالیٰ نے
اختیار دیا کہ دنیا پسند کرتے ہو یا آخرت۔ اس درویش نے آخرت پسند کی۔
حضرت ابوبکر یہ حدیث سن کر رونے لگے لوگوں نے دریافت کیا تم کیوں
روئے ہو کہا یہ درویش حضورؐ ہی تو ہیں اپنے حال کو درویش نام سے بیان
فرمایا ہے اور شیخ الاسلام حضرت فرید الدینؒ بھی اپنا حال اسی طرح
بیان فرماتے تھے کہ ایک درویش کا یہ حال تھا اور اس نے یہ کیا میں سمجھ
گیا تھا جان لیتا کہ حضرت اپنا حال بیان فرما رہے ہیں۔ فرمایا موسیٰ علیہ
السلام ایک سوتے ہوئے شخص کے پاس سے گزرے اور اس کو آواز

دی کہ خدا کی عبادت بجالا اس نے کہا کہ میں خدا کی وہ عبادت کی ہے کہ اس جیسی کوئی عبادت نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے۔ اس نے کہا میں دنیا کو دنیاداروں کے واسطے چھوڑ دیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ بس اس نے ختم کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو خدا سے تھوڑے رزق پر راضی ہو گیا خدائے کریم اس کے تھوڑے عمل سے راضی ہو جاتا ہے۔ دنیا کو جمع نہ کرنا چاہئیے مگر ضروری چیزوں کے رکھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ یعنی پیٹ بھرنے اور تن ڈھانکنے میں اس سے زیادہ جائز نہیں جو کچھ آئے خرچ کر دے جمع نہ کرے۔ بیت

زر از بہر دادن بود اے پسر　　　زبہر نہادن چہ سنگ وچہ زر

فرمایا اسی کے موافق خاخانی نے بھی کہا ہے۔ بیت

چون خواجہ بخواہد راندازہ ہستی زر کامے　　　آن گنج کہ او دارد پندار کہ من دارم

فرمایا شیخ فرید الدین فرماتے تھے کہ جو شخص دنیا کو ترک کرتا ہے خداوند تعالیٰ دنیا اور دنیاداروں کو اس کے پیروں میں لا ڈالتا ہے۔ فرمایا کبھی کبھی نظام الدین کوتوال اپنے ملازم کے ہاتھ میرے پاس کچھ بھیجا کرتے تھے جس کے سبب سے میرے یاروں کی زحمت رفع ہوتی۔ ایک مرتبہ جو تنگی واقع ہوئی تو مجھ کو ان کا خیال آیا اسی وقت میں نے توبہ کی کہ اب ان کا

ہدیہ قبول نہ کروں گا۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ ان کا ہدیہ جو آیا تو میں نے واپس کر دیا انہوں نے میرے قدموں گر کر اصرار و الحاح شروع کیا اور وہ روپے بھی میرے قدموں میں پڑے تھے۔ مجھ کو اسی وقت حضرت شیخ کا بھی فرمان یاد آیا کہ جو دنیا کو ترک کرتا ہے خداوند تعالیٰ دنیا اور دنیاداروں کو اس کے قدموں میں لا ڈالتا ہے۔ فرمایا جس کسی کو خداوند تعالیٰ عزت دینا چاہتا ہے دنیا کو اس کی نظر میں ذلیل کرتا ہے اور جس کسی کو ذلیل کرنا چاہتا ہے دنیا کو اس کی نظر میں عزت دیتا ہے۔ مالک بن دینار سے کسی نے پوچھا کہ آپ زاہد ہیں۔ کہا نہیں زاہد عمر ابن عبدالعزیز ہیں جنہوں نے بادشاہی کے اندر زہد کیا۔ فرمایا ایک بزرگ بارہا فرماتے کہ نماز و روزہ اور تسبیح وغیرہ سب مصالح ہیں۔ گوشت ہونا چاہئے جب تک نہ ہوگا ان مصالحوں سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ کسی نے پوچھا کہ یہ بات آپ نے بارہا فرمائی ہے ذرا اس کی تفصیل بھی بتائیے۔ فرمایا ترک دنیا گوشت ہے سب سے پہلے اس کو موجود کرے جب تک دل دنیا میں پھنسا ہوا ہے نماز و روزہ سے کچھ نہیں ہوتا۔ جیسے کہ کوئی اگر کوئی لہسن و پیاز اور نمک مرچ وغیرہ ہنڈیا میں ڈال کر شوربا تیار کرے تو اس کو شوربائے زور یعنی جھوٹا شوربا کہیں گے اور اگر ہنڈیا میں گوشت ہے تو مصالحے ہوں یا نہ ہوں وہ شوربا اصلی ہوگا فرمایا ترکِ دنیا یہ نہیں ہے کہ لنگوٹا باندھ برہنہ ہو جائے۔ ترکِ دنیا یہ ہے

کہ کھائے پیئے پہنے مگر جمع نہ کرے نہ کسی چیز کی دل میں خواہش و تمنا رکھے ہمت بلند اور آلائش دنیا میں مشغول نہ ہو شہوت کو اپنے سے خارج کر دے۔ **بیت**

یک لحظہ ز شہوتے کہ داری برخیز   تا نشیند ہزار شاہد مست

فرمایا ایک شخص کو قطب عالم سے ملنے کی آرزو ہوئی اور بیابان تنبہ میں ان کا پتہ معلوم ہوا یہ شخص وہیں پہنچا راستہ میں کئی جگہ لوگ اس کو ملے اور روپیہ دے کر یہ کہتے رہے کہ تم واپس چلے جاؤ مگر اس نے قبول نہ کیا یہاں تک کہ قطب عالم کی زیارت سے مشرف ہوا اور قطب عالم نے فرمایا۔ **بیت**

ببسکند دل استخوان جوید   ہنجہ شیر مغز جان جوید

بارے چونشاندے آئی بخیرد   آنشانہ نیک افشانہ رید

فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ خداوند تعالیٰ بلند کاموں کو دوست رکھتا ہے اور پست کاموں کو ناپسند کرتا ہے حد انسانیت میں آدمی بلند ہمت رہے تا کہ مردی کا مرتبہ حاصل ہو اور ابتدا میں عالم کو بھی بلند ہمت رہنا چاہیئے تا کہ حکمت کے مقام پہنچے حقیقت یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہر روح کے اندر ایک خاصیت اور اہلیت رکھی ہے تا کہ وہ اس اہلیت کے موافق قبول حق کی مستعد رہے۔

اور اسی طرح ارواح کے ہر ایک حق کی انتہا ہے جب تک اس انتہا پر نہیں پہنچتی سعادت نہیں پاتی جب خداوند تعالیٰ کو آدمی کو اس کی انتہا انتہا پر پہنچانا چاہتا ہے تو اس کی طلب کی مدد کرتا ہے اسی مدد کو توفیق کہتے ہیں اور جب یہ طلب میں قرار پکڑ لیتی ہے تو اس کا نام عزیمت ہے۔ اگر کسی شخص کو مال دنیا حاصل کرنے کی رغبت ہوگی تو اس کو حریص کہیں گے صاحب ہمت نہ کہیں گے۔ ہمت والا وہی ہوگا جو علم وعمل سے آخرت کی سعادت حاصل کرلے۔

جس قدر زبردست مطلوب ہو اس کے واسطے ویسی ہی زبردست ہمت بھی چاہئے۔ اور خداوند تعالیٰ سے عزیز تر کوئی مطلوب نہیں ہے اس واسطے طالب کی ہمت بھی نہایت زبردست ہونی چاہئے اور اس کے سب سے بڑے طالب انبیاء اور پھر اولیاء ہیں۔

فرمایا پہلے میرے ہاں بہت تنگی تھی مگر خوش گزرتی۔ ایک روز ناوقت کوئی شخص نصف تنکہ دے گیا میں نے سوچا کہ آج تو وقت نہیں ہے اس کو کل خرچ کروں گا اور اس کو گرہ میں باندھ لیا۔ رات کو جو نماز میں مشغول ہوا تو دیکھا کہ مجھ کو جو ترقی ہوتی ہے وہ نیم تنکہ میرا دامن پکڑ کر نیچے کھینچتا ہے۔ میں نے اپنی یہ حالت دیکھ کر کہنا شروع کیا کہ خدایا کب صبح ہو اور اس کو خرچ کردوں۔ ابتدائے حال میں ہی مجھ کو کسی چیز کے جمع کرنے

کا خیال نہ تھا اور پھر میرا پیوند بھی ایسی جگہ ہوا کہ جن کی نظر میں دونوں جہان کچھ چیز نہ تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھ سے فرمایا کہ میرے لئے وہ مکہ کے پہاڑوں کو سونا بنا دے۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں پروردگا میں تو ایک دن بھوکا رہوں گا اور ایک دن پیٹ بھروں گا۔ جب میں بھوکا ہوؤں تب تجھ سے تضرع وزاری کروں اور تجھ کو یاد کروں اور جب شکم سیر ہوؤں تب تیری حمد اور تیرا شکر بجا لاؤں۔ فرمایا ایک یہ بات ہے کہ ظاہر و باطن دنیا ہو اور ایک یہ ہے کہ ظاہر و باطن دنیا نہ ہو اور ایک یہ ہے کہ ظاہر دنیا ہو اور باطن نہ ہو اور ایک یہ ہے کہ باطن دنیا ہو اور ظاہر نہ ہو۔ ظاہر و باطن دنیا وہ ہے جو ضرورت لابدی سے زیادہ ہے اور جو چیز کہ ظاہر و باطن دنیا نہیں ہے وہ خالص عبادت ہے اور وہ چیز جو بظاہر دنیا ہے اور باطن میں دنیا نہیں ہے وہ اپنے بیوی بچوں کا حق ادا کرنا ہے اور جو چیز کہ بظاہر دنیا نہیں ہے اور باطن میں دنیا ہے ریا کی عبادت ہے۔

اصل یہ ہے کہ آدمی دنیا سے پرہیز کرے جو شخص دنیا سے رخصت ہوا اور اپنے پیچھے دینار و درہم کچھ نہ چھوڑ گیا۔ اس سے بڑھ کر جنت میں کوئی غنی نہ ہوگا۔

فرمایا شیخ جلال الدین تبریزی شیخ ابوسعید تبریزی کے مرید تھے

اور شیخ ابو سعید بڑے بزرگوار ہوئے ہیں۔ ایسے تارک دنیا تھے کہ کسی سے ہدیہ بھی قبول نہ فرماتے اسی سبب سے اکثر آپ یاران کو فاقہ ہوتا۔ ایک روز آپ نے خربوزے سے روزہ افطار کیا تھا حاکم شہر کو یہ خبر پہنچی اس نے کہا کہ شیخ میرا ہدیہ قبول نہ فرمائیں گے یہ تھیلی شیخ کے خادم کو دے آؤ اور کہہ دو کہ تھوڑا تھوڑا روز خرچ کرے اور شیخ کو خبر نہ ہونے دے۔ الغرض خادم نے ایسا ہی کیا۔ شیخ نے جو اس کھانے سے روزہ افطار کیا تو رات کو عبادت میں حلاوت نہ آئی خادم سے دریافت کیا کہ یہ کھانا کیسا تھا جو تو نے مجھ کو کھلایا ہے۔ خادم پوشیدہ نہ رکھ سکا سارا حال عرض کر دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ جس جس جگہ میری خانقاہ میں حاکم کے آدمی نے قدم رکھے ہیں وہاں کی زمین کھود کر پھینک دو۔

فرمایا ایک بزرگ شیخ علی نام تھے۔ پیر پھیلائے اپنا خرقہ سی رہے تھے کہ بادشاہ وقت خدمت میں حاضر ہوا آپ اسی ہیئت سے بیٹھے رہے بادشاہ بھی سلام کر کے بیٹھ گیا۔ چوبدار نے دو تین مرتبہ کہا کہ شیخ پیر سمیٹ لو آپ نے سنی ان سنی کر دی جب بادشاہ رخصت ہونے لگا تو ایک ہاتھ سے بادشاہ کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ سے چوبدار کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا ہے اس واسطے مجھ کو پیر پھیلانا جائز ہے۔

فرمایا صائم الدہر اور قائم اللیل اور زائر الحرمین ہونا کچھ نہیں ہے

اصل بات یہ ہے کہ دل میں دنیا کی محبت نہ ہو جو شخص خدا کی دعوی کرے اور پھر اس کے دل میں دنیا کی محبت ہو وہ بالکل جھوٹا کذاب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۲۱ عزلت و گوشہ نشینی کے بیان میں

شیخ شیوخ العالم سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں ایک بزرگ تھے ہمیشہ یاد حق میں مشغول رہتے کسی سے میل جول نہ رکھتے۔ ایک دفعہ لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ جو اس قدر الگ تھلگ رہتے ہیں اس کا کیا سبب ہے۔ فرمایا ہزاروں برس سے میں معدوم تھا اور اب پھر معدوم ہو جاؤں گا تو اب میری ذرا سی عمر جو بین العدمین ہے اس کو میں کیوں ضائع کروں بہتر ہے کہ اس کو رضائے الٰہی میں صرف کیا جائے کیونکہ جو چیز دو عدم کے درمیان ہو اس کو بھی عدم ہی میں شمار کرنا چاہیئے جیسے کہ عورت جب خون حیض ایام مقرری میں ایک روز نہ آئے اور اس روز سے پہلے اور پچھلے دنوں میں آئے تو یہ روز بھی ایام حیض ہی شمار ہو گا۔ الغرض جب عمر کا

وجود بھی عدم کا حکم رکھتا ہو اس غفلت و بیکاری میں نہ گزارنا چاہیئے بیت

با من بہنان رسول باشم با تو　　تنہا از جہان من و تنہا تو

غیر شد نخواہم کہ برآید　　اے برمن سایہ نباشد با تو

فرمایا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے کہ ذکر و فکر جو سب سے بڑی عبادت ہیں بغیر خلوت کے ٹھیک نہیں ہوتے ابتدا میں کسی سے یہ بات ممکن نہیں ہے کہ خلق میں رہ کر حق کے ساتھ مشغول ہو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابتداء غار حرا کے اندر خلوت فرماتے تھے۔ جب نور نبوت کی شعاعیں روشن ہوئیں تب مخلوق میں مشغول ہوئے اور دل خدا کے ساتھ مشغول رہا خلوت میں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غیبت، جھوٹ، شر اور فساد اور ہر ایک بری بات سے محفوظ رہتا ہے۔ ثابت بنانی نے حضرت حسن بصری رحمہا اللہ کو رقعہ لکھا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ حج کو تشریف لے جاتے ہیں بہتر ہے کہ میں بھی آپ کے ہمراہ چلوں۔ آپ نے جواب لکھا کہ یہ خیال چھوڑ دو، پوشیدگی کی کوشش کرو اور ایک دوسرے کو دشمن جانو۔ اور اس سے پہلے طمع کا رشتہ قطع کرو۔ دنیا میں انسان جس کسی کو دیکھتا ہے اس کے اندر حرص پیدا ہوتی ہے۔ طمع حرص کی تیغ ہے۔ اور میری نزدیکی طمع کی تیغ ہے۔ اسی سبب سے خداوند تعالیٰ نے

فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ۔ اعمش سے کسی نے پوچھا کہ تمہاری آنکھوں میں خلل کیوں ہو گیا فرمایا کہ میں نے دولت مندوں کو دیکھا تھا فرمایا ایک بزرگ خلوت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ کو تنہا دیکھ کر حاضر ہوا ہوں ۔ بزرگ نے فرمایا کہ ابھی تنہا ہوا تھا کہ تم آ گئے بیت

حال خالی بود جا تنہا ئے خود زاں گفتمش   اے نصیحت گو کجائی حاجت اینجا آمدی

عمر بزانو بود درویشے یکے از در رسید   گفت تنہائی بگفت آرے شدم تا آمدی

جب خلوت میں بیٹھے تو یہ نیت کرے کہ میں نے لوگوں کو اپنے شر و فساد سے محفوظ رکھنے کے واسطے ہی خلوت کی ہے اور پھر خلوت کو بیکار نہ رکھے، ذکر و فکر میں مشغول رہے اور بقدر ضرورت کھانے و کپڑے پر اکتفا کرے، لوگوں سے میل جول ترک کر دے، نہ فضول بات کہے نہ سنے ہر وقت دل کو خدا سے مشغول رکھے، زبان و دل سے مدد چاہے اور دل خدا سے ۔ فرمایا کہ بعض اوقات دیگر اوقات سے خصوصیت رکھتے ہیں جیسے کہ عید کا روز خوشی کے واسطے بھی خصوصیت رکھتا ہے اسی طرح بعض مکان دیگر مکانوں پر خصوصیت رکھتے ہیں اور جو راحت ایک مکان میں ملتی ہے دیگر مکانوں میں نہیں ملتی ۔ درویش کو چاہیے

لہ یعنی اور لوگوں کو جو ہم نے طرح طرح کی چیزیں دی ہیں ان پر تم اپنی آنکھیں نہ اٹھاؤ

کہ زمان و مکان سے باہر نکل جائے نہ شادی رکھے نہ غم ایسا ہو جائے کہ
یہ آیت اس پر صادق آئے لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ
وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ[1] فرمایا آنے والوں سے میں سنتا تھا کہ شیخ
خضر پارہ دوز نے بہار میں خانقاہ بنائی ہے اور درویشوں کی خدمت
کرتے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ بہار میں جا کر ان کی خانقاہ میں
رہوں اور ان کے بچوں کو پڑھایا کروں میں اسی خیال میں تھا کہ چند
روز کے بعد بہار سے ایک شخص آیا اور ان کا خط مجھ کو دیا جس کے اندر
انہوں نے مہربانی وعنایت کی بہت سی باتیں لکھی تھیں جن کے دیکھنے
سے میں سمجھ گیا مجھ کو پہچان گئے اور وہ ارادہ موقوف کیا۔ فرمایا ابتدائی
وقت میں میرا خیال تھا کہ شہر میں نہ رہوں۔ ایک روز میں قتلغ خاں کے
حوض پر گیا اور وہاں ایک درویش کو یاد حق میں مشغول پایا میں نے
پوچھا کہ آپ اسی شہر میں رہتے ہیں کہا ہاں۔ میں نے کہا کہ اپنی خوشی
سے رہتے ہیں۔ کہا نہیں۔ پھر کہا میں نے ایک دفعہ دروازہ کمال کے
باہر خطیرۂ شہیداں میں ایک درویش کو دیکھا اور انہوں نے مجھ سے کہا
کہ اگر تو اپنے ایمان کی سلامتی چاہتا ہے تو اس شہر سے باہر چلا جا۔ اسی

---

[1] تاکہ جو چیز تم سے فوت ہو گئے اس پر افسوس نہ کرو اور نہ جو تم کو حاصل
ہو اس پر خوش ہو۔

وقت میں نے قصد کیا کہ یہاں سے چلا جاؤں مگر چند موانع کے سبب اس وقت تک کہ پچیس سال ہو گئے نہیں جا سکا حضرت فرماتے ہیں درویش کی یہ بات سن کر میں نے پختہ قصد کر لیا کہ ضرور اس شہر سے چلا جاؤں گا ایک خیال یہ بھی ہوتا کہ قصبہ پٹیالی میں چلا جاؤں کیونکہ ان دنوں امیر خسرو بھی وہیں تھے اور ایک خیال یہ بھی ہوتا کہ بسنالہ چلا جاؤں آخر وہاں گیا اور وہاں تین روز رہا مگر کوئی مکان ہاتھ نہ لگا نہ کرایہ کو نہ خرید کو اور تین روز میں ایک شخص کا مہمان تھا۔ ناچار وہاں سے چلا آیا پھر ایک روز میں حوض رانی کی طرف باغ جسرت سنگھ میں گیا اور وہاں میں نے خدا سے التجا کی کہ خداوندا میں اس شہر سے جانا چاہتا ہوں اور اپنی خوشی سے کہیں نہیں رہتا جہاں تیری مرضی ہو وہاں مجھ کو رکھ اسی وقت غیاث پور کی آواز میرے کان میں آئی۔ میں نے کبھی یہ نام نہ سنا تھا اور نہ جانتا تھا کہ غیاث پور کہاں ہے اپنے ایک دوست نیشاپوری کے مکان پر گیا کہ ان سے غیاث پور کا پتہ لگاؤں۔ جب ان کو آواز دی تو گھر میں سے جواب آیا کہ وہ غیاث پور گئے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ یہی غیاث پور ہے جس میں رہنے کا مجھ کو حکم ہوا ہے۔ الغرض میں گیا۔ ان دنوں یہ موضع گمنام تھا اور کچھ آباد بھی نہ تھا یہاں تک کہ کیقباد نے کیلوکھڑی میں سکونت اختیار کی اور لوگوں کی آمدورفت اس طرف بکثرت ہونے لگی تب پھر مجھ کو خیال

ہوا کہ یہاں سے چلا جانا چاہیئے اور سوچا کہ کل جو میں اپنے استاد مولٰنا امین الدین محدث کی فاتحہ سوئم میں شریک ہوؤں گا تو شہر میں جا رہوں گا۔ اسی روز عصر کے وقت ایک جوان نحیف و نزار و اللہ اعلم بالصّواب مردان غیب سے تھا یا کون تھا میرے پاس آیا اور پہلی بات جو اس نے مجھ سے کہی وہ یہ تھی۔ آن روز کہ مہ شدی نمی دانستی۔ ان شخص نے جو باتیں کہیں وہ میں نے ایک جگہ لکھ رکھی ہیں اور یہ بھی کہا کہ آدمی از خود شہرت نہ چاہے اور جب خدا اس کو مشہور کرے تو یہ اس بات کا خیال رکھے کہ قیامت کے روز حضرت رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے شرمندہ نہ ہو یہ کیا قوت اور کیا حوصلہ ہے کہ لوگوں کو چھوڑ کر خلوت نشین ہو جائے۔ جب یہ شخص اس کلام سے فارغ ہوئے میں نے کھانا پیش کیا انہوں نے نہ کھایا تب میں نے دل میں نیت کی کہ اسی جگہ رہوں گا کہیں نہ جاؤں گا۔ اس وقت انہوں نے قدرے نوش کیا اور رخصت ہوئے۔ پھر میں نے ان کو کہیں نہ دیکھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۲۲ اخلاق و لطائف کے بیان میں

شیخ الشیوخ حضرت خواجہ نظام الحق والملۃ والدین محبوب الٰہی

قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ حسن خلق یہ ہے کہ دل مخلوق کی جفا سے متاثر نہ ہو کیونکہ جب اس نے بخوبی جان لیا کہ تمام افعال کا خالق خدا ہے پھر کسی کی شکایت نہ کرے گا۔ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ حُسن خلق تین باتیں ہیں۔ حرام سے بچنا، حلال کو حاصل کرنا اور اہل وعیال پر کشادگی کرنی۔

اور حضرت حسن فرماتے ہیں حسن خلق یہ ہے کہ چہرہ کشادہ رکھے اور ہاتھوں کو تکلیف پہنچانے سے روک لے بعدہٗ فرمایا ایک کتاب میں اس طرح لکھا ہے کہ یہ فضائل جو اوپر بیان ہوئے حسن خلق کی تفسیر نہیں ہیں بلکہ اس کا ثمرہ ہیں۔ فرمایا ایک حسن خَلق ہے اور ایک حُسنِ خُلق ہے۔ حسن خَلق یعنی خوبصورتی تین چیزوں پر موقوف ہے آنکھ، ناک اور رخسارہ۔ اگر تینوں درست ہیں تو حسن کامل ہے ورنہ ناقص ہے۔ اسی طرح حسن خُلق یعنی خوش اخلاقی چار باتوں پر موقوف ہے۔ ایک قوت علمیہ دوسری قوت غضبیہ تیسری قوت علمیہ جو ان دونوں کو اعتدال پر قائم رکھے اور اعتقاد کو درست کرے چوتھی قوت شہوانیہ جس کا استعمال طاعت میں کیا جائے۔ فرمایا میں اجودھن شریف تھا کہ ایک جوگی حاضر ہوا میں پوچھا کہ تمہارے ہاں اصل کار کیا چیز ہے۔

اس نے کہا ہمارے ہاں آدمی کے دو عالم رکھے گئے ہیں۔ ایک عالم علوی جو سر سے لے کر ناف تک ہے دوسرا عالم سفلی جو ناف سے لے کر پاؤں تک ہے عالم علوی میں صدق وصفا اور اخلاق حسنہ ہیں اور عالم سفلی میں پاکی اور پارسائی ہے۔ فرمایا حضرت فرماتے ہیں کہ مجھ کو جوگی کی یہ بات بہت پسند آئی۔

فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کس حال میں ہے (جو کفر پر مرا ہے) حضور نے فرمایا دوزخ میں ہے۔ وہ شخص یہ جواب سن کر نہایت مایوسی کے ساتھ واپس ہوا۔ حضور نے پھر اس کو بلایا اور فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دونوں دوزخ میں ہیں۔ یہ بات حضرت کے حسن اخلاق کی تھی اور ایسے اخلاق ہی سے صحابہ آپ کی محبت میں اسیر ہوئے تھے اور انہیں اخلاق کی نسبت خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ فرمایا مجھ کو خواب میں ایک کتاب دی گئی جس کے اندر لکھا تھا کہ جہاں تک تجھ سے ہو سکے بندگان خدا کو آرام پہنچا کیونکہ دل معدن ربوبیت ہے بیت

می کوش کہ راحتے بجانے برسد　　　پرسان کہ دل معدن اسرار رب است

فرمایا امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کے پڑوس میں ایک شخص بالا خانے پر رہتا تھا اور ہر روز رباب بجاتا۔ اگرچہ امام صاحب کو از حد تکلیف ہوتی مگر

آپ کچھ نہ فرماتے ایک دفعہ تین روز گزر گئے کہ اس شخص کی آواز نہ آئی حضرت نے دریافت کیا کسی نے کہا وہ گرفتار ہو گیا ہے حضرت نے اس کی سفارش کی اور اس کو چھڑا کر لائے پھر وہ شخص از حد شرمندہ ہوا اور حضرت کے ہاتھ پر توبہ کی۔ بزرگوں کا یہی طریقہ ہے کہ لطف و رحمت سے پیش آتے ہیں بیت

نہ بدگوئی بد گفتہ پنہاں کنم ــــــ بہ پاداش نیکش پشیماں کنم

خواجہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں احسان یہ ہے کہ برائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرے کیونکہ محسن کے ساتھ بھلائی کرنے کا احسان اس پر نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ شیخ احمد کے گھر میں چور آیا اور تمام گھر کی تلاشی لی مگر کچھ ہاتھ نہ آیا ناچار خالی ہاتھ واپس جانے لگا۔ شیخ احمد نے آواز دی اور قسم دے کر کہا ذرا ٹھہر جاؤ وہ ٹھہر گیا۔ شیخ احمد کپڑا بنا کرتے تھے۔ اپنے تانے بانے میں سے سات گز کپڑا جو بنا ہوا تھا کاٹ کر چور کے آگے ڈال دیا۔ چور اس کو لے کر چلا گیا۔ دوسرے دن چور مع اپنی ماں کے حاضر ہوا اور توبہ کی۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا ہو فرمایا ایک روپیہ وہ ہے جو غلام آزاد کرنے میں خرچ کرے اور ایک روپیہ وہ ہے جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے تو ان سب میں بہتر وہی ہے جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے فرمایا مولانا شمس الملک

ی یہ عادت تھی کہ جب کوئی شاگرد ناغہ کرتا یا کوئی دوست بہت دنوں میں ملنے
آتا تو فرماتے کہ میں نے کیا کیا ہے جو تم نہیں آئے تاکہ پھر میں وہی کروں اور
تم نہ آؤ اور اگر میں کسی دن ناغہ کرتا تو یہ بیت پڑھتے۔ بیت

آخر کم از آنکہ گاہے گاہے
آئی و مبا کنی نگاہے

فرمایا کہ مولینا شمس الملک مستوفی الممالک تھے۔ تاج ریزہ شاعر
نے ان کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کا مطلع یہ ہے۔ بیت

صدرا کنون بکام دل جو بستان شدی
مستوفی الممالک ہندوستان شدی

بعدہ فرمایا ایک سائل نے مولانا شمس الممالک سے سوال کیا مولانا نے
صاف جواب دے دیا مگر سائل نہ گیا اسی طرح کھڑا رہا۔ مولانا نے کہا کہ
کیوں نہیں جاتا اس نے کہا کہ جواب کا جواب آتا ہے۔ مولینا نے کہا وہ اس سے
پہلے ہی گزر گیا۔ فرمایا ایک دفعہ میں ہانسی میں صبح کے وقت مولانا جمال
الدین ہانسوی کا مہمان تھا۔ سردی کے دن مولینا نے بھی میری طرف
مخاطب ہو کر فرمایا۔ بیت

باروغن گاؤ اندرین روز خنک
بیلو باشد ہر لتبہ و نان و نمک

میں نے کہا ذکر الغائب غیبۃ یعنی غائب کا ذکر غیبت ہے۔ مولانا نے
فرمایا غائب نہیں ہے میں نے اس کو حاضر کر لیا ہے۔ پھر دستر خوان بچھایا
گیا۔ فرمایا کہ مولینا برہان الدین بادار میں کھڑے تھے کہ سنا خواجہ

اجل سنجری تشریف لاتے ہیں۔ یہ بھی ان کی ملاقات کو تیار ہوئے۔ جب وہ
نزدیک پہنچے اور مولنا برہان الدین کی ان پر نظر پڑی تو دیکھا وہ دراز
قد فربہ جسم کے شخص ہیں دل میں کہا کہ مردان خدا کا ایسا گوشت و پوست
ہونا تعجب ہے اور اس خیال سے سلام بھی نہ کیا۔ خواجہ اجل جب
ان کے قریب سے گزرا تو ان کے کان میں کہا کہ تیرے باپ کی میراث کھا کر
موٹا ہو گیا ہوں۔ مولانا برہان الدین اسی وقت پیروں میں گر پڑے اور
اپنی بدعقیدگی سے توبہ کی۔ قاضی کبیر الدین اور قاضی حمید الدین
ناگوری اور مولانا برہان الدین بلخی ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ قاضی حمید
الدین چھوٹے گھوڑے پر اور وہ دونوں بڑے بڑے گھوڑوں پر سوار تھے
مولانا کبیر الدین نے کہا قاضی مرکب شما نیکو صغیر است۔ قاضی صاحب
نے فرمایا بہ از کبیر است۔ حضرت فرماتے ہیں دیکھو کیسا جواب دیا کہ
ان پر کچھ اعتراض نہیں ہوتا۔ اس کے بعد جو میں حضرت کی خدمت میں
حاضر ہوا تو دو صوفی کہیں سے آئے تھے۔ حضرت نے ان پر بڑی مہربانی
فرمائی اور دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا اُچہ سے
حضرت نے فرمایا شیخ جمال الدین اچھے ہیں۔ عرض کیا کہ جی ہاں۔ غرض کہ
جس بات کو دریافت فرماتے وہ کہتے اے اپنی ہاں۔ حضرت سمجھ گئے
کہ یہ فارسی نہیں جانتے۔ فرمایا ایک مرتبہ محمد بن حسن شیبانی کے پیر میں

درد تھا اور پیر پھیلائے بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر سلام کیا۔ آپ نے پیر سکیڑ لیا اور سلام کا جواب دیا۔ اس شخص نے سوال کیا کہ اگر کسی نے صبح کی نماز پڑھی اور تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے سورج نکل آیا تو اس کی نماز پوری ہوئی یا نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا ہمارے قول کے موافق نماز ہوگئی اور پھر اس کے دلائل بیان کرنے لگے۔ سائل نے کہا اور اگر آفتاب نہیں نکلا۔ اس کے اس کہنے سے امام صاحب سمجھ گئے کہ یہ شخص جاہل ہے اور اپنا پیر پھیلا دیا۔ فرمایا ایک طالب علم نماز پڑھ رہے تھے اور ایک جاہل ان کے مقتدی تھے۔ چار رکعت کی نماز تھی۔ امام قعدہ اولیٰ بھول گئے حتیٰ کہ دونوں عالم مقتدیوں کو بھی یاد نہ آیا۔ جب کھڑے ہوگئے تو جاہل مقتدی نے سبحان اللہ کہہ کر اس قدر غل مچایا کہ اپنی نماز خراب کردی۔ امام نے سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا اور اس جاہل سے کہا کہ یہ دونوں تو خاموش رہے تو کون ہے کہ تو نے اس قدر غل مچایا کہ اپنی نماز خراب کی۔ حضرت یہی فوائد بیان فرما رہے تھے کہ شمس قوال حاضر ہوا اور قدمبوسی کر کے غرۂ ماہ ربیع الاول شریف کی تہنیت میں ایک رباعی پڑھی جس کی آخری بیت یہ ہے ؎ بیت

خرم بادا گزشتن ماہِ صفر   خرم بادا آمدن ماہِ ربیع

حضرت قاضی محی الدین کاشانی علیہ الرحمۃ نے عرض کہ بہار

بخاری نے ماہِ صفر کے آخیر خروج اور ماہِ ربیع کے شروع میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کا مطلع یہ ہے۔ **مطلع**

ماہِ صفر صفر وار رفت بسوئے عدم — مرکب شاہِ ربیع زد چو بصحرا علم
گر تو جمادی بکن سنگدلی اے صنم — ماہ محرم کہ کرد خاصہ بوقت ربیع

حضرت نے فرمایا کہ سنگ ریزہ شاعر اپنے قصیدے میں محرم کو خوب لایا ہے۔ **بیت**

ار ماہ نیست ازچہ خطابش محرم است — ماہست جام بادہ کہ دورش مدام باد

اور فرمایا اسی قسم کے مضمون میں حسن نے بھی اچھا کہا ہے۔ **شعر**

فَالْقَلْبُ بَعْضُ مَنَازِلِ الْقَمَرِ — نَزَلْتَ فِی قَلْبِی وَلَا عَجَبٌ [1]

بعد ازاں ارشاد کیا کہ طبیعت موزوں ہو اور الفاظ بر زبان یاد ہوں وہ شعر گوئی میں صاحب تصرف ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کی ہیئت بر تشریف فرما تھے اور حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام کو اوپر سوار کر کے صحن میں پھر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ کیا اچھا خلق ہے آپ کا یا رسول اللہ اور پھر صاحبزادوں سے مخاطب ہو کر کہا نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُکُمَا۔ تم کو اچھے اونٹ نے اپنے اوپر

---

[1] اے معشوق تم میرے قلب میں نازل ہوئے تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ قلب تو منازل قمر ہی میں سے ایک منزل ہے۔

سوار کیا ہے حضورؐ نے فرمایا ان سے یوں کہو کہ نِعۡمَ الرَّاکِبَانِ اَنۡتُمَا یعنی تم دونوں اچھے سوار ہو۔

باب ۲۳ تواضع، تکبر اور غضب و تحمل وغیرہ کے بیان میں

حضرت شیخ شیوخ العالم نظام الحق والشرع والملۃ والدین نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کسی شخص نے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہٗ کے ہاتھ قیدیوں کو کھانا بھیجا آپ نے قید خانے میں جا کر قیدیوں کو ایک صف میں بٹھایا اور خود بھی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے۔ فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ بڑی تواضع کی یہ بات ہے کہ جس سے ملے سلام کرے۔ اس کو جواب دے اور مجلس میں معمولی جگہ بیٹھنے سے ناراض نہ ہو اور تعریف و توصیف کو پسند نہ کرے فرمایا ایک روز فرزدق شاعر خواجہ حسن بصری کی خدمت میں حاضر تھے کہ مجلس میں سے ایک شخص نے باواز بلند کہا کہ اس مجلس میں بہترین مرداں و بدترین مرداں موجود ہیں۔ فرزدق نے حضرت خواجہ سے عرض کیا کہ آپ نے سُنا اس شخص نے کیا کہا۔ حضرت نے فرمایا ہاں سُنا۔ مگر مجھ کو معلوم نہیں

کہ کون بہترین مردمان ہے اور کون بدترین مردمان ہے یہ بات تو خدا ہی جانتا ہے فرزدق نے عرض کیا کہ بہترین مردماں آپ ہیں اور بدترین کو خدا جانے۔ پھر فرزدق کے انتقال کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور احوال پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ میری روح کو جب کرسی قضا کے روبرو لے گئے تو میں ڈر رہا تھا۔ فرمان ہوا کہ ہم نے تجھ کو بخش دیا کیونکہ تو نے اپنے آپ کو بدترین مردمان جانا تھا۔ فرمایا روزہ رکھنا صرفۂ نان ہے اور نماز پڑھنی کار بیوہ زنان ہے۔ نفس سے جنگ کرنی کار مرداں ہے تاکہ نفس مطیع ہو کر انکار و تکبر نہ کرے اور اس آیت کا مصداق ہو کر ملعون ابد نہ بنے۔ اَبیٰ وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ۔ فرمایا عین القضاۃ نور اللہ مرقدہٗ نے لکھا ہے کہ آدمی تین قسم کے ہیں عام۔ خاص۔ خاص الخاص۔ اب کیونکر معلوم ہو کہ یہ شخص کس قسم میں سے ہے اس واسطے خود اپنا تجربہ کرے اور دیکھے اگر اس کے تمام افعال خلاف شرع ہوں تو یہ عوام میں سے ہے۔ فرمایا جس شخص سے ایک بھی کسی کا دل آزردہ رہے وہ خواص میں شامل نہیں ہو سکتا۔ **بیت**

مردان راہ رو را کین و جفا نباشد　　　با ہیچ ہیچ کس شان ہرگز رضا نباشد

فرمایا شیخ الاسلام شیخ فریدالدین کا ایسا تحمل تھا جس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ فرمایا ایک دفعہ پانچ درویش حضرت شیخ فریدالدین کی خدمت

ہیں حاضر ہوئے اور یہ پانچوں نہایت غضبناک اور سخت کلام تھے۔ حضرت کے آگے سے اٹھ کر کہنے لگے کہ ہم نے اس قدر سفر کیا مگر کوئی درویش نہ ملا۔ حضرت نے فرمایا بیٹھو میں تمہیں درویش دکھاتا ہوں۔ انہوں نے جلدی کی۔ حضرت نے فرمایا اگر جاتے ہو تو جنگل کے راستہ سے نہ جانا۔ انہوں نے حضرت کے فرمان پر کچھ التفات نہ کیا تب حضرت نے ان کے پیچھے ایک آدمی بھیجا تاکہ دیکھے کہ وہ کدھر جاتے ہیں۔ آدمی نے آکر عرض کیا کہ وہ بیابان کی طرف گئے ہیں۔ حضرت یہ سنتے ہی بہت روئے پھر اس کے بعد خبر آئی کہ ان میں سے چار آدمی تو لُو سے ہلاک ہوئے اور پانچویں نے ایک کنوئیں پر پہنچ کر اس قدر پانی پیا کہ وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ فرمایا جس کی طبیعت لطیف ہوتی ہے اس کا مزاج جلد متغیر ہوتا ہے مولٰنا فخرالدین رازی فرماتے ہیں۔ بیت

آنم کہ ببینم وز و ناخوش گردم ۔۔۔ وز نیمہ نیم ذرہ دلکش گردم

از آب لطیف تر مزاج دارم ۔۔۔ در یاب مرا وگرنہ آتش گردم

فرمایا جیسے کہ شہوت بے محل کام میں لانی حرام ہے اسی طرح غصّہ بھی بے محل حرام ہے۔ ایک غصّہ کرنا ہے اور دوسرا تحمل کرنا ہے تو فضیلت اسی کو ہے جو تحمل کرے۔ فرمایا شیخ مجو ساکن اندر پت ہمیشہ مجھ کو بُرا کہتا اور میرے واسطے برائی چاہتا۔ برا کہنے سے برائی چاہنی بدتر ہے جب

وہ مرگیا تو اس کے سوئم کے روز اس کی قبر پر گیا اور دعا کی کہ خداوندا اس نے مجھ کو جو کچھ کہا اور جو کچھ کیا میں نے اس کو معاف کر دیا تو میرے سبب سے اس کو عذاب نہ کیجو۔ کہتے ہیں صوفی کا حال فی سبیل اللہ اور صوفی کا خون مباح ہے جب یہ بات ہے تو پھر برا کہنے پر کیوں جھگڑا کرے۔ رباعی

گیرم کہ بناز ہا بسیار کنی ۔۔۔ وز روزہ دہر شخص بیمار کنی

با دل ہشکنی ز غصہ و کینہ تہی ۔۔۔ صد خرمن نجار بر سر بار کنی

فرمایا ایک نفس ہے اور ایک قلب ہے جب کوئی شخص نفس کے ساتھ پیش آئے تو قلب کے ساتھ پیش آنا چاہیئے نفس میں سراسر فتنہ و فساد ہے اور قلب ہمہ تن سکون و رضا ہے جب کوئی شخص جھگڑالو کھڑا ہوا اور اس نے اور اس نے سکون و رضا کے ساتھ جواب دیا تو پھر کہاں تک فساد بڑھے گا۔ بیت

زہر یاد ے جو کا ہے گر بلرزی ۔۔۔ اگر کوہے بہ کاہے ہم نیرزی

اگر کسی کو برا کہے یا عیب لگائے تو پہلے خود سوچ لے کہ اس عیب کا اندیشہ اس کے اندر ہے یا نہیں اگر ہو تو خود شرمندہ ہو جائے اور اگر نہ ہو تو خدا کا شکر بجا لا کرے کہ اس کو عیب سے محفوظ رکھا۔ دوسرے کو طعن نہ کرے۔ فرمایا اگر کوئی کسی کا عیب نہ بیان کرے اور نہ کسی کو برا کہے اور خود بد ہو تو اس کو بھی نیکوں میں شمار کیا جائے گا۔ بیت

گر با علیہی حبیب نہ جوئی نیکی　　　ور بد باشی و بد نہ گوئی نیکی

اگر کوئی بد ہے اور خلق خدا کو برا کہتا ہے تو دیکھو اس کی بدی کی کہاں تک حد ہے۔ فرمایا جفا کا تحمل کرے غصہ کو پی لینا اور معاف کر دینا چاہیئے۔ بدلہ لینے کی فکر میں نہ رہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں بڑے بڑے عالی شان محل ملاحظہ فرمائے۔ جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ محل کن لوگوں کے ہیں۔ عرض کیا کہ غصہ پینے والوں اور معاف کرنے والوں کے واسطے ہیں۔

خواجہ ابو سعید ابو الخیر قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا ہے۔ **بیت**

ہر کہ مارا یار نبود خدا ایش یار باد　　　ہر کہ ما را رنجہ دارد راحتش بسیار باد

ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد　　　ہر کہ اندر راہ خارے نہد از دشمنی

فرمایا عام طور پر لوگ دوستوں کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں مگر درویش دشمنوں کے ساتھ بھی بھلائی کرتے ہیں۔ **بیت**

زانصاف طلب کردن آزار بد آید　　　بے درد رفیقان را این درد اگر نہ دہی

ایک دفعہ حضرت محبوب الٰہی باورچی خانہ کی چھت پر تشریف فرما تھے آپ کے اوپر تو سایہ تھا اور ہم تمام مرید دھوپ میں حاضر تھے گرمی کے سبب ہمارا پسینہ بہ رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا تم دھوپ میں بیٹھے ہو اور میں سایہ میں بیٹھا ہوں یہ بات مجھ کو اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ پھر اسی کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ بداؤں ایک بزرگ شیخ موئے تاب تھے

ایک دفعہ ان کے یاروں نے ان کی دعوت کی اور کھیر پکا کر لائے۔ حضرت نے فرمایا اس کھانے میں خیانت ہوئی ہے اور ہوا یہ تھا کہ کھیر میں جب جوش آیا تو دو آدمیوں نے تھوڑا دودھ نکال کر پی لیا اور ایسی بات درویشوں میں بہت بڑی خطا ہے۔ الغرض شیخ شاہی نے فرمایا کہ درویشوں کے آگے کھانا پیش کرنے سے پہلے نہ کھانا چاہیئے۔ ان دو آدمیوں نے عذر بیان کیا۔ شیخ فرمایا دودھ کو نکال لینا اچھا تھا اور کھانا برا تھا۔ اس کے بعد یہ دونوں شخص دھوپ میں کھڑے تھے اور گرمی کے مارے پسینہ بہ رہا تھا۔ شیخ نے ان کا حال دیکھ کر فرمایا کہ حجام کو بلالاؤ کسی نے پوچھا کیا کیجیئے گا۔ فرمایا کہ جس قدر ان کا پسینہ گرا ہے اسی قدر میں اپنا خون گراؤں گا۔ حضرت فرماتے ہیں دیکھو اس قدر محبت! دیکھ لیا انصاف! فرمایا میں حضرت شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں حاضر تھا کہ چند نوجوان جو خواجگان چشت ہی سے پیوند رکھتے تھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے آپس میں کچھ جھگڑا ہے۔ حضرت اپنے مریدوں میں سے کسی کو حکم دیں جو ہمارا جھگڑا سن لیں۔ حضرت نے مجھ کو اور مولانا بدرالدین اسحاق کو حکم دیا کہ تم سنو۔ ہم ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے آپس میں گفتگو شروع کی ایک نے کہا میں نے آپ سے یہ عرض کیا تھا اور آپ نے یہ فرمایا۔ پھر میں نے یہ گزارش کی یا میری سمجھ میں نہیں آیا یا میں نے غلطی کی تھی۔ دوسرے نے بھی

اسی طرح جواب دیئے کہ خطا میری تھی آپ حق پر ہیں۔ غرضیکہ ایسی عمدگی اور لطافت کے ساتھ تقریر کی کہ دونوں پر گریہ طاری ہوا اور ہم نے کہا ان کو خدا نے ہماری تعلیم کے واسطے بھیجا ہے کہ جھگڑے اسی طرح فیصل کرنے چاہئیں کہ گردن کی رگ نہ ابھرے یعنی غصہ کا اثر ظاہر نہ ہو۔

باب ۲۴ اولیاء اللہ کے ذکر اور کرامت کے بیان میں

فرمایا حضرت ابوحفص نیشاپوری حج کے واسطے تشریف لے گئے جب بغداد میں پہنچے تو خواجہ جنید بغدادی ان کی ملاقات کو تشریف لائے لوگوں کو تعجب تھا کہ ان دونوں ہیں بزرگوں میں بات چیت کیونکر ہوگی اس لئے کہ خواجہ جنید فارسی زبان سے بالکل ناواقف تھے اور ایسے ہی خواجہ ابوحفص عربی بالکل نہ جانتے تھے۔ جب خواجہ جنید نے عربی میں گفتگو شروع تو خواجہ ابوحفص نے برجستہ نہایت فصاحت کے ساتھ ہر بات کا جواب دیا۔ لوگ حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ بیشک یہ ان کی کرامت ہے کیونکہ جو بات عوام کو تعلیم سے حاصل ہوتی ہے اولیاء اللہ کو بغیر تعلیم کے حاصل ہو جاتی ہے۔ فرمایا تین باتیں کرامت سے حاصل ہوتی ہیں ایک علم بے تعلم

دوسرے جو باتیں عوام کو خواب میں معلوم ہوتی ہیں وہ اولیاء اللہ بیداری
میں دیکھ لیتے ہیں تیسرے یہ کہ عوام کا تصور جو اثر ان کے اندر کرتا ہے۔
اولیاء اللہ کا تصور وہی اثر غیروں پر کرتا ہے مثلاً جب کوئی شخص ترشی کا
تصور کرے تو اس کے منہ میں پانی بھر آئے گا۔ کرامت والا جب یہ تصور
دوسرے کی نسبت کرے گا تو یہی اثر اس کے اندر مترتب ہوگا۔ مثلاً تصور
کرے کہ فلاں شخص مردہ ہے تو ضرور وہ شخص مر جائے گا یا تصور کرے کہ
فلاں شخص حاضر ہو تو فوراً حاضر ہوگا۔ اس کے بعد جب میں حاضر ہو کر قدمبوسی
سے مشرف ہوا تو فرمایا کہ ایک دفعہ گرمی کا موسم تھا اور میں جمعہ کی نماز کے
واسطے مسجد کی کوٹھری میں جا رہا تھا، روزے کے سبب سے سر میں چکر آیا
اور ایک دکان میں بیٹھ گیا اور دل میں خیال آیا کہ سواری پاس ہوتی تو بلا دقت
پہنچ جاتا۔ پھر شیخ سعدی کی یہ بیت دل میں آئی اور اس خطرہ سے توبہ کی بیت

در طلب دوستان با قدم از سر کنیم ره نه برد ہر کہ بہ اقدام رفت

اس کے تین روز کے بعد شیخ نور الدین ملک یار پران کے ایک مرید میرے
پاس گھوڑی لائے اور پیش کرنے لگے میں نے قبول نہ کی اور کہا تم ایک
درویش آدمی ہو میں تمہارا ہدیہ کیونکر قبول کروں۔ درویش نے عرض کیا کہ
مجھ کو میرے پیر کا یہی حکم ہے کہ حضرت کی خدمت میں یہ گھوڑی نذر کرتے۔
حضرت نے فرمایا تمہارے پیر کا تم کو یہ حکم ہے اگر میرے پیر مجھ کو قبول

کرنے کا حکم دیں گے تو میں قبول کرلوں گا تیسرے روز پھر وہ شخص گھوڑی لایا اور میں نے اس کو منجانب اللہ سمجھ کر قبول کیا۔ پھر وہ گھوڑی میں نے اپنے بھانجے محمد کو دے دی اور اس روز سے میرے اصطبل میں گھوڑوں کی کمی نہیں رہی[۱]۔ قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ فِي الْخَلَوَاتِ كَفَى اللّٰهُ حَوَاجَهُ بِالْخَطَرَاتِ یعنی جو شخص خلوتوں میں خدا کی عبادت کرتا ہے خدا اس کی حاجتیں خطرات کے ساتھ پوری کرتا ہے۔ تو حضرت کے ساتھ یہ ایسا ہی موقع ہوا۔ فرمایا میں نے ابتدائے حال میں یہ عہد کیا تھا نہ کوئی کتاب خریدوں گا نہ لکھواؤں گا۔ اس کے بعد میں نے ایک شخص کے پاس اربعین امام غزالی دیکھی اور مجھ کو بہت پسند آئی۔ مگر دل میں میں نے کہا میں نے تو یہ عہد کرلیا ہے اس واسطے وہ کتاب نہ لی مگر میرے دل میں اس کا خیال رہا۔ پھر چند روز کے بعد ہی بطور ہدیہ کے ایک شخص مجھ کو دے گیا۔ فرمایا جامع اجودھن میں ایک شخص قاضی کی طرف سے خطیب تھا اس نے نماز میں ایسا غلط پڑھا کہ سب لوگوں نے نماز دہرائی۔ اس پر قاضی عبداللہ نے جو اجودھن کے قاضی تھے لوگوں کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور ان کے بیٹے محمد ابوالفضل نے جو ایک جنگ جو شخص تھا کہا کہ جا بجا

---

[۱] یہ حکایت سیرت نظامی یعنی محبوب الٰہی کی سوانح عمری میں بڑی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

سے یہ چند لوگ کام سے بھاگ کر یہاں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد جب حضرت مکان پر تشریف لائے تو یاراں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی کسی کے ساتھ بدزبانی کرے اور وہ تحمل سے کام لے تو خیر ورنہ اگر وہ بھی جواب دے تو جائز ہے۔ حضرت کا یہ فرمانا تھا کہ اسی وقت قاضی کے بیٹے پر فالج گرا۔ قاضی حضرت کی خدمت میں ایک سیر قند سفید اور ایک سیر روغن اور ایک سیر میدا اور دس سیر شکر لے کر حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا کہ عبداللہ اٹھارہ برس سے میں تمہاری باتیں سن کر صبر و تحمل کر رہا تھا۔ اب جو کچھ قرآن شریف کا حکم ہو میں اس کی فال لیتا ہوں۔ قرآن شریف کھولا تو اس میں یہ آیت برآمد ہوئی۔ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَھۡلِكَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ ۔ حضرت نے فرمایا بس یہی حکم ہے۔ ہرچند قاضی نے الحاح وزاری کی مگر آپ نے دعا نہ فرمائی۔ اور ارشاد کیا کہ تیر نشانہ پر پہنچ گیا۔ اور جو کچھ وہ لائے تھے سب واپس کیا جب قاضی واپس گھر پہنچے تو بیٹے کو مردہ پایا۔ **رباعی**

هان تا بجفا قصد خطائے نکنی ... خود را ہدف تیر بلائے نکنی

جانے کہ بصد مرگ نیابی ہشدار ... تا بر سر یک آہ گدائی نکنی

فرمایا شیخ جلال الدین تبریزی دہلی میں تشریف لائے تو شیخ نجم الدین صغریٰ نے جو دہلی کے شیخ الاسلام تھے ان سے جھگڑا کیا اور دہلی میں رہنے نہ دیا

جب وہ بداؤں پہنچے تو سوت ندی کے کنارے پر تجدید وضو کر کے یاروں سے فرمایا کہ آؤ شیخ الاسلام دہلی کے جنازے پر نماز پڑھ لیں اسی وقت ان کا انتقال ہوا ہے۔ پھر نماز کے بعد فرمایا کہ انہوں نے مجھ کو دہلی سے نکالا تھا میرے شیخ نے ان کو جہان سے باہر کر دیا۔ بندہ علی بن محمود جاندار عرض کرتا ہے کہ جھجو طبیب پسر صالح بقال حضرت کے مریدان سے تھا جب وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا حضرت اس کو دن ہی دن میں رخصت فرما دیتے شب کو خانقاہ میں نہ رہنے دیتے یہاں تک کہ اس نے حاضر ہونا موقوف کر دیا۔ میں اسکے پاس دوا لینے جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جو گیا تو میں نے کہا تم کو یک لخت حاضری ترک کرنی نہ چاہیئے۔ مہینہ میں ایک بار ہی حاضر ہو جایا کرو اگر واپس آنا مشکل ہو تو وہیں کسی کے مکان میں ٹھہر جانا۔ میرے اس کہنے سے ناراضگی کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہوئے۔ پھر اس کے بعد جو میں گیا تو دیکھا کہ اس کے پیر پر سخت ورم ہے اور درد کی تکلیف سے بے چین ہو رہا ہے۔ میں نے کہا تم نے حاضری چھوڑی اس کا مزہ چکھا۔ رو کر کہنے لگا کہ تم حضرت کی خدمت میں حاضر ہو تو میری طرف سے یہ روپے پیش کرنا اور میرے واسطے دعا کرانا۔ میں وہ روپے لے کر اس کے گھر سے باہر نکلا تو گرہ کھل کر روپے گر پڑے میں پھر اٹھا کر باندھے اور حضرت کی خدمت میں لے جا کر پیش کئے حضرت نے فرمایا یہ کیسے ہیں میں نے تمام

حال عرض کیا۔ آپ نے وہ روپے واپس کر دیئے اور دعا نہ فرمائی۔ جب میں واپس آیا تو معلوم ہوا اس کا انتقال ہو گیا تھا۔

فرمایا شیخ محمود موئے دوز کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا غلام بھاگ گیا ہے۔ آپ نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے غلام کا نام بتایا۔ آپ نے تھوڑا تامل کر کے فرمایا کہ مل جائے گا۔ مگر جب مل جائے تو مجھ کو خبر کر دینا۔ وہ شخص چلا گیا اور غلام اس کا مل گیا۔ مگر وہ شیخ کی خدمت میں نہ آیا۔ اتفاقاً پھر وہ غلام بھاگ گیا اور یہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ نے فرمایا پہلے تو نے مجھ کو خبر نہ کی اب وہ ایسا بھاگا ہے کہ تیرے ہاتھ نہ آئے گا۔ فرمایا جس زمانے میں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت شیخ جلال الدین تبریزی اور شیخ برہان الدین رحمہم اللہ ملتان میں تشریف رکھتے تھے تو مغلوں کا لشکر ملتان کے نیچے آ پہنچا حضرت خواجہ قطب الدین نے ایک تیر قباچہ حاکم ملتان کو عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ یہ تیر مغلوں کے لشکر کی طرف پھینک دو۔ حاکم نے ایسا ہی کیا اور صبح کو دیکھا تو ایک مغل بھی نہ رہا سب رات ہی رات بھاگ گئے۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اپنے یاروں سے آیۂ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ کی تفسیر بیان کر رہے تھے کہ نیند بغیر اونگ کے نہیں آتی اور اونگ بغیر نیند کے آجاتی ہے کسی نے پوچھا وَلَا نَوْمٌ کے کیا معنی ہیں

آپ نے فرمایا لا یہ معنی کیفیت ہے یعنی جب کہ ذات باری پر اونگھ کا آنا جائز نہیں تو پھر نیند کیسے آسکتی ہے ایک طالب علم سنا نام حاضر تھا اس نے کہا یہ آپ کہاں سے فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے پیر سے سُنا ہے۔ اس نے کوئی ناسزا کلمہ کہا۔ آپ خاموش ہو رہے۔ پھر فرمایا میں تجھ کو کیا جواب دوں اگر میرے ماں باپ کو کہتا تو میں صبر کر لیتا اب جو تو نے میرے پیر کو کہا ہے تو میں صبر نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد سنا ند کور اس قدر پریشان حال ہوا کہ حمالی پہ اس کا گزارا تھا۔ اس آرزو میں رہتا کہ کوئی شراب ہی کا بوجھ اس سے اٹھوائے اور مزدوری دے۔

فرمایا شیخ زکریا ملتانی نے تین مرتبہ تجارت کی ہر بار نقصان ہوا یہاں تک کہ ایک روز ان کے چچا نے طعنہ دیا کہ تجھ لڑکے کی بجائے اگر لڑکی ہوتی تو بہتر تھا۔ شیخ بہاء الدینؒ اسی وقت تمام کاروبار چھوڑ کر بخارا چلے گئے اور تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔ پھر وہیں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت اختیار کی اور علم کے موافق عمل کر کے ایسی نعمت حاصل کی کہ جو بیان سے باہر ہے۔ ہر شخص کو ایک کام کے واسطے پیدا کیا ہے اور یہی کام اس سے ٹھیک ہوتا ہے۔ نظم

ہمہ کار ہا میا میز با ہم	نہ ہر پیشہ کارے ہی خوب کارے
ز مطرب نوائے و ساقی نبیذے	ز معشوق بوسے و دلبر کنارے

فرمایا حضرت شیخ معین الدین حسن سنجری کے فرزندوں نے اجمیر میں ایک گاؤں آباد کیا تھا اور وہاں کے حاکم سے اس کی سند لینی چاہی اس نے نہ دی تب انھوں نے حضرت خواجہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ دہلی تشریف لے جاکر بادشاہ سے سند لائیں۔ الغرض خواجہ دہلی میں تشریف لائے اور خواجہ قطب الدین سے اپنے تشریف لانے کا سبب بیان فرمایا خواجہ قطب الدین نے عرض کیا کہ آپ کیوں تکلیف فرمائیں میں جاتا ہوں۔ پھر قطب الدین سلطان شمس الدین التمش انار اللہ برہانہ کی بارگاہ میں تشریف لائے۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ حضرت کبھی بادشاہ ملنے تشریف نہ لے گئے تھے جب بادشاہ کو ضرورت ہوتی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ الغرض بادشاہ نے بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ حضرت کو بٹھایا۔ اسی اثنا میں قاضی رکن الدین حلوائی جو صوبہ اودھ کے قاضی تھے آئے اور حضرت خواجہ سے بالادست بیٹھ گئے اور سلطان کو ان کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری۔ یہ بھی اس بات کو سمجھ گئے کہنے لگے حلوہ کاک کے اوپر رکھا جاتا ہے اگر حلوائی کاکی سے بالادست بیٹھ گیا تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی جب سلطان کا مزاج درست نہ ہوا تو قاضی نے معذرت کی۔ الغرض خواجہ قطب الدین نے اپنے تشریف لانے کا سبب بیان کیا سلطان نے اسی وقت اس گاؤں کا فرمان اور

ایک تھیلی اشرفیوں کی نذر گزرانی۔ حضرت اس کو لے کر خواجہ معین الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ گاؤں کا فرمان ہے اور یہ تھیلی خرچ راہ ہے۔ اس کے بعد خواجہ معین الدین شیخ نجم الدین صغری شیخ الاسلام دہلی سے ملاقات کے واسطے تشریف لے گئے کیونکہ ان حضرت سے خواجہ کا بھائی چارہ تھا۔ شیخ نجم الدین اس وقت اپنے مکان میں ایک چبوترہ بنوا رہے تھے حضرت خواجہ کی طرف ملتفت نہ ہوئے۔ حضرت خواجہ دوسری طرف سے ان کے سامنے گئے۔ انہوں نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا تب حضرت خواجہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ نجم الدین کیا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے بختیار کو میرے اوپر کیوں مسلط کیا ہے۔ حضرت خواجہ سمجھ گئے کہ اس شخص کو حسد ہو گیا ہے۔ آخر آپ رخصت کے وقت خواجہ قطب الدین سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ اجمیر چل کر میری جگہ بیٹھو میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں گا بھائی تم اس قدر مشہور ہوئے ہو کہ لوگ تمہاری شکایت کرتے ہیں۔ اپنے تئیں پوشیدہ رکھنا بہتر ہے۔ خواجہ قطب الدین نے عرض کیا میری کیا مجال ہے کہ حضرت کے سامنے کھڑا ہو سکوں چہ جائے کہ حضرت کے روبرو بیٹھوں۔ الغرض حضرت خواجہ معین الدین ہنوز اجمیر نہ پہنچے تھے کہ دہلی میں حضرت حضرت خواجہ قطب الدین نے انتقال فرمایا۔

بندہ علی بن محمود جاندار عرض کرتا ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ

حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں دستار لے گیا ہوں۔ صبح کو میں نے دستار خریدی اور خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور خواب کا واقعہ عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کے گز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سات گز ہے۔ خواجہ اقبال کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تم نے کیا کیا۔ عرض کیا میں نے آدمی بھیجا ہے۔ فرمایا واپس بلا لو۔ پھر ارشاد کیا کہ رات کو میں نے اقبال سے کہا تھا کہ اب گرم ہوا چلنے لگی سات گز کی دستار لے آنا۔ اب جو تم لے آئے تو میں نے جان لیا کہ یہ خدا کی بھیجی ہوئی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے اس کو زیب سر فرمایا۔ فرمایا ایک دفعہ دہلی میں بارش نہ ہوئی تھی۔ شیخ نظام الدین ابوالمؤید بارش کی دعا کیا کرتے تھے۔ اس دفعہ بھی نماز استسقا پڑھ کے منبر پر تشریف لائے اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے اللہ اگر مینہ نہ برسائے گا تو میں آبادی میں نہ رہوں گا۔ یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے۔ اسی وقت مینہ برسنا شروع ہوا پھر سید قطب الدین ان سے ملے اور کہا مجھ کو آپ کے ساتھ پورا اعتقاد ہے اور میں جانتا ہوں کہ آپ خدا سے راز و نیاز رکھتے ہیں مگر یہ بات آپ نے کیوں کہی۔ شیخ نظام الدین المؤید نے فرمایا میں جانتا تھا کہ ضرور برسے گا۔ سید قطب الدین نے کہا ایک دفعہ سید نور الدین غزنوی سے سلطان شمس الدین کی مجلس میں میری گفتگو ہوئی تھی اور میں نے ان کو ایسا لفظ کہا تھا جو ان کو سخت ناگوار گزرا۔ اب میں ان کے مزار پر گیا

اور کہا تم مجھ سے ناراض ہو اور لوگوں نے مجھ سے دعاے باراں کے واسطے کہا ہے۔ اگر تم صلح نہ کرو گے تو میں دعا نہ کروں گا۔ ان کے روضہ میں سے آواز آئی کہ تم جاؤ دعا مانگو۔ فرمایا بیان کرتے ہیں کہ روم میں ایک جوان تھا اس نے خواجہ سنائی کی یہ بیت سنی۔ بیت

اے کہ شنیدی صفتِ روم و چین　　　خیز و بیا ملکِ سنائی ببین

پا تے بنہ چرخ بزیر قدم　　　دست نہ و ملک بزیرِ نگین

ان کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ ایک شخص کمبل اوڑھے مسجد میں قبلہ رو بیٹھے ہیں۔ اس نے سلام کے بعد عرض کیا کہ آپ ہی نے یہ بیت فرمائی ہے۔ مجھ کو دکھائیے کہ وہ آپ کا ملک کونسا ہے۔ خواجہ سنائی نے فرمایا۔ ہاں میں اپنا ملک تم کو دکھاتا ہوں۔ میرے پاس آکر بیٹھ جاؤ۔ جوان بیٹھ گیا۔ خواجہ سنائی نے اپنے سینہ پر سے کمبل اٹھا کر اس کے اوپر ڈالا یہ بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو پوچھا میرا ملک دیکھا۔ اس نے عرض کیا جی ہاں دیکھ لیا۔ ان کے سینہ میں کیا چیز تھی جو اس جوان نے دیکھ لی۔

فرمایا شیخ حاجی روز یہاں ایک بزرگ تھے جن کا مزار دروازہ غزنین کی فصیل میں ہے ایک روز ان بزرگ نے دعا کی کہ خداوند آج کسی اپنے ولی کو بھیج جس کے ساتھ میں کھانا کھاؤں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد بارش شروع ہوئی اور ظہیر الدین سقا میرزائی کے دامن کمر سے باندھے کمیمڑی کی پتیلی طباق سے ڈھکے ہوئے لے کر آئے اور کہا ابھی میں

کھانے کو بیٹھتا تھا کہ دل میں خیال آیا کہ اس وقت شیخ حاجی نے ان سے اپنی دعا کا ذکر کیا۔ فرمایا بدایوں میں ایک بزرگ شیخ شاہی موئے تاب تھے یہ ایک دفعہ شیخ نظام الدین ابوالمؤید کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ شیخ نظام الدین نے ان سے فرمایا کہ آپ میرے واسطے دعا کیجئے تاکہ میرا مرض دور ہو۔ انہوں نے ہر چند عذر کیا مگر شیخ نظام الدین نے ایک نہ سنا اور کہا میں اپنے دو یاروں کو بلاتا ہوں ان کو بھی آپ اپنے ساتھ شریک کیجئے۔ پھر شیخ شرف الدین اور ایک اور صاحب کو جو درزی کا کام کرتے تھے بلوا کر ان کے حوالے کیا۔ خواجہ شاہی نے ان دونوں سے فرمایا کہ شیخ نظام الدین نے مجھ سے اس کام کی فرمائش کی ہے تو سر سے سینہ تک میں لیتا ہوں اور سینہ سے پیر تک تم دونوں کا حصہ ہے پھر یہ تینوں دعا میں مشغول ہوئے اور شیخ نظام الدینؒ نے اسی وقت صحت پائی۔

شیخ شاہی موئے تاب بارہا فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی حاجت لے کر تین روز میری قبر پر آئے اور اس کی حاجت پوری نہ ہو تو چوتھے روز وہ میری قبر کو اینٹ کر دے (یعنی توڑ ڈالے)

فرمایا غزنین کے ایک شخص عبداللہ رومی نام حضرت شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ کی خدمت میں رہتے تھے ایک عرصہ کے بعد ان کو سفر ملتان کا اتفاق ہوا۔ حضرت سے عرض کیا کہ میں ملتان جانا

چاہتا ہوں راستہ پرخوف وخطر ہے حضرت میرے واسطے دعا فرمائیں
کہ میں بسلامت پہنچ جاؤں۔ حضرت نے فرمایا یہاں سے فلاں مقام
تک جہاں ایک حوض ہے میری سرحد ہے اور اس حوض سے ملتان تک
شیخ بہاء الدین زکریا کی سرحد ہے۔ میری سرحد میں تم صحیح وسلامت
پہنچ جاؤ گے۔ عبداللہ رومی کہتے ہیں کہ حضرت کا یہ کلام سُن کر میں روانہ
ہوا اور اس حوض تک راستہ میں مجھ کو کچھ اندیشہ نہ ہوا۔ جب میں حوض
پر پہنچا وضو کر کے دوگانہ پڑھا اور شیخ بہاؤالدین زکریا سے استمداد کی
کہ یا حضرت اب میں آپ کی سرحد میں داخل ہوتا ہوں۔ یہاں تک تو حضرت
شیخ فریدالدین نے میری حفاظت کی اب آپ کیجئے پھر اس کے بعد روانہ
ہوا اور صحیح سلامت ملتان پہنچ گیا۔ جب حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کی
خدمت میں پہنچا تو میں کمبل ولبادہ پہنے ہوئے تھا۔ حضرت نے فرمایا یہ
شیطانی لباس کیوں پہنا ہے اور بہت باتیں کیں میں حیران ہوا کہ لوگ
تو سونے چاندی کے خزانے رکھتے ہیں میں ان کو کچھ نہیں کہتا اور میں نے
ایک کمبل پہنا ہے تو اس پر یہ فرما رہے ہیں کہتے ہیں کہ جب شیخ نے یہ دیکھا
کہ میں جامہ سے بالکل باہر ہو گیا ہوں۔ فرمایا اس قدر خفا کیوں ہوتے ہو
حوض پر کا قصہ یاد کرو پھر بتاؤ میری کیا تقصیر ہے۔

فرمایا خرق عادات کی چار قسمیں ہیں معجزہ، کرامت، معونت اور

استدراج معجزہ انبیا سے صادر ہوتا ہے جو علم کامل اور عمل کامل رکھتے ہیں اور اہل صحو ہیں اور کرامت اولیا سے ظاہر ہوتی ہے یہ بھی علم کامل و عمل کامل رکھتے ہیں۔ مگر اولیا و انبیا میں فرق یہ ہے کہ انبیا غالب الحال ہیں اور اولیا مغلوب الحال ہیں۔ اور معونت وہ ہے جو بعض دیوانوں سے ظاہر ہوتی ہے جو نہ علم رکھتے ہیں نہ عمل۔ ان سے جو کوئی بات خرق عادات کی قسم سے صادر ہو جائے تو معونت کہلائے گی اور جو بات اہل کفر سے پیدا ہو جو بالکل ایمان نہیں رکھتے جیسے جادو وغیرہ ہے کو اس کو استدراج کہتے ہیں۔ امام قشیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اولیاء اللہ سے کرامت ہوتی جائز ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک قرآن شریف میں سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں آصف بن برخیا کا قول اور تخت بلقیس کو ایک طرفۃ العین میں لاکر موجود کرنا اس کی قوی دلیل ہے کیونکہ آصف ولی تھے نبی نہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز خطبہ میں یاسارۃ الجبل الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ سے بچو، پہاڑ سے بچو کہا۔ حالانکہ اس وقت ساریہ شہر نہاوند میں تھے اور حضرت عمر رضؓ مدینہ منورہ میں۔ پھر کسی نے ساریہ سے پوچھا کہ تم نے کیونکر جانا۔ کہا میں نے حضرت عمرؓ کی آواز سنی کہ فرماتے ہیں یاساریہ الجبل الجبل۔ کرامات اولیاء کے حق ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے اور جس امت کے ولی سے کرامت ظاہر ہوتی ہے وہ اس

امت کے نبی کا معجزہ شمار کی جاتی ہے اور چونکہ نبی پر معجزہ کا ظاہر کرنا واجب ہے جس کے سبب سے ان کی نبوت کا ثبوت ہو کیونکہ بغیر معجزہ کے نبوت ثابت نہیں ہوتی اسی سبب سے معجزے پر ایمان لانا بھی واجب ہے اور ولی کو جو کرامت ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس سبب سے کرامت پر ایمان لانا بھی واجب نہیں۔ انبیا معصوم ہوتے ہیں اور محفوظ بھی۔ اور اولیاء معصوم نہیں ہوتے مگر محفوظ ہوتے ہیں۔ معصوم کے یہ معنی ہیں کہ انبیا گناہ کا قصد نہیں کرتے اور محفوظ کے یہ معنی ہیں کہ فرائض میں ان سے تقصیر نہیں ہوتی۔ مطلب یہ کہ انبیاء سے قصداً کوئی لغزش نہیں ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا[1] اور اولیا قصداً عبادت میں تاخیر نہیں کرتے ہیں اور جو بات بلا قصد ہو جائے اس پر مواخذہ نہیں ہے۔ فرمایا اولیاء کے تین مرتبے ہیں ایک ولی تو وہ ہے کہ نہ اس کو خود خبر ہو اور نہ کوئی اور اس کو ولی جانے اور دوسرا ولی وہ ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو ولی نہ جانے اور لوگ اس کو ولی جانیں۔ تیسرا ولی وہ ہے کہ لوگ بھی اس کو ولی جانیں اور وہ بھی اپنے آپ کو ولی جانے۔ فرمایا انبیاء کے واسطے عزل[2] نہیں ہے اور اولیاء کو عزل ہو جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب

---

[1] یعنی حضرت آدم قصداً گیہوں نہ کھایا تھا بلکہ سہواً کھایا تھا۔

[2] یعنی انبیاء کو ان کے مرتبہ سے تنزل نہیں ہوتا اور اولیاء کو تنزل ہو جاتا ہے۔

باب ۲۵ اخفائے کرامت کے بیان میں

شیخ شیوخ العالم خواجہ نظام الحق والدین قدس سرہٗ نے فرمایا شیخ عثمان حرب آبادی بڑے بزرگ تھے۔ انہوں نے ایک تفسیر بھی نہایت معتبر لکھی ہے۔ غزنیں میں سبزی و ترکاری پکا کر فروخت کرتے تھے اس کے بعد حضرت نے عنایت علیٰ کے بیان میں یہ بیت پڑھی۔ بیت

حق بہ شبان تاج نبوت دہد　　　　ورنہ نبوت چہ شناسد شبان

کھوٹے دام لا کر لوگ ان سے سبزی خریدتے اور یہ جانتے کہ دام کھوٹے ہیں مگر پھر بھی واپس نہ کرتے۔ یہاں تک کہ لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ شیخ عثمان کھرے کھوٹے میں تمیز نہیں کرتے ہیں جب ان کے انتقال کا وقت قریب پہنچا تو جس قدر کھوٹے دام تھے سب کو ایک تھیلی میں بھر کر اپنے پاس رکھا اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی کہ خداوند تعالیٰ تو جانتا ہے کہ تیری مخلوق نے مجھ کو کھوٹے دام دیئے ہیں میں نے ان کو قبول کیا واپس نہ کیا۔ مجھ سے جو تیری کھوٹی طاعت ہوئی ہے تو واپس نہ کیجیو۔ پھر فرمایا ایک دفعہ ایک صاحب دل درویش ان کے پاس آئے اور کھانا طلب کیا۔ شیخ عثمان نے کفگیر بھر کر نکالا تو تمام موتی نکل آئے درویش نے کہا کہ میں ان سنگریزوں کو کیا کروں مجھ کو کھانے کی چیز دو۔

پھر شیخ نے کفگیر نکالا تو اشرفیاں نکلیں۔ درویش نے کہا میں یہ نہیں لیتا مجھے کھانے کی چیز دو۔ تب تیسری بار کھانا نکالا درویش نے یہ حال دیکھ کر شیخ عثمان سے کہا اب تم کو یہاں رہنا نہ چاہیئے۔ اس کے چند ہی روز میں شیخ نے وفات فرمائی۔ درویش جب سے اس طرح کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں تو پھر اس کو دنیا کے اندر منہ دکھانا نہ چاہیئے۔ خواجہ سنائی نے یہ مضمون نظم کیا ہے۔ نظم

ہیچ منما جمالِ جان افروز   چون بجوئی برو سپند بسوز
آن جمالِ تو چیست مستیٔ تو   وان سپندِ تو چیست مستیٔ تو

فرمایا اولیاء سے جو ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں یہ ان کی مستی ہے۔ اولیاء اصحاب سکر و صحو ہیں بخلاف انبیا کے کہ وہ صرف اہل صحو ہیں۔ خواجہ سنائی کا مطلب یہ ہے کہ جب تو نے اپنی ہستی ظاہر کی تو پھر اپنی ہستی کو قائم نہ رکھ یعنی دنیا سے سفر کر جا۔ اس شعر کا یہی مطلب ہے۔ ؎

آن جمالِ تو چیست مستیٔ تو   وان سپند تو چیست ہستیٔ تو

فرمایا جب اولیاء اللہ پر غلبہ شوق طاری ہوتا ہے تو اس قسم کی باتیں ان سے سرزد ہوتی ہیں۔ مگر جو کامل لوگ ہیں کسی وقت ان سے راز فاش نہیں ہوتا مصراع مردان ہزار بادہ خوردند و تشنہ رفتند۔ فرمایا اسرار پوشیدہ رکھنے کے واسطے بڑا حوصلہ چاہیئے۔ نظم

اگر مشک خالص نداری مگو | اگر ہست خود فاش گردد بہ لو
اگر تو بہی پائے چوبیں بلند | کہ در چشم طفلان نمائی بلند
بسو گند خوردن کہ زر مغربی است | چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست

فرمایا شیخ شاہی موئے تاب کی بدایوں میں بہت شہرت ہوئی۔ جہاں جاتے لوگوں کا مجمع ان کے ساتھ ہوتا اور یہ خواجہ شاہی سید خام تھے۔ ان کے زمانہ میں ایک مجذوب محمود نخانی نام ان سے ملے اور کہا اے سید تم نے گرمی خوب گرم کی ہے عنقریب جل جاؤ گے۔ ایسا ہی ہوا کہ خواجہ شاہی نے خواب فرماتے ہوا انتقال کیا۔ ؎

زنار طریقت است قبول عامہ | شہرت چہ کنی خراب ہنگامہ

فرمایا ایک کتاب میں لکھا ہے کہ بندہ کے سامنے مشرق سے مغرب تک کی تمام چیزیں پیش ہوتی ہیں۔ خدا کے نزدیک وہ مچھر کے برابر بھی نہیں۔

فرمایا بعض ولی مرنے کے بعد مشہور نہیں ہوتے کیونکہ وہ زندگی میں اپنی شہرت چاہتے ہیں بندہ نے عرض کیا اولیا بھی شہرت چاہتے ہیں۔ فرمایا ہاں وہ معصوم تو نہیں ہیں۔ فرمایا ناگور میں ایک بزرگ شیخ حمید الدین صوفی نام حضرت خواجہ معین الدین کے خلیفہ تھے ان سے کسی نے پوچھا کہ بعض اولیاء جب انتقال کرتے ہیں ان کا نام باقی نہیں رہتا اور بعض اولیاء کی وفات کے بعد بھی ان کی شہرت قائم رہتی ہے بلکہ بہت بڑھ جاتی ہے اس

تفاوتِ حال کا کیا سبب ہے۔ فرمایا کہ جو ولی اپنی زندگی میں شہرت کی کوشش کرتا ہے اس کی وفات کے بعد اس کا نام تمام جہان میں مشہور ہوتا ہے۔ فرمایا حضرت شیخ فرید الدین ایک مدّت ہانسی میں رہے علم وافر تھا اس پہ عمل کیا مشہور ہو گئے تب وہاں سے اپنے آباؤ اجداد کے مقام پہ چلے گئے مگر چونکہ یہ جگہ ملتان سے قریب تھی یہاں بھی مشہور ہو گئے تب خیال کیا کہ یہاں سے لاہور چلا جاؤں جو اس وقت ویران پڑا ہوا تھا اور وہاں پہ دربار بھی ہے آخر ستائیس۲۷ سال آپ نے اجودھن میں گزارے اور وہیں وفات پائی۔ **بیت**

دشت و کہسار گیر ہمچو وحوش   خانہ تسلیم کن بہ گربہ و موش

فرمایا شیخ الاسلام شیخ فرید الدین فرماتے تھے۔ **بیت**

ہر کہ در بندِ نام و آوازہ است   خانہ او بیرونِ دروازہ است

فرمایا خواجہ ابوالحسن نوری اپنی مناجات میں فرماتے تھے کہ خداوند امجد کو اپنے بندوں کے درمیان پوشیدہ رکھ کہ ہاتف نے آواز دی کہ اے ابوالحسن بندوں میں حق پوشیدہ نہیں رہتا اور خواجہ احمد بن حنبل یہ دعا کرتے تھے کہ خداوندا مجھ کو اپنے بندوں میں بلند مرتبہ اور اپنے نفس میں نہایت ذلیل اور اپنے نزدیک اپنے متوسط بندوں میں شمار کر۔ برحمتک یا ارحم الرحمین۔

باب ۲۶ ضیافت، آدابِ طعام اور بذل ایثار کے بیان میں

شیخ الاسلام حضرت خواجہ نظام الحق والشرع والملۃ والدین قدس اللہ سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ جبرئیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے فرمایا اے جبرئیل کہاں آئے تھے اور کیا کام عرض کیا آج حکم ہوا ہے کہ خدا کے ایک بندہ کو خلّت کا خلعت پہناؤں اور خلیل اللہ کا خطاب دوں حضرت نے فرمایا وہ بندہ کون ہے میں اس کی خاک پا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤں جبرئیل نے عرض کیا کہ وہ بندے آپ ہی تو ہیں یہ سنتے ہی حضرت ابراہیم خوشی کے مارے بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا اے جبرئیل کس عمل کے صلہ میں یہ خلعت مجھ مرحمت ہوا ہے۔ جبرئیل نے کہا مہمانوں کی خبرگیری اور روٹی کھلانے سے۔ حضرت ابراہیم کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی مہمان آپ کے یہاں نہ آتا تو ایک ایک دو دو میل آپ مہمان کی تلاش میں جایا کرتے اور جب تک مہمان نہ آتا کھانا نہ کھاتے اور اب تک بھی آپ کے مزار مقدس پر کوئی شب مہمان سے خالی نہیں ہوتی۔ بادشاہوں نے گاؤں

وقف کر رکھے ہیں جن سے مہمانوں کا خرچ کیا جاتا ہے اور ہمیشہ ضیافت رہتی ہے۔
فرمایا خواجہ سید احمد نور اللہ مرقدہٗ نے کہ ایک روز میں اپنے نفس سے
مجادلہ کر رہا تھا جو عبادت میں اس کے آگے پیش کرتا وہ بلا عذر قبول کر لیتا
یہاں تک کہ اطعام طعام کا جب ذکر آیا تو نفس نے بہانے کرنے شروع
کئے میں سمجھ گیا کہ خدا کے نزدیک اس سے بہتر عبادت نہیں ہے پھر یہی کام
میں نے اختیار کیا۔ حضرت فرماتے ہیں اسی سبب سے ان کے خاندان پاک میں
بمقابلہ دیگر عبادات نماز و روزہ وغیرہ کے یہ عبادت یعنی مہمان نوازی بہت
ہے۔ فرمایا حدیث شریف میں وارد ہے کہ سورج نہیں طلوع ہوتا مگر اس
کے ساتھ دو فرشتے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا خرچ کرنے والے کو نعم البدل
عنایت کر اور خرچ نہ کرنے والے کا مال تلف کر۔ فرمایا کہ جس قدر ہو سکے مہمان
کی مدارات کرے۔ حدیث میں آیا ہے مَنْ زَارَ حَیًّا وَلَمْ یَذُقْ مِنْهُ شَیْئًا
فَکَاَنَّمَا زَارَ مَیِّتًا یعنی جس شخص نے زندہ سے ملاقات کی اور اس کے پاس
کچھ نہ کھایا تو گویا اس نے مردہ سے ملاقات کی۔ فرمایا حضرت امیر المؤمنین
علی کرم وجہہ کا فرمان ہے کہ جس نے ایک درم اپنے دوستوں پر خرچ کیا تو یہ
ایسا ہے جیسے سو درم صدقہ دیئے اور اگر سو درم یاروں پر خرچ تو گویا
ایک غلام آزاد کیا۔ فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ تین کھانوں کا بندہ
سے حساب نہ لیا جائے گا۔ ایک سحری دوسرے روزہ کی افطاری تیسرے

وہ کھانا جو کہ دوستوں کے ساتھ کھائے۔ فرمایا ایک دولت مند اکثر اوقات حضرت عین القضات کی خدمت میں پیش کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جو حضرت کو ضرورت ہوئی تو کسی اور شخص نے اس کو پورا کیا یہ خبر اس دولت مند کو بھی ہوئی۔ اس نے حضرت سے عرض کیا کہ کیا وجہ یہ دولت مجھ کو عنایت نہ کی دوسرے سے کیوں یہ خدمت انجام دلوائی۔ حضرت نے جواب دیا کہ تم اس شخص جیسے نہ بنو جو کہتا تھا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّدًا وَّلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا[۱]۔ اس بات کا رنج نہ کرو اور ان لوگوں کی صفت اختیار کرو جن کا یہ قول ہے۔ **بیت**

اے باغباں بیا و در باغ باز کن چون درا سیر روبہ من در فراز کن

فرمایا ایک درویش کئی سال کے بعد سفر سے اپنے گھر واپس آئے لوگ ملنے جلنے کو آتے تھے ایک ضعیف العمر بھی آئے اور پوچھا کہ اس سفر میں تم نے کیا کیا عجائب وغرائب دیکھے درویش نے بیان کیا کہ میں قطب عالم سے ملا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ تمام عالم ڈیڑھ آدمی ہے آدھا آدمی تو وہ ہے جو ہر وقت مصلیٰ بچھائے عبادت میں مصروف رہے اور پورا مرد وہ ہے جو ایک روٹی فقیر کو دے۔ حضرت محبوب الٰہی یہی بیان فرما رہے تھے کہ

---

[۱] یعنی اے اللہ مجھ پر اور محمدؐ پر رحم کر اور کسی اور پر ہمارے ساتھ رحم نہ کر۔ یہ ایک دہقانی شخص تھا حضور نے اس کو منع کیا اور فرمایا تو نے کشادہ کو تنگ کر دیا یعنی خدا کی رحمت کو۔

قاضی محی الدین کاشانی علیہ الرحمۃ نے عرض کیا میں نے تالیف خواجہ عثمان
اسمٰعیل دیکھی ہے اس کے اندر دو سو حدیثیں جمع کی ہیں اور دیباچہ میں لکھا
ہے کہ یہ دو سو حدیثیں سو استادوں سے مع سند کے یاد کی ہیں ان میں سے
ایک حدیث صحیحین کی متفق علیہ ہے اور دوسری احاد ہے اور ان سب
میں سے اس وقت ایک حدیث مجھ کو یاد رہی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشی ہے اس شخص کو جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پر
ایمان لایا اور سات بار خوشی ہے اس کو جس نے مجھے نہیں دیکھا اور
مجھ پر ایمان لایا۔ حضرت نے فرمایا یہ حدیث دلیل عقلی کے موافق ہے۔
کیونکہ ایمان بالغیب ایمان مشاہدہ سے زیادہ راسخ ہوتا ہے اس کے بعد
قاضی صاحب نے اسی کتاب کی اس حدیث کا مضمون بیان کیا کہ بنی
اسرائیل میں ایک عابد نے صومعہ بنا کر ساٹھ برس خدا کی عبادت کی
ہے دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر قیام کرتا آخر ایک عورت اس کے
قریب آئی اور یہ اس پر مفتون ہو کر چھ روز اس کے ساتھ بدکاری میں
مشغول رہا پھر ساتویں روز پشیمان ہو کر ایک مسجد میں پہنچا تین روز کے
فاقہ سے تھا ایک شخص نے ایک روٹی اس کو دی افطار کا وقت قریب تھا
اور دو درویش اس کے دائیں بائیں بیٹھے تھے وہ روٹی اس نے ان کو
دے دی اور خود خاموش ہو رہا پھر اسی وقت ملک الموت نے اس کی روح

قبض کر کے بارگاہ الٰہی میں حاضر کی وہاں پاس اعمال تو لے گئے چھ روزہ کی زکاری ساٹھ برس کی عبادت پر غالب آئی اور وہ روٹی جو ان درویشوں کو دی تھی اس گناہ پر غالب آئی اور عابد نے نجات پائی۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس حدیث پر عمل کرنا لازم سمجھو۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک زاہد نے سالہا سال خدا کی عبادت کی تھی آخیر ایک عورت کے فتنہ میں پھنس گیا اور اس زاہد کی ایک کرامت یہ تھی کہ ہر وقت ابر کا ایک ٹکڑا اس کے سر پر سایہ فگن رہتا۔ اب جو یہ گناہ سرزد ہوا تو وہ سایہ بھی جاتا رہا۔ زاہد یہ حال دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا اور ایک مسجد میں پہنچا یہاں دس بارہ آدمی ختم توریت پڑھ رہے تھے اور دس روٹیاں ان کی مقرر تھیں۔ آج شام جو روٹیاں آئیں تو ایک روٹی اس زاہد کو بھی ملی اور ان دس میں ایک شخص محروم رہا وہ بہت خفا ہوا کہ میرا حصّہ اس زاہد نے چھین لیا۔ زاہد نے یہ سنتے ہی وہ روٹی اس کے آگے رکھ دی اور اس کی رضا کا طالب ہوا فوراً ابر رحمت نے اس کے سر پر سایہ کیا یعنی اس کی توبہ قبول ہوگئی اور یہ خوشی خوشی خدا کا شکر کرتا ہوا واپس آیا۔ قاضی محی الدین کاشانیؒ نے سوال کیا کہ تخریص عنداللہ کیا ہے فرمایا کہ اطعام و ایثار کہ یہ بہت بڑی بات ہے۔ پھر فرمایا کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک لازمی اور ایک متعدی لازمی وہ ہے کہ جس کا نفع عبادت کرنے والے ہی تک محدود ہے اور

متعدی وہ ہے جس سے دوسرے کو بھی نفع پہنچے جیسے کھانا کھلانا یا کسی قسم کی راحت پہنچانا۔ فرمایا عبادت لازمی میں اخلاص شرط ہے۔ اور عبادت متعدی میں شرط نہیں ہے جس وقت دیا اسی وقت ثواب ہو گیا۔ ایک دفعہ میں حضرت کے جماعت خانہ میں رات کو حاضر رہا اور ایک شخص خواجہ ممّن مریدان حضرت شیخ شہاب سے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ تہجد کے واسطے وضو کرنے گئے پیچھے کوئی شخص ان کا لحاف لے گیا۔ جب وہ واپس آئے تو لحاف نہ پایا مجذوبیا سائی سے لڑنے لگے کہ میرا لحاف کون لے گیا۔ انہوں نے کہا تم جاتے وقت مجھ سے کیوں نہ کہہ گئے مجھ کو کیا خبر۔ مولانا محمود اودھی جماعت خانہ کے ایک گوشہ میں مشغول تھے۔ یہ گفتگو سن کر تشریف لائے اور اپنا لحاف خواجہ ممّن کو دے دیا۔ جب یہ ذکر حضور محبوب الٰہی نے سنا مولٰنا اودھی کو خاص اپنا لحاف عنایت فرمایا اور بہت تحسین و آفریں کی اور دعا دی۔ ظہر کی نماز کے بعد حضور تشریف رکھتے تھے کہ درویش حاضر ہوا اور زمین بوسی کر کے بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا کہاں سے آئے ہو عرض کیا ملک قنبر بیگ کے مکان میں فروکش ہوں تین مہینے ہو گئے کہ وہی روٹی کپڑے کی خبر لے رہے ہیں۔ انھوں نے اپنے محل میں ایک مکان مسافروں کے واسطے مخصوص کر دیا ہے آنے والے وہیں ٹھہرتے ہیں اور روٹی کپڑا ان کو ملتا ہے۔ حضرت نے یہ سن کر قنبر بیگ کے حق میں بہت کچھ

دعا فرمائی ۔ فرمایا میں نے بی بی فاطمہ سام سے سنا ہے فرماتی تھیں کہ جو بندہ خدا کے واسطے کسی کو روٹی کا ٹکڑا اور پانی کا آبخورہ دیتا ہے خدا اس کو ایسی دینی و دنیوی نعمت عطا کرتا ہے جو لاکھوں نماز روزے سے بھی حاصل نہیں ہوتی۔ فرمایا ایک دفعہ میں حضرت شیخ الاسلام شیخ فریدالدین کی خدمت میں حاضر تھا۔ فرمانے لگے کہ ایک روز میں نے کچھ گیہوں کے دانے چڑیوں کے آگے ڈالے اور دوسرے روز ایک شخص مجھ کو ایک من گیہوں اور ایک تنکہ نقد دے گیا اس کے بعد حضرت نے یہ بیت پڑھی ۔ **بیت**

خورش دہ بہ گنجشک وکبک و حمام که ناگہ ہمائے در افتد بہ دام

فرمایا شیخ ابو اسحاق گگاذرونی ایک نور باف کے فرزند تھے۔ اپنے گاؤں میں سوت کھول رہے تھے کہ حضرت عبداللہ خفیف کا ادھر سے گزر ہوا ان کو بغور دیکھا اور فرمایا اے لڑکے تو میرا مرید ہو جا ۔ انہوں نے کہا مرید کیونکر ہوتے ہیں میں نہیں جانتا ۔ حضرت عبداللہ نے کہا میرے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر یہ کہو کہ تمہارا مرید ہوا۔ ابو اسحاق نے ایسا ہی کیا اور کہا کہ پھر کیا کروں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا جب تم کھانا کھاؤ تو اس میں کچھ دوسروں کو بھی دیا کرو۔ خواجہ ابو اسحاق نے اس پر عمل شروع کیا۔ یہاں تک کہ ایک روز تین درویش صاحب دل ان کے گاؤں میں آئے یہ ان کو دیکھ کر بھاگے ہوئے گئے اور تین روٹیاں لا کر ان کے آگے رکھ دیں۔ ان درویشوں نے

نوش فرمائیں اور آپس میں کہا کہ اس بچہ نے خوب کام کیا اس کو کچھ دینا
چاہیئے۔ ایک درویش نے کہا میں نے اس کو دنیا دی۔ دوسرے نے کہا دنیا
کے سب سے بڑے فتنہ میں یہ پھنس جائے گا۔ تیسرے نے کہا ہم نے اس
کو دنیا بھی دی اور دین بھی دیا۔ یہ شیخ ابو اسحاق ایسے بڑے بزرگ ہوئے
ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا اور ان کی وفات کے بعد ان کے روضہ میں اس
قدر نعمت و برکت ہے کہ جس کی حد نہیں اور سونا اور چاندی وغیرہ نعمتوں
کا ڈھیر لگا رہتا ہے۔ فرمایا بدایوں میں ایک مجذوب مسعود نخاسی نام
تھے۔ خواجہ زین الدین علیشی ساکن مدرسہ معزی نے ان سے کہا کہ مجھ کو
نصیحت کیجیئے مجذوب نے کہا کہ میرے واسطے شراب منگاؤ۔ خواجہ نے
شراب منگوائی۔ مجذوب نے کہا ندی پر چلو یہ ان کے ساتھ ہو لئے جب کہ
ندی پر پہنچے تو مجذوب نے کہا کہ ساقی بنو اور مجھ کو شراب پلاؤ۔ خواجہ نے
شراب پلائی۔ مجذوب جب مست ہو گئے تو کہا میں ندی میں نہا لوں
پھر نصیحت کروں گا خواجہ بیٹھے رہے جب مجذوب نہا کر باہر نکلے تو خواجہ
سے کہا کہ ان پانچ باتوں پر عمل کرو۔ ایک تو گھر کا دروازہ آنے والوں کے
واسطے کھلا رکھو۔ دوسرے خوش پیشانی کے ساتھ پیش آؤ۔ تیسرے تھوڑا
یا بہت جو کچھ تمہارے پاس ہو کسی سے دریغ نہ رکھو۔ چوتھے یہ کہ کسی پر اپنا بوجھ
نہ رکھنا۔ پانچویں یہ کہ دوسروں کا بوجھ خود اٹھانا۔ فرمایا ایک درویش گجرات

سے آئے تھے. انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ گجرات میں ایک مجذوب کامل
سے میری ملاقات ہوئی. میں اور وہ ایک ہی حجرے میں رہتے تھے۔ ایک
روز میں حوض پر گیا اور اس حوض پر ہر کسی کو جانے اور پیر دھونے نہیں دیتے
ہیں. میری حوض کے نگہبان سے ملاقات تھی اس نے مجھ کو جانے دیا۔
میں وضو کر کے فارغ ہوا تھا کہ ایک عورت مٹکا میرے پاس لائی اور کہا
اس کو بھر دو. میں نے بھر دیا. پھر ایک عورت نے دیا غرض کہ چار پانچ مٹکے
بھر بھر کے دیئے۔ پھر میں اپنے حجرے میں آیا اور نماز کے واسطے بلند تکبیر کہی۔ مجذوب
وہاں سوتے تھے جاگ اٹھے اور کہا یہ کیا شور و غل مچایا ہے کام وہی تھا
جو تو نے مٹکے بھر بھر کے دیئے تھے۔ احیاء العلوم میں جابر بن عبداللہ
سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
جس نے کسی کا اس کی مرغوب طبع چیز سے شکم سیر کیا خدا اس کے واسطے
ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا اور ایک لاکھ گناہ معاف فرمائے گا اور تین جنتوں
سے اس کو رزق دے گا جنت الفردوس جنت العدن اور جنت الخلد سے
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت جب اصحاب حاضر ہوتے حضور
ان کو بغیر کچھ کھلائے واپس نہ فرماتے تھے۔ اور شیخ بدرالدین غزنوی کے پاس
جب کوئی جاتا اور ان کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ ہوتی تو خادم کو حکم
دیتے کہ پانی ہی پلاؤ اور فرماتے کہ کچھ تکلف نہ کرنا چاہیے سلمان رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا ہے کہ ہم مہمان کے واسطے تکلف نہ کیا کریں جو کچھ ہمارے پاس موجود ہووے حاضر کردیں۔ جو مہمان مسافر ہو اس کے واسطے تکلف کرنا اور قرض لینا بھی جائز ہے مگر جو لوگ اپنے یاران و دوستان ہیں ان کی تواضع کے واسطے قرض وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ایسی تواضع سے پھر تقاطع کا اندیشہ ہوتا ہے یعنی میل و محبت میں فرق پڑتا ہے۔ ابورافع حضور صلعم کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ حضورؐ نے مجھ کو حکم دیا فلاں یہودی کے پاس جاکر کہو کہ میرے ہاں ایک مہمان آیا ہے اس کے واسطے اس قدر آٹا دے دو۔ میں نے یہودی سے کہا۔ اس نے جواب دیا کہ میں بغیر رہن کے نہ دوں گا میں نے یہی جواب حضورؐ کی خدمت میں پہنچایا۔ حضورؐ نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں آسمان میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں۔ تم یہ میرا زرہ لے جاؤ اور اس کے پاس رہن رکھ دو۔ فرمایا ادب یہ ہے کہ جب مجلس میں داخل ہو جہاں خالی جگہ دیکھے بیٹھ جائے۔ ایک دفعہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور صحابۂ کرام نے آپ کے گرد حلقہ کیا تھا کہ تین شخص حاضر ہوئے ایک تو حلقہ میں جگہ دیکھ کر بیٹھ گیا اور دوسرے کو جب حلقہ میں جگہ نہ ملی تو لوگوں کے پس پشت بیٹھ گیا اور تیسرا جگہ نہ ملنے سے واپس چلا گیا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل خدمت

اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ حلقہ میں جو شخص آ کر بیٹھا ہے میں نے اس کو اپنی پناہ میں لیا ہے اور جو شخص شرم کے سبب سے پیچھے بیٹھ گیا ہے مجھ کو اس سے شرم ہے قیامت کے روز اس کو رسوا نہ کروں گا اور تیسرے نے یہاں سے منہ پھیرا لہذا میری رحمت نے اس سے منہ پھیرا۔ کوشش یہی کرنی چاہیئے کہ حلقہ کے اندر شامل ہو کیونکہ حلقہ میں شامل ہونے سے انسان محفوظ ہو جاتا ہے اور اگر حلقہ میں جگہ نہ ملے تو لوگوں کے پس پشت بیٹھ جائے۔ فرمایا ایک دفعہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص نے آ کر سلام کیا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایک شخص نے اس کو جواب دیا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ومغفرتہٗ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا سلام کے اندر برکاتہٗ سے زیادہ نہیں آیا ہے۔

ایک دفعہ شیخ ابوالقاسم نصیر آبادی اپنے مرشد حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر کی خدمت میں تمام یاراں و مریدان کے ساتھ کھانے میں مصروف تھے کہ امام الحرمین امام غزالی کے استاد تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے شیخ ابوالقاسم وغیرہ نے ان کی طرف کچھ التفات نہ کیا آخر جب یہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو امام الحرمین نے فرمایا کہ میں نے آپ لوگوں کو سلام کیا آپ نے جواب بھی نہ دیا۔ شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ کھانا کھانے

والوں کے پاس جو شخص آئے اس کو لازم ہے کہ بغیر سلام کئے بیٹھ جائے جب لوگ کھانے سے فارغ ہوں اور ہاتھ دھو ڈالیں اس وقت اٹھ کر سلام کرے امام الحرمین نے فرمایا یہ بات آپ عقل سے کہتے ہیں یا نقل سے شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ عقل سے کیونکہ جو شخص اس نیت سے کھانا کھاتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے عبادت کی قوت بہم پہنچے تو اس کا کھانا عین عبادت ہے اور عبادت مثلاً نماز میں جو شخص مشغول ہے وہ سلام کا جواب کیسے دے سکتا ہے۔ فرمایا لازم ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھولیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص کو اپنے گھر میں برکت بڑھانی منظور ہو وہ کھانے کے وقت ہاتھ دھوئے جب ہاتھ کام کاج کے سبب کسی چیز میں آلودہ ہو تو ضرور اس کو دھونا چاہئے اور جب کھانا کھائے تو یہ نیت کرے کہ عبادت میں قوت نصیب ہو تا کہ اس کھانے کا بھی ثواب پائے۔ فرمایا میزبان کا حق ہے کہ مہمان کے ہاتھ دھلائے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی اور خود ان کے ہاتھ دھلانے لگے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عذر کیا کیونکہ یہ امام مالک کے شاگرد تھے امام مالک نے فرمایا تم ناخوش نہ ہو سنت یہی ہے کہ میزبان مہمان کے ہاتھ دھلائے۔ ہارون الرشید نے ابو معاویہ ضریر کی دعوت کی اور کھانے کے بعد خود ہاتھ دھلائے اس وقت کسی نے ابو معاویہ سے پوچھا کہ تم کو خبر ہے کہ تمہارے ہاتھ کون دھلا رہا ہے ابو معاویہ نے کہا کہ نہیں اس نے

کہا کہ نہیں۔ کہا امیر المؤمنین ہیں۔ ابو معاویہ نے کہا اے امیر المومنین تم نے علم و اہل علم کا اکرام و اجلال کیا خداوند تعالیٰ تمہارا اکرام و اجلال کرے گا۔

کھانے کے وقت پہلے لقمہ کے ساتھ بسم اللہ دوسرے کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور آخر لقمہ کے ساتھ الحمد للہ کہے اور نیز مناسب ہے کہ پہلے لقمہ کے ساتھ بسم اللہ آہستہ کہے اور دوسرے کے ساتھ بلند آواز سے کہے تا کہ اور لوگوں کو بھی یاد آجائے اور اگر ہر لقمہ پر بسم اللہ کہے تو بہت ہی افضل ہے تاکہ طعام ذکر الٰہی کو مانع نہ ہو۔ کھانے کی ابتدا و انتہا نمک کے ساتھ کرنی چاہیئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے علی تم کھانے کو نمک کے ساتھ شروع اور ختم کیا کرو کیونکہ نمک ستّر مرضوں کی دوا ہے۔ کھانے اندر پانی نہ پیوے مگر جب گلے میں نوالہ اٹک جائے یا تشنگی صادق ہو تو پی لے اور کھانے کے بعد خدا کا حمد و شکر بجالائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے کھانے کے بعد یہ دعا پڑھی اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ[1] اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔ اور لایلاف سے سورۂ فاتحہ تک پڑھے نعمت و برکت و ثواب حاصل ہوگا جب پانی پینا چاہے تو کوزہ دائیں ہاتھ میں لے کر بسم اللہ کہے اور منہ سے لگائے پھر الحمد للہ کہہ کر ہٹالے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر پھر منہ سے لگائے اور پھر الحمد للہ رب

---

[1] شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو یہ کھانا کھلایا بغیری توت و طاقت کے

العالمین کہہ کر ختم کرے۔ غرضکہ ایک ہی سانس میں پانی نہ پیوے تین سانس میں پینا چاہیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک سانس میں پانی نہ پیا کرو کیونکہ ایک سانس میں پانی پینے سے درد جگر پیدا ہوتا ہے۔ نیز حدیث میں وارد ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اے علی جب تم پانی پی کر فارغ ہوا کرو تو یہ دعا پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَقَانَا مَآءً عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا۔[1] اس کے پڑھنے سے تم شکر گزاروں میں لکھے جاؤ گے۔ جب کسی مکان میں جا کر کھانا کھائے تو اس کو اس طرح دعا دے اَفْطَرَ عِنْدَكَ الصَّآئِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكَ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ[2] فرمایا شیخ بدرالدین غزنوی کے ہاں ایک دفعہ دعوت تھی۔ ایک درویش نے کھانے میں آلودہ ہاتھ سے پانی کا آبخورہ اٹھا کر پینا شروع کیا۔ شیخ بدرالدین کو اس کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری اور چاہا کہ اس سے باز پرس کریں مگر قاضی منہاج نے سفارش کر کے درگزر کرائی شیخ بدرالدین کا ناراض ہونا اس سبب سے تھا کہ آلودہ ہاتھ آبخورہ کو لگانے سے اور لوگوں کو کراہت آتی ہے۔ حضرت محبوب الٰہی یہی فوائد بیان فرما رہے تھے کہ دستر خوان بچھایا گیا۔ حضرت روزے سے تھے فوائد بیان فرماتے رہے اور یاراں کھانے میں مصروف ہوئے کھانے سے

---

[1] شکر ہے خدا کا جس نے ہم کو پانی پلایا اپنی رحمت سے اور اس کو کھاری کڑوا نہ بنایا۔

[2] روزہ داروں نے تمہارے پاس روزہ افطار کیا اور نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تمہارے لئے دعا کی۔

فارغ ہونے کے بعد بعض یاراں نے حمد اور بعض نے تکبیر کہی۔ حضرت نے فرمایا مجھ کو یہ مشکل در پیش تھی کہ کھانے کے بعد تکبیر کہنا کہاں سے ثابت ہے۔ آخر یہ حدیث میری نظر پڑی کہ ایک دفعہ صحابۂ کرام صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے کھانے سے فارغ ہوئے تو حضور نے فرمایا مجھ کو امید ہے کہ تم نصف اہل جنت ہو ہم نے پھر تحمید و تکبیر کہی۔ تو اب معلوم ہوا کہ تکبیر بھی حمد ہی کے قبیل سے ہے اور درویش اسی بنا پر تکبیر کہتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۲۷ سماع کے بیان میں

شیخ شیوخ العالم قطب اوتاد بنی آدم حضرت نظام الحق والدین قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ مشائخ کی تصنیفیں بہت ہیں خصوصاً شیخ احمد کرمانی[۱]، شیخ ابوسعید ابوالخیر اور شیخ سیف الدین باخرزی بڑے صاحب علم تھے ایک دفعہ ان کے مریدوں نے عرض کیا کہ ہر ایک بزرگ نے کوئی نہ کوئی کتاب اپنی یادگار چھوڑی ہے حضور بھی کچھ تالیف کریں۔ فرمایا میری ہر بیت ایک کتاب ہے۔ فرمایا میں شیخ بدرالدین سے سنا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین یہ بیت بہت پڑھا کرتے تھے۔ بیت

---

[۱] اس کتاب میں تو شیخ احمد کرمانی لکھا ہے مگر مشہور شیخ اوحد کرمانی ہے۔ شاید کسی کاتب نے غلطی سے اوحد کی جگہ احمد لکھ دیا۔

سودائے تو اندر دلِ دیوانۂ ماست　　　　　ہر جا آن نہ حدیث تست افسانۂ ماست

بیگانہ کہ از گفت او خویشِ من است　　　　　خویشے کہ نہ از تو گفت بیگانۂ ماست

فرمایا شیخ فرید الحق والدین قدس اللہ روحہٗ کو میں نے دیکھا کہ حجرہ کے اندر سر برہنہ کئے ہوئے تشریف رکھتے ہیں چہرہ متغیر اور زبان مبارک پر بیت جاری ہے بیت

خواہم کہ ہمیشہ در وفائے تو زیم　　　　　خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم

مقصود منِ خستہ ز کونین توئی　　　　　از بہرِ تو میرم و از برائے تو زیم

یہ بیت پڑھ کے سجدہ کیا پھر سر اٹھا کر وجد میں مشغول ہوئے اور اسی طرح کرتے رہے۔ میں نے حجرہ کے اندر جا کر پیروں میں سر رکھ دیا۔ فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو۔ میں نے ایک دینی چیز مانگی جو حضرت نے مجھ کو عنایت فرمائی۔ پھر میں پشیمان ہوا کہ میں نے سماع کے اندر وفات ہونے کی فرمائش کیوں نہ کی۔ حضرت قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ نے عرض کیا کہ حضرت مخدوم نے کونسی چیز طلب کی تھی فرمایا استقامت۔ فرمایا ایک دفعہ حضرت شیخ فرید الدین نور اللہ مرقدہٗ پر ایک حال طاری تھا حضرت نے ایک مرید کو آواز دی وہ نماز میں مشغول تھے تھوڑی دیر کے بعد سلام پھیر کر عرض کیا لبیک حضرت نے فرمایا وہ وقت گزر گیا۔

گر وقت خوش ہست غنیمت می دار　　　　　کانرا چو نمازہا قضا نتوان کرد

شیخ سیف الدین باخرزی بارہا فرماتے تھے کہ مجھ کو خواجہ سنائی کے ایک قصیدے نے مسلمان کیا ہے یہ دو بیتیں اسی قصیدے کی ہیں۔ بیت

خلد پائے عیاران درکارہ | درکف دست وس مند عیاری ہمو
برسر طور ہوا طنبور شہوت میزنی | عشق مردان نرانی را بدیں خواری مجو

اور شیخ سیف الدین بار ہا یہ بھی فرماتے کہ اگر کوئی مجھ کو خواجہ سنائی کے مرقد کی خاک لادے تو میں اس کو اپنی آنکھوں میں لگا لوں فرمایا بدایوں میں ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے افسوس کہ فخری نامہ بڑھاپے میں میرے ہاتھ لگا اگر جوانی میں ہاتھ لگتا تو بہت کام نکلتے اور شیخ الاسلام بہاء الدین مریدوں کو وصیت فرماتے تھے کہ فخر نامہ یاد کرلو اس کے اندر بہت فوائد ہیں شیخ ابو سعید ابوالخیر اپنے مریدوں سے ارشاد کرتے کہ اگر تم کو خدا کا بندہ بننا منظور ہے تو اس بیت کو پڑھا کرو یہاں تک کہ وہ وقت آجائے **بیت**

بے بلد تو من قرار نتوانم کرد | احسان ترا شمار نتوانم کرد

فرمایا شیخ نظام الدین ابوالمؤید کو میں نے دیکھا کہ جوتیاں اتار کر ہاتھ میں لیں اور مسجد آکر دوگانہ پڑھا ایسی محمد گی کے ساتھ میں کسی کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا ہے الغرض اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے اور نہایت خوش الحانی کے ساتھ ایک آیت کلام مجید کی پڑھی پھر فرمایا ؎ من بخط آبائے خود بنشتہ دیدم۔ اتنی ہی بات نے حاضرین پر ایسا اثر کیا کہ سب رونے لگے پھر یہ بیت پڑھی **بیت**

تا زعشق تو بے قبا خواہم کرد | جاں از غم تو زیر و زبر خواہم کرد
از درد دلے بخاک در خواہم شد | بر عشق سپہرے زگور خواہم کرد

فرمایا قاضی منہاج الدین ایک صاحب ذوق بزرگ تھے۔ ہر دوشنبہ کو وعظ فرماتے اور میں ان کے وعظ میں جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ انھوں نے یہ رباعی پڑھی۔ **رباعی**

لب برلب دگران خوش کردن آہنگ سر زلفِ مشوش کردن

امروز خوش است فردا خوش نیست خود را چو طعمۂ آتش کردن

میں یہ رباعی سن کر بے خود ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آیا۔ ایک دفعہ شیخ بدرالدین غزنوی کے مکان میں پیر کے روز مجلس تھی ان کو بھی بلایا انھوں نے وعدہ کیا کہ میں وعظ سے فارغ ہو کر آؤں گا۔ جب یہ تشریف لائے تو سماع شروع کیا گیا اور ان کو اس قدر وجد و ذوق ہوا کہ تمام کپڑے پارہ پارہ کر دیئے فرمایا ایک دفعہ میں نے حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ روحہٗ کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا اور اس کے اندر یہ رباعی تحریر کی۔ **رباعی**

زاں روے کہ بندۂ تو دانند مرا بر ہر در مکِ چشم نشانند مرا

لطف عام ست عنایتے فرمودہ است ورنہ کیم از کجا چہ دانند مرا

اس کے بعد جب میں حاضر ہوا تو فرمایا وہ رباعی جو تم نے لکھی تھی یاد کر لی ہے ایک روز حضرت نے یہ بیت پڑھنی شروع کی اور ہر بار چہرۂ مبارک میں ایک تغیر پیدا ہوتا یہاں تک کہ افطار کا وقت آ گیا نہ معلوم کہ خاطر مبارک میں کیا تھا اور کون آپ سے یہ بیت پڑھواتا تھا۔ **بیت**

نظامی این چہ اسرار است کز خاطر عیان کردی
کسے سرش نمی داند زبان درکش زبان درکش

فرمایا ایک دفعہ شیخ زکریا ملتانی اپنے مکان کے دروازہ میں چوکھٹ پر دونوں ہاتھ رکھے کھڑے تھے اور یہ بیت زبان مبارک پر جاری تھی۔ **بیت**

کردی صنما بسر ما بار دگر   ما ہیچ نہ کردیم خدا می داند

نہ معلوم کہ اس بات سے ان کا کیا مقصود تھا اور کس بات پر انہوں نے اس کو حمل کیا تھا۔ فرمایا دحید نام قوال سے میں نے سنا کہ شیخ شرف الدین کرمانی ساکن قصبہ سرسہ نے سماع میں انتقال کیا اور یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک جگہ مجلس سماع منعقد تھی قوالوں نے یہ بیت شروع کی۔ **بیت**

روز صد رہ جان دہد آواز مرا   کاہل راہ عشق و ناز مرا

شیخ شرف الدین نے فرمایا در باختم درباختم و جان بدادم پھر اسی وقت وصال فرمایا شیخ علی سنجری کی خانقاہ میں سماع تھا قوالوں نے یہ شعر پڑھا۔ **بیت**

کشتگان خنجر تسلیم را   ہر زمان از غیب جانے دیگر است

حضرت خواجہ قطب الدین کو وجد و ذوق شروع ہوا اور یہی بیت کہلواتے رہے پھر ایک عالم حیرت طاری ہوا اور مدہوش ہو کر دولت خانے میں تشریف لائے چار روز اسی حالت میں گزرے کہ صرف نماز کے وقت ہشیار ہو جاتے اور پھر وجد و ذوق میں بیخود ہوتے یہاں تک کہ پانچویں روز کی شب انتقال فرمایا

شیخ بدرالدین غزنوی فرماتے ہیں کہ میں اس شب حاضر تھا جب حضرت خواجہ کے انتقال کا وقت قریب پہنچا مجھ پر غنودگی طاری ہوئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ اوپر کو تشریف لے جارہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دوستان خدا نہیں مرتے ہیں فوراً ہشیار ہوا اور دیکھا کہ حضرت انتقال فرما چکے ہیں۔ **بیت**

عاشقان پیش نشان چنیں میرند | خوبرویان چو پردہ برگیرند

فرمایا ایک دفعہ میں جمعہ کی نماز کے بعد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہٗ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا اور وہاں سے واپسی میں عصر کی نماز شہر میں پڑھی۔ خواجہ کافور خواجہ سرا میرے پاس آئے اور دو تنکہ نذر کئے۔ پھر کہا میں ہر جمعہ کو سلطان غیاث الدین بلبن کی نیاز کے دو تنکہ مشائخ کی نذر کیا کرتا ہوں۔ اگر فرمان ہو تو غیاث پور میں حضور کے پاس پہنچا دیا کروں۔ میں نے قبول کیا پھر کئی جمعہ وہ نذر مجھ کو پہنچی ایک روز سماع کے اندر مجھ کو وجد ہوا اور میں نے ہاتھ بلند کئے کہ فوراً اس مقرری نذرانہ کے خیال نے میرے ذوق میں تفرقہ ڈال دیا اور دل میں خطرہ گزرا کہ مجھ کو ہر جمعہ دو تنکہ مقرری ملتے ہیں اس واسطے دست برداری مناسب نہیں ہے اور اسی وقت توبہ کی کہ یہ تنکہ قبول نہ کروں گا۔ پھر سماع میں مشغول ہوا۔ فرمایا ایک روز حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہٗ نے سماع سُنا

چاہا۔ قوال حاضر نہ تھا۔ اسی وقت مولانا بدرالدین اسحاق عرائض کا خریطہ لے کر حاضر ہوئے حضرت شیخ نے فرمایا کھڑے ہو کر پڑھو انہوں نے قاضی حمیدالدین نوراللہ مرقدہٗ کا مکتوب نکال کر پڑھنا شروع کیا جس میں لکھا تھا کہ فقیر حقیر ضعیف نحیف محمد عطا کہ او بندۂ پروردہ درویشان است واز سر و دیدہ خاک قدم ایشان۔ حضرت پران الفاظ کے سنتے ہی ذوق و لطیف طاری ہوا۔ اس کے بعد اس مکتوب میں یہ رباعی لکھی تھی۔ رباعی

آن عقل کجا کہ در کمال تو رسد آن روح کجا کہ در جمال تو رسد
گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال آن دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد

فرمایا میں نے جب سماع میں کسی چیز کی تعریف یا صفت سنی اس کو حضرت شیخ کے اوصاف و اخلاق پر حمل کیا۔ ایک دفعہ قوال نے یہ بیت پڑھی بیت

مخرام بدین صفت مبادا کز چشم بدت رسد گزندے

مجھ کو اس کے سنتے ہی حضرت کے اوصاف و اخلاق یاد آئے اور میں ایسا بیخود ہوا کہ جس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ فرمایا خواجہ خضر پارہ دوز حضرت خواجہ فریدالدین کی خدمت میں حاضر ہوئے درویشوں نے سماع شروع کیا جب مجلس گرم ہوئی حضرت کی طبیعت ناساز تھی دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ بیت پڑھنے لگے۔

بیت

صاحب دردی کجا تا بنمائیم صد گریہ ہزار زہر صد ریش

فرمایا شہر دہلی میں سماع کا سکہ قاضی حمیدالدین ناگوری قدس اللہ سرہ نے

بٹھایا اور انہیں کے صاحب سماع ہونے سے سماع یہاں قائم ہوگیا۔
باوجودیکہ مدعیاں ان سے سخت منازعت کرتے وہ اپنے کام پر قائم تھے
ایک دفعہ کوشک سید کے نزدیک ایک مکان میں دعوت تھی اور حضرت
خواجہ بختیار کاکی وغیرہ بزرگان اس مجلس میں شریک تھے کہ مولنا رکن
الدین سمرقندی کو خبر ہوئی وہ سماع کے سخت مخالف و مدعی تھے۔ اپنے
خدمتگاروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور حکم دیا کہ مکان کے اندر گھس کر
سماع کو روک دینا۔ قاضی حمید الدین کو بھی خبر ہوگئی۔ انہوں نے مالک مکان
سے فرمایا کہ تم پوشیدہ ہوجاؤ ہرچند تم کو بلائیں تم باہر نہ نکلنا۔ انہوں نے
ایسا ہی کیا۔ اتنے میں مولنا رکن الدین سمرقندی بھی اپنے شور و غلغلہ کے
ساتھ آپہنچے اور مالک مکان کو دریافت کیا آخر جب وہ نہ ملے تو یہ لوگ
واپس چلے گئے۔ فرمایا قاضی حمید الدین نے بہت اچھی تدبیر کی تھی۔ اگر وہ
مالک مکان کی بغیر اجازت مکان میں آتے پھر ان سے مواخذہ کیا جاتا۔ فرمایا
بجریوں نے بھی قاضی صاحب سے جھگڑا کیا تھا۔ مگر جب مولانا شرف
الدین بجرا بیمار ہوئے تو قاضی صاحب اخلاق درویشی سے آراستہ ہونے کے
باعث ان کی عیادت کے واسطے تشریف لے گئے جب ان کو اطلاع کی
گئی تو وہ بولے اس شخص کا منہ نہیں دیکھتا جو خدا کو معشوق کہتا ہے۔ تب
قاضی صاحب واپس چلے گئے۔ جب قاضی صاحب کے سماع سننے کا

چرچا ہوا تو مدعیوں نے حرمت سماع کے فتوے لکھے۔ ایک مولوی قاضی صاحب کی خدمت میں آمد و رفت رکھتا تھا اس نے بھی فتوے پر دستخط کئے پھر جب قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے بھی دستخط کئے ہیں۔ مولوی شرمندہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا جن مفتیوں نے جواب لکھے ہیں وہ میرے نزدیک ہنوز شکم مادر میں ہیں اور تم پیدا تو ہو گئے ہو مگر بچہ ہو۔

رباعی

دنیا طلبا جہان بکامت بادا — این جیفۂ مردار بدامت بادا
گفتی کہ نزد من حرام است سماع — گر بر تو حرام است حرامت بادا

فرمایا بدایوں شریف میں ایک واعظ تھے ان سے کسی نے سماع اور وجد کی بابت دریافت کیا انھوں نے فرمایا میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ چنا جب بھاڑ میں پڑتا ہے تو بلا قصد اچھلتا ہے۔ فرمایا سماع کی چار قسمیں ہیں۔ حلال، حرام، مکروہ، مباح۔ اگر صاحب وجد کا میل خاطر حقیقت کی طرف زیادہ ہے تو مباح ہے۔ اگر مجاز کی طرف زیادہ ہے تو مکروہ ہے اور اگر بالکل حقیقت ہی کی طرف میلان ہے تب حلال ہے اور بالکل مجاز ہی کا دھیان ہے تب حرام ہے۔ صاحب وجد کو چاہئے کہ سب باتوں کو اچھی طرح جان لے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے گھر میں دو لڑکیاں دف بجا کر گا رہی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

چادر اوڑھے لیٹے تھے کہ ابوبکرؓ آئے اور آواز دی کہ رسول خدا کے مکان میں مزمار شیطان کا کیا کام ہے۔ حضورؐ نے چہرۂ مبارک کھول کر فرمایا کہ اے ابوبکرؓ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دف بجانا اور گانا مباح ہے۔ فرمایا سماع کے واسطے تین باتیں درکار ہیں۔ زماںؔ۔ مکاںؔ۔ اخواںؔ یعنی وقت خوش ہو کہ دل میں کسی بات کا تردد نہ ہو اور مکان دل کش کہ جس کے دیکھنے سے تفریح ہو، شارع عام نہ ہو نہ بد آواز گانے والا ہو اور اخوان یعنی اہل مجلس سب ایک جنس کے ہوں منکر سماع اور دنیا دار موجود نہ ہوں اور نوجوان شہوت پرستوں اور غافلوں کا بھی اس مجلس میں کچھ کام نہیں ہے۔ فرمایا اہل درد پر ایک بیت کے سننے سے وجد و کیف پیدا ہوتا ہے باجا ہو یا نہ ہو اور جو لوگ اہل درد نہیں ہیں وہ اگر ہر قسم کے باجے بھی سنیں تو کچھ اثر نہیں ہوتا پس معلوم ہوا کہ یہ کام درد سے متعلق ہے۔ ہر روز لوگوں کو حضوری کہاں میسر ہے اگر کسی روز وقت خوش ہو تو کل اوقات اس کی پناہ میں ہو جاتے ہیں اور جس مجلس کوئی شخص صاحب ذوق ہو گا تمام حضار مجلس اس کی پناہ میں آجائیں گے۔ سماع کے واسطے کئی باتیں درکار ہیں جب یہ موجود ہوں اس وقت سماع سُنے۔ مُسْمِعْ۔ مُسْتَمِعْ۔ مَسْمُوْع۔ آلۂ سماع۔ مُسْمِعْ یعنی گانے والا پورا مرد ہو لڑکا یا عورت نہ ہو۔ مُسْتَمِعْ یعنی سننے والا یاد حق میں مشغول ہو۔ مسموع یعنی گانا فحش اور کسی ہجو نہ ہو۔ آلۂ سماع یعنی مزامیر

وغیرہ نہ ہو تب یہ سماع سننا مباح ہے۔ سماع ایک آواز موزوں ہے وہ کیسے حرام ہو سکتی ہے اور یاد حق میں جو حرکت پیدا ہو وہ مستحب ہے اور اگر فساد کا خیال ہو تو حرام ہے۔ وجد و کیفیت میں اگر بے اختیاری کے ساتھ حرکت کرے گا یا کپڑے پھاڑے گا اس کا مواخذہ نہ ہوگا اور اگر اختیار سے لوگوں کو دکھانے کے واسطے کرے گا تب مواخذہ ہوگا اور یہ بالکل حرام اور سراسر نفاق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حبشی لوگ مسجد نبوی میں رقص کر رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم بھی دیکھنا چاہتی ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ تب حضور نے مجھ کو اپنے پس پشت کھڑا کر لیا اور حبشیوں سے فرمایا کہ ہاں شروع کرو پھر جب میں تھک گئی تو حضورؐ نے فرمایا بس میں نے عرض کیا حضور ہاں تو آپ نے حبشیوں کو حکم دیا کہ بس ختم کرو۔ پس رقص کو حرام کہنا خطا ہے۔ فرمایا شیخ علی حکی ایک بزرگ تھے میں نے ان سے سنا ہے کہ شہر کرمان میں ایک قاضی نے محفل سماع منعقد کی تمام اکابر شہر جمع ہوئے اور ایک اہل درد بھی بغیر بلائے مجلس کے گوشہ میں آبیٹھے جب سماع گرم ہوا تو یہ صوفی وجد کے واسطے کھڑے ہو گئے۔ قاضی نے کہا درویش بیٹھ جا۔ درویش رنجیدہ ہو کر بیٹھ گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد قاضی کھڑے ہوئے درویش نے ہیبتناک آواز سے کہا قاضی بیٹھ جا قاضی بیٹھ گئے اور ایسے بیٹھے کہ ہل نہ سکے جب سماع

ختم ہوا سب لوگ چلے گئے یہ درویش بھی رخصت ہوئے۔ پھر سات برس کے
بعد درویش کا اس طرف گزر ہوا تو دیکھا کہ قاضی اسی طرح پر بیٹھے ہیں درویش
نے کہا قاضی کھڑا ہو قاضی کھڑا نہ ہوا پھر کہا قاضی کھڑا ہو پھر بھی قاضی کھڑا نہ
ہوا تب تیسری مرتبہ کہا کہ اسی طرح بیٹھا رہ اور اسی طرح مرجا یہ کہہ کر باہر چلے
آئے اور قاضی نے ان کی تلاش میں آدمی دوڑائے مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ آخر قاضی
نے اسی حالت میں وفات پائی۔ فرمایا ناموزوں وجد کرنا درویشوں میں سخت
عیب ہے۔ قاضی حمیدالدین ناگوری علیہ الرحمتہ نے حکم دیا تھا کہ ہماری مجلس میں
جو شخص ناموزوں وجد کرے اس کو بٹھا دو ایک دفعہ ایک درویش وجد میں کھڑے
ہوئے اور خادم نے ان کو روک دیا جب مجلس ختم ہوئی تو درویش نے فریاد کی
اور کہا میں وجد میں کھڑا ہوا جنت کے دروازے کشادہ تھے میں اندر داخل
ہونا چاہتا ہے کہ آپ کے خادم نے روک دیا اور میں اس نعمت سے محروم رہا
قاضی صاحب نے خادم سے دریافت کیا خادم نے کہا کہ ان کا وجد بے اصول
تھا اس سبب سے ان کو روکا گیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا جنت بے اصولوں
کی جگہ نہیں ہے۔ فرمایا مجھ کو یاد نہیں ہے کہ میں کبھی سب سے پہلے مجلس میں
کھڑا ہوا ہوں سوا ایک دفعہ کے سماع نے میرے اندر سخت اثر کیا تھا اور میں
بیخود تھا جب ہوش میں آیا تو اپنے تئیں کھڑا دیکھا۔ سماع میں جو پہلے کھڑا ہوگا،
اسی سے بازپرس ہوگی۔ **بیت**

رقص آن بود کہ ہر زمان بر خیزی | بے درد ہو گرد از میان بر خیزی
رقص آن بود کہ از دو جہان بر خیزی | دل پارہ کنی و از سر جان بر خیزی

حضرت کے ایک مرید نے عرض کیا کہ مولانا رکن الدینؒ ایسی مجالس میں شریک ہیں جہاں مزامیر بھی ہوتا ہے حضرت کو یہ بات ناپسند ہوئی اور جب کہ مولانا رکن الدین حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا۔ مولٰنا نے عرض کیا کہ اس مجلس میں بندہ کا کوئی دوست نہ تھا اور گمان غالب تھا کہ میرے منع کرنے سے وہ لوگ باز نہ رہیں گے۔ حضرت نے فرمایا تم منع کردو وہ لوگ باز آئیں فبہا ورنہ تم وہاں سے اٹھ کھڑے ہو۔ فرمایا حضرت جنید ابتداء میں وجد کرتے تھے آخیر میں بالکل حرکت نہ کرتے کسی نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا۔ وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ط جب شیخ بدرالدین کا انتقال ہوا اور میگولہ میں دفن کئے گئے تو ہمارے حضرت بھی فاتحہ خوانی کے واسطے تشریف لے گئے۔ حضرت مجلس سے دور ایک خطیرہ میں تشریف لے گئے وجد میں لوگ کھڑے ہوئے تو حضرت بھی کھڑے ہو گئے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ تو ان سے دور ہیں تشریف رکھیں۔ فرمایا موافقت شرط ہے۔ فرمایا حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور عرض کیا کہ حضور ہمارے مشائخ میں جو سماع رائج ہے کیا حضور اس کو ناپسند فرماتے ہیں۔ فرمایا نہیں مگر تم ان سے کہہ دو کہ سماع سے پہلے اور پیچھے قرآن شریف پڑھ لیا کریں

باب ۲۸ متفرقات میں

حضرت شیخ شیوخ العالم خواجہ نظام الحق والشرع والملۃ والدین قدس اللہ سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ میں حضرت شیخ شیوخ العالم جناب صاحب کی زیارت کے واسطے روانہ ہوا جب ہانسی میں پہنچا۔ شیخ جمال الدین ہانسوی سے ملاقات ہوئی۔ وہ بیمار تھے اس سبب سے میں چند روز ٹھہر گیا آخر جب ان کا انتقال ہوگیا تو سویم کے بعد میں روانہ ہوکر حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت شیخ نے جمال الدین کا حال دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا حضرت چشم پُرآب ہوئے اور ارشاد کیا کہ ان کی نماز کی کیا کیفیت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ تین روز کی نماز فوت ہوئی۔ حضرت خاموش ہوگئے۔ مولانا بدرالدین اسحاق نے کہا یہ اچھا نہ ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت تو خاموش ہو رہے ہیں انہوں نے کیوں ایسا کہا۔ پھر جب بدرالدین اسحاق کا آخری وقت پہنچا تو آپ نے جماعت سے نماز ادا کی اور وظیفہ ختم کیا پھر اشراق پڑھی اور وظیفہ میں مشغول ہوئے پھر چاشت پڑھ کر سربسجدہ ہوئے اور جان بحق تسلیم کی۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں سوچا کہ بے شک ایسے شخص کی یہ بات کہنی بجا تھی۔ فرمایا میں نے مولانا عزیز الدین زاہد سے سنا ہے کہتے تھے کہ میں نے اور مولانا برہان کابلی نے

ابتدا میں ایک ہی جگہ تحصیل علم کی ہے ایک دو اشرفیاں ان کے ہاتھ آئیں تو کہنے لگے کہ میں ایک اشرفی کا قرآن شریف خریدوں گا اس نیت سے کہ خداوند تعالیٰ مجھ کو صاحب زکوٰۃ کر دے اور ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد ایک روز جمال الدین نیشاپوری کو توال شہر گاجر کا حلوا ان کے پاس لائے اور کہا دیکھئے کیسے ذائقہ کا ہے۔ انہوں نے کہا طالب علم سوکھی روٹی بھی ایسے ذائقہ سے کھاتے جیسے گاجر کا حلوا پھر سمجھ لینا چاہئے کہ گاجر کا حلوا کیسے ذائقہ کا معلوم ہوگا۔ جمال الدین کوتوال کو ان کی یہ بات پسند آئی او راسی وقت بیس اشرفیاں نذر کیں پھر اس کے بعد مولانا قاضی ہو گئے اور مال و دولت بے اندازہ حاصل ہوئی۔ فرمایا امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ حضرت ابن سیرین نے دو خوابوں کی عجیب تعبیر دی ہے۔ ایک خواب یہ ہے کہ کسی نے دیکھا کہ میں اپنی مہر مردوں کے منہ اور عورتوں کی شرم گاہ پر لگا رہا ہوں۔ ابن سیرین نے فرمایا کہ کیا تو مؤذن ہے اس نے کہا کہ ہاں فرمایا پھر بے وقت اذان کیوں کہتا ہے۔ دوسرا خواب یہ ہے کہ ایک شخص نے دیکھا تلوں میں سے تیل نکل رہا ہے اور یہ پھر اس کو تلوں میں داخل کر رہا ہے۔ ابن سیرین نے فرمایا تو اچھی طرح تحقیق کر تیری بیوی تیری ماں معلوم ہوتی ہے اس شخص نے تحقیق کیا تو ایسا ہی تھا۔ ایک دفعہ خلیفہ نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا اور اپنی عمر کی بابت دریافت کیا ملک الموت نے پانچوں انگلیوں سے اشارہ کر دیا۔ جب بادشاہ بیدار ہو تو سب لوگوں سے تعبیر پوچھی

ہر ایک نے اپنی عقل ورائے کے موافق بیان کیا کسی نے پانچ برس کہے کسی نے پانچ مہینے کسی نے پانچ روز آخیر امام صاحب سے بھی دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے ان پانچ باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے جن کا علم سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں ہے اور اس آیت میں ان کا ذکر ہے اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ۔ خلیفہ اس تعبیر سے بہت خوش ہوا اور امام اعظم کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا۔ ایک روز امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف کا سبق دے رہے تھے اور سیاہ رنگ کی لاطیہ ٹوپی آپ کے سر پر تھی (لاطیہ اس ٹوپی کہتے ہیں جو سر سے ابھری ہوئی ہو اور جو سر پر چپکی رہے وہ ناشزہ ہے) ایک شخص آیا اور سوال کیا کہ قاضی صاحب آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی ٹوپی پہنی ہے۔ قاضی صاحب نے کہا ناشزہ اس نے پوچھا کس رنگ کی۔ قاضی صاحب نے کہا سفید۔ اس نے کہا پھر آپ نے سیاہ رنگ کی لاطیہ ٹوپی کیوں پہنی ہے اور جب آپ سنت نبوی سے

ؔ بے شک خدا ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور پیٹ اندر بچہ کو جانتا ہے اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ کل کیا کرے اور نہ کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ کہاں مرے گا۔

اس قدر خلاف ہیں تو آپ کو حدیث شریف پڑھانی نہ چاہیئے ۔ قاضی صاحب نے کہا یہ بات تم خدا کے واسطے کہی یا مجھ کو ایذا دینے کے واسطے اگر خدا کے واسطے کہی ہے تو تم کو علانیہ کہنے سے ثواب نہ ہوگا اور اگر مجھ کو ایذا دینے کے واسطے کہی ہے تو اس کا وبال تیرے اوپر ہے۔

فرمایا ایک بزرگ دریا کے کنارے قیام رکھتے تھے ۔ ایک روز اپنی بیوی سے فرمانے لگے کہ کھانا لے کر دریا کے پار جا وہاں ایک بزرگ ہوں گے ان کو کھلا کر چلی آ عورت نے کہا دریا میں پانی بہت ہے میں کیسے پار جا سکتی ہوں ۔ بزرگ نے فرمایا کنارے پر کھڑے ہو کر کہنا کہ اے دریا میرے شوہر کے طفیل جس نے میرے ساتھ کبھی نزدیکی نہیں کی ہے مجھ کو راستہ دے دریا راستہ دے گا تم چلی جانا عورت نے ایسا ہی کیا اور بزرگ کی خدمت میں پہنچی کھانا پیش کیا جب کہ وہ کھا چکے تو عورت نے کہا میں کیونکر واپس جاؤں ۔ بزرگ نے فرمایا دریا سے کہیو کہ اے دریا اس درویش کے طفیل جس نے آج تک کھانا نہیں کھایا ہے مجھ کو راستہ دے عورت نے ایسا ہی کیا اور دریا کے اوپر سے چلی آئی ۔ پھر اپنے خاوند کے قدموں میں سر رکھ کر عرض کرنے لگی کہ مجھ کو اس کی حقیقت سے آگاہ کرو تم نے بارہا میرے ساتھ نزدیکی کی ہے اور کئی بچے تم سے پیدا ہوئے ہیں پھر تم نے یہ صریح جھوٹ بولا اور دریا نے مجھ کو کیوں راستہ دیا دوسرے ان درویش نے

میرے سامنے کھانا کھایا پھر جھوٹ بولا کہ میں نے کبھی کھانا نہیں کھایا ہے اور اسی جھوٹ بولنے پر دریا نے راستہ دیا اس میں کیا حکمت تھی. بزرگ نے فرمایا بات یہ ہے کہ میں کبھی خواہش نفس سے تمہارے ساتھ نزدیکی نہیں کی ہے نہ کبھی اس درویش نے خواہش نفس سے کھانا کھایا۔ میری نیت یہ تھی کہ تمہارا حق ادا کروں اور درویش کی نیت یہ تھی کہ کھانا کھانے سے عبادت کی قوت حاصل ہو پس ہم دونوں نے گویا یہ فعل ہی نہیں کئے۔ فرمایا نیت یہ نہیں ہے کہ آدمی دل میں یہ کہے کہ میں فلاں کام کروں بلکہ نیت یہ ہے کہ خود بخود دل اس کام پر آمادہ ہو جب خود بخود دل میں ایسی بات پیدا ہو تو اس کو بارگاہ الٰہی میں قبول شدہ سمجھنا چاہئے مگر یہ بات کبھی کبھی ہوتی ہے ہر وقت نہیں ہوتی خصوصًا دنیاداروں کو تو بالکل ہی نہیں ہوتی مگر بڑی مشقت کے بعد۔ فرمایا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہٗ حضرت امام حسن علیہ السلام کے بکثرت شادیاں کرنے اور طلاق دینے سے منبر پر عذر کیا کرتے تھے ایک روز آپ نے فرمایا کہ لوگ حسن کو اپنی بیٹی نہ دیا کریں۔ اس پر ہمدان نام ایک شخص نے عرض کیا کہ قسم ہے خدا کی ہم ان کو ضرور بیٹی دیں گے وہ رکھیں یا طلاق دیں ان کو اختیار ہے مولا علی اس بات سے بہت خوش ہوئے اور یہ شعر پڑھا؎

وَلَوْ کُنْتُ بَوَّابًا عَلٰی بَابِ جَنَّۃٍ لَقُلْتُ لِھَمْدَانَ اُدْخُلُوْھَا بِسَلَامٍ

۱؎ اگر میں جنت کا دربان ہوا تو ہمدان سے کہوں گا کہ سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو جا

غرض اس حکایت سے یہ ہے کہ جب انسان اپنے اہل و فرزند میں کوئی برائی دیکھے تو خود اس کا ساتھ نہ دے بلکہ اس کی مخالفت کرے تاکہ دوسروں کا دل ٹھنڈا ہو۔ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عورتوں سے مشورہ لے کر اس کے خلاف عمل کرو کیونکہ ان کی مخالفت میں برکت ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جب آدمی کسی بات میں متردد ہو تو یہ تردد عقل و ہوا کے تعارض سے پیدا ہوتا ہے اور عورتوں پر ہوا کا غلبہ ہے۔ جب ان سے مشورہ لیا جائے گا ہوا کے موافق رائے دیں گی جس کا خلاف کرنا عین عقل کے موافق و صواب ہے۔ حضرت محبوب الٰہی تشریف رکھتے تھے کہ خواجہ تاج الدین واحدی نے حاضر ہو کر قدمبوسی حاصل کی۔ حضرت نے فرمایا کتنے دنوں کے بعد آج آئے ہو عرض کیا ایک سال کے بعد، حضرت نے فرمایا ہمارے پڑوس میں رہو اور ایک بعد آؤ یہ کہاں جائز ہے۔ خواجہ تاج الدین نے عرض کیا کہ حضور کو معلوم ہے کہ لوگوں نے مجھ کو کس قدر تکلیف دی ہے اور حضور نے کچھ فریاد رسی نہ فرمائی۔ حضرت نے فرمایا جو لوگ میرے قریب رہتے ہیں ان کو رنج دنیا مجھے منظور نہیں۔ فرمایا ابتداء میں شیخ فریدالدین انار اللہ مرقدہ نماز گاہ کھتوال میں جو آپ کے آباؤ اجداد کا مقام تھا عبادت کرتے تھے۔ جب شیخ الاسلام شیخ جلال الدین تبریزی وہاں پہنچے تو لوگوں سے دریافت کیا کہ یہاں کوئی درویش ہے لوگوں نے کہا ہاں قاضی صاحب

کے فرزند شیخ مسعود خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید ہیں۔ شیخ جلال الدین تبریزی یہ سن کر آپ سے ملنے نماز گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک شخص نے انار پیش کیا آپ اس کو لئے ہوئے بابا صاحب کے پاس آئے اور ملاقات کے بعد انار کے ٹکڑے کر کے آگے رکھ لئے اور کھانا شروع کیا۔ اور بابا صاحب روزے سے تھے اس سبب سے آپ نے نہ کھایا اور آپ کا ازار بوسیدہ تھا آپ گھڑی گھڑی کرتے سے اس کو ڈھکتے مگر ہوا کھول دیتی۔ شیخ جلال الدین نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ بخارا میں ایک درویش نے پانچ سال تک طالب علمی کی ہے تم اس بات سے کیوں شرم کرتے ہو (درویش کے لفظ سے شیخ خود اپنے تئیں مراد لی ہے) پھر شیخ جلال الدین تبریزی رخصت ہوئے تو حضرت بابا صاحب کو افسوس ہوا کہ شیخ نے روزہ افطار کر کے کیوں نہ ان کے ساتھ انار نوش کیا اور ایک دانہ جو وہاں پڑا رہ گیا تھا اسی کو اٹھا کر نوش فرما لیا۔ اس کے بعد جب حضرت بابا صاحب حضرت خواجہ قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا مسعود جو انار کا دانہ مقصود تھا وہ تم کو پہنچ گیا خاطر جمع رکھو حضرت کی مجلس میں خواجہ محمود نجار کا ذکر ہوا بندہ نے عرض کیا جو شخص ان کو زر نقد کی قسم سے کرتا ہے وہ اس کو منہ میں ڈال دیتے ہیں حضرت نے فرمایا ہاں ان کا یہی طریق ہے۔ پھر فرمایا مجذوبوں کے ساتھ صحبت

رکھنی اچھی نہیں ہے دور ہی سے ان کا معتقد رہے اور ہو سکے تو روٹی وغیرہ کی خبر رکھے۔ پھر فرمایا ہر مہینہ میں چھ روز ایسے ہیں جن کے اندر سفر کو جانا اور بڑے بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالنا نہ چاہیے جن کی تفصیل یہ ہے تیسری آٹھویں، تیرھویں، اٹھارھویں تیئیسویں، اٹھائیسویں، اس کا قاعدہ یہ ہے کہ کن انگلی سے گننا شروع کرے پھر جو تاریخ بیچ کی انگلی پر آئے اسی کو منحوس جانے۔ فرمایا ابتدا میں جب کہ میں بابا کا مرید بھی نہ ہوا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں عورت کے پیچھے جا رہا ہوں وہ عورت ایک مکان میں داخل ہوئی اور میں دروازہ پر کھڑا ہو گیا کہ اتنے میں میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں میں بہت شرمندہ ہوا کہ ایسی پریشان حالت میں کس طرح حضور کو منہ دکھاؤں۔ پھر اسی وقت حضور تشریف لے آئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا السلام علیک یا ملک الفقراء المساکین اور مجھ کو بغل میں لے لیا جب میں بیدار ہوا تو دل میں خطرہ گزرا کہ لفظ مساکین کا فقراء سے بدل ہونا جائز ہے پھر دل سے کہا کہ کاش میں علم نہ پڑھتا تاکہ رسول خدا کے فرمان پر اعتراض کا خطرہ نہ گزرتا۔[1]

دہلی میں ایک عالم بڑے بزرگ و صالح شخص تھے مگر ان خوبیوں کے

---

[1] اس حکایت کی تفصیل کتاب سیرت نظامی میں بیان کی گئی ہے اور حضرت کے تمام حالات مفصل طور پر اسی کتاب سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

باوجود کبھی کبھی درویشوں کی اہانت کرتے اور برا بھلا کہتے ۔ میں بھی ان سے اس سبب سے سبق پڑھتا تھا کہ یہ ہفتہ میں ایک دن بھی ناغہ نہیں کرتے تھے اور ان کے دیگر استاد ہفتہ میں دو تین ہی سبق دیتے ۔ الغرض اسی طرح ایک مدّت گزر گئی ۔ آخر میں نے حضرت خواجہ محبوب الٰہی سے یہ واقعہ عرض کیا اور پوچھا کہ وہ جو درویشوں کو سخت و سست کہتے ہیں اور بندہ سنتا ہے تو کیا بندہ بھی اس گناہ میں ماخوذ ہوگا ۔ حضور نے فرمایا نہیں مگر جس مجلس میں وحشت پیدا ہو اس کا ترک کرنا بہتر ہے ۔ بعد ازاں ارشاد کیا کہ میں ایک عالم سے پڑھتا تھا ان کے بیٹے کو ایک گاؤں میں قضات ملی اور وہ قضات کا لباس پہن کر گھر میں آیا جس کو دیکھ کر یہ عالم بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے الحمد للہ برسوں میں نے اس کی تمنا کی اور آج خدا نے تجھ کو نصیب فرمائی ۔ میں یہ سن کر اپنے دل میں کہا کہ ان بزرگ کو ایک گاؤں کی قضات سے اس قدر خوشی ہوئی ہے تو ان کا علم میرے اندر کیا اثر کرے گا ۔ پھر میں نے ان سے کچھ نہ پڑھا ۔ فرمایا نہ کسی سے سوال کرنا چاہیئے اور نہ دل میں یہ خطرہ لانا چاہیئے کہ مجھ کو فلاں شخص سے کچھ ملے گا ۔ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے مَنْ فَتَحَ عَلٰی نَفْسِهٖ بَابًا مِنَ السُّوَالِ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَبْعِيْنَ بَابًا مِنَ الْفَقْرِ یعنی جو شخص اپنے اوپر سوال کا ایک دروازہ کھولے گا خدا اس کے اوپر فقر کے ستر دروازے کشادہ کرے گا ۔

باب ۲۹ مرض کی فضیلت کے بیان میں

حضرت شیخ الاسلام خواجہ نظام الحق والشرع والملۃ والدین طاب اللہ ثراہ نے ارشاد فرمایا کہ بیمار ہونا آدمی کے واسطے بھلائی کی نشانی ہے مگر اس کو خبر نہیں ہوتی۔ ایک اعرابی نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب سے میں نے اسلام اختیار کیا ہے جان و مال کا نقصان ہو رہا ہے۔ برابر بیمار رہتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا جب مومن کے مال میں نقصان پیدا ہو یا بیمار ہو جائے تو یہ اس کے صحت ایمان کی علامت ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیمار ہو اور کوئی اس کی عیادت کو آئے پھر یہ بیمار پہلے خدا و رسول کا نام نہ لے تو اس نے شکایت کی۔ اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے وہ اعمال لکھے جاتے ہیں جو بحالت، صحت یا اقامت کیا کرتا تھا (یہ ثواب نوافل کے واسطے ہے) جب حضرت کچھ علیل ہوتے تو مریدان کو حکم فرماتے کہ حضرت خواجہ قطب الدینؒ کے آستانۂ مبارک میں جا کر میرے واسطے عرض کرو اور یہ دعا، پڑھو اِلٰهِیْ ضَاقَتِ الْمِنَنُ اَهِبُ اِلَّا اِلَیْكَ وَخَابَ الْاٰمَالُ

اِلَّا لَدَیْکَ وَانْقَطَعَ الرَّجَاءُ اِلَّا عَنْکَ وَبَطَلَ التَّوَکُّلُ اِلَّا عَلَیْکَ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی بیمار ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیر کر یہ دعا پڑھتے اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَ اَشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔ مولانا رضی الدین کی عیادت کو ایک عالم تشریف لائے اور یہ حدیث پڑھی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا۔ مولانا رضی الدین نے پوچھا کہ اس حدیث کے پڑھنے کا کیا موقعہ تھا۔ عالم نے فرمایا کہ مجھ کو ایک حدیث پہنچی کہ کوئی بیمار کے سامنے یہ حدیث کو متواتر پڑھے خدا اس بیمار کو صحت عنایت فرماتا ہے۔ چنانچہ مولٰنا رضی الدین بھی تندرست ہو لئے۔ حضرت محبوب الٰہی حظیرہ میں تشریف فرما تھے اور مولٰنا برہان الدین سیوستانی بھی حاضر تھے کہ شرف پائے بوسی سے مشرف ہوا اور عرض کیا کہ آج میرا گھوڑا مر گیا ہے۔ حضور نے فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور میں نے نہیں پڑھی فرمایا اب پڑھ لو بعد ازاں ارشاد کیا ایک بزرگ کے انتقال کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ نے اپنے ایمان کو کیسا پایا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے جو کچھ نیکی یا بدی کی تھی سب کا بدلہ پایا یہاں تک میری ایک

بلی مرگئی تھی اس کو بھی میں نے پلۂ حسنات میں دیکھا تو فرشتوں سے پوچھا
کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ تمہاری بلی ہے ہم کو حکم ہوا کہ اس کو بھی تمہاری
نیکیوں میں شامل کر دیں۔ میں نے کہا میرا ایک گدھا بھی مرگیا تھا مگر اس کو میں
اپنی نیکیوں میں نہیں دیکھتا ہوں فرشتوں نے کہا جب یہ بلی مری تھی تم نے
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ پڑھی تھی اور جب گدھا مرا تو نہیں پڑھی اس سبب
سے اس کو تمہاری نیکیوں میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد مولانا برہان الدین
نے عرض کیا کہ حضور کے تمام مرید ان کا مخلص ہے خصوصاً ان دو حضرات
کا پھر بندہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ایک یہ اور ایک مولانا قوام الدین حضور
ان کو نہ سمجھے تب مولانا برہان الدین نے اپنی ایک آنکھ پہ ہاتھ رکھا حضور
سمجھ گئے اور فرمایا ہاں وہ اچھے آدمی ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو
شخص ہر روز اکیس بار یہ دعا پڑھ لیا کرے خداوند تعالیٰ نے جو کچھ اس کو
دنیا میں دیا اس کا حساب نہ لے گا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْ
مَا بَعْدَ الْمَوْتِ ۔ خواجہ سنائی فرماتے ہیں۔ ؎

اے حریفان خادم الشہوات　　　　اکثروا ذکر ہادم اللذات

فرمایا بدایوں میں ایک بزرگ مولانا سراج الدین ترمذی رہتے تھے
انہوں نے اس قصد سے مکہ شریف کا سفر کیا کہ وہیں رہوں گا تاکہ جب
مروں تو وہیں دفن کیا جاؤں۔ الغرض حج سے فارغ ہو کر پھر بدایوں واپس

چلے آئے کسی نے پوچھا کہ آپ کا تو یہ قصد تھا اب واپس کیوں آ گئے فرمایا میں نے مکہ میں رات کو ایک خواب دیکھا کہ فرشتے قبریں کھود کر جنازے لے جا رہے ہیں اور دوسرے جنازے لاکر ان میں دفن کرتے ہیں۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے جو لوگ یہاں رہنے کے لائق ہیں ان کو یہاں لاتے ہیں اور جو لائق نہیں ہیں ان کو یہاں سے لے جاتے ہیں۔ اس خواب کے دیکھنے سے مجھ کو اطمینان ہو گیا کہ اگر میں یہاں کے قابل نہیں ہوں تو یہاں دفن ہونے سے کچھ نتیجہ نہیں اور اگر قابل ہوں تو کہیں دفن ہوؤں یہاں پہنچا دیا جاؤں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ حضور نے ارشاد کیا کہ میں ہر چاند رات کو اپنی والدہ کی خدمت میں ماہِ نو کے سلام کو حاضر ہوتا تھا۔ جب ماہ جمادی الآخر کے سلام کو حاضر ہوا اور سر کو قدموں میں رکھا تو فرمانے لگیں کہ اگلی چاند رات کو کس کے پیروں میں سر رکھو گے میں سمجھا کہ آپ کا انتقال قریب ہے۔ رونا شروع کیا اور عرض کیا کہ اے مخدومہ مجھ غریب بیچارے کو کس کے سپرد کرتی ہو۔ فرمایا اس کا جواب صبح کو دوں گی۔ میں نے عرض کیا کہ ابھی کیوں نہیں جواب فرماتیں فرمایا رات شیخ نجیب الدین متوکل کے مکان میں بسر کرو۔ میں حکم کے موافق وہاں چلا گیا صبح کے قریب لونڈی میرے پاس آئی اور کہا کہ مخدومہ آپ کو بلاتی ہیں۔ میں نے کہا بقید حیات ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ جب میں حاضر ہوا تو فرمایا رات کو تم نے ایک بات پوچھی تھی اب میں اس کا جواب

دیتی ہوں تمہارا دایاں ہاتھ کونسا ہے۔ میں دایاں ہاتھ آگے کیا مخدومہ نے
اپنے ہاتھ سے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا خداوندا اس کو میں تیرے سپرد کرتی ہوں
اور اسی وقت جاں بحق تسلیم کی۔ میں نے اس نعمت کا شکر و سپاس
بیقیاس اپنے اوپر واجب دیکھا اور دل میں کہا اگر یہ مخدومہ میرے واسطے
موتی وجواہرات کا ایک خزانہ چھوڑتیں تو میں اس قدر خوش نہ ہوتا جس قدر
کہ اس نعمت سے خوش ہوں۔ میری والدہ کا بارگاہ خداوندی میں بڑا
رسوخ تھا جب کوئی کام آپ کو درپیش ہوتا اس کو خواب میں دیکھ لیتیں
اور اس کی بابت آپ کو اختیار دیا جاتا اور جس طرح آپ پسند کرتیں
اسی کے موافق ظہور ہوتا۔ جب میں شیر خوار بچہ تھا میری والدہ نے مجھ کو
اختیار کیا اور انہیں ایام میں والد صاحب بیمار ہوئے۔ والدہ ان کو کھانے
پینے کی ہر ایک چیز کھلاتیں اور کسی چیز کا پرہیز نہ کرتیں اور فرماتیں کہ چند روز
کے مہمان ہیں آخیر ایسا ہی ہوا اور میں نے یہ حکایت اپنی بڑی بہن سے سنی ہے
بارہا میری والدہ میرے پیروں کو دیکھ کر فرماتیں کہ تجھ میں نیک بختی اور سعادت
کی علامت پاتی ہوں۔ ایک روز ہمارے گھر میں بہت تنگی تھی۔ میں نے والدہ
سے عرض کیا کہ اس نیک بختی کا اثر ابھی تک کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ فرمایا ہاں
ظاہر ہوگا۔ ایک دفعہ مخدومہ کی لونڈی بھاگ گئی تو آپ نے دعا کی خداوندا
میں گستاخانہ عرض کرتی ہوں کہ تو جانتا ہے میں نے قرض روپیہ لے کر

یہ لونڈی خریدی ہے کیا دوست کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ وہ دن پورا نہ گزرا تھا کہ لونڈی آگئی۔ اور اب جو حاجت مجھ کو درپیش ہوتی ہے اپنی والدہ کے مزار پاک پر عرض کرتا ہوں تو اکثر اسی ہفتہ میں پوری ہو جاتی ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ہفتہ میں پوری ہو جاتی ہے۔ اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ایک مہینہ میں پوری ہو۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میں نے آپ کے مزار پر دعا کی اور مہینہ بھی ختم ہونے کو آیا مگر وہ پوری نہ ہوئی۔ میں نے دل میں کہا کہ اب ماہِ نو کے سلام کو مزار پاک پر حاضر ہوؤں گا تو پھر عرض کروں گا۔ اسی رات وہ حاجت پوری ہو گئی۔ مترجم عرض کرتا ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی والدہ شریفہ کے مزار پر اب بھی جو مراد مند اپنی حاجتیں لے جاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں خداوند تعالیٰ بہت جلد ان کو کامیابی عطا فرماتا ہے۔ بندہ علی بن محمود جاندار عرض کرتا ہے کہ ابتدائے حال میں اکثر شب کو میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کے مزار پاک کے پائیں مشغول ہوتا تھا ایک روز حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں یہ حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم نے کچھ دیکھا بھی۔ میں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں۔ فرمایا میں بھی ابتدا میں اکثر شب کو وہاں مشغول ہوتا رہا ہوں۔ ایک دفعہ میں سر زانو پر رکھ کر مراقبہ میں مشغول تھا کہ تلاوت قرآن کی آواز میرے کان میں آئی میں سمجھا کہ حضرت خواجہ کے مزار سے

آتی ہے مگر پھر غور جو کیا تو وہ آواز اس قبر سے آرہی تھی کہ جو حضرت کے
روضہ کے قریب واقع ہے۔ فرمایا ابتدائے حال میں مولانا رشید الدین
لغزی معروف بہ شیخ رساں کے مزار پر بھی میں بہت حاضر ہوا ہوں۔ یہ
مزار صحرائے جسرت میں واقع ہے اور یہاں ایک املی کا درخت اپنی انتہائی
کو پہنچنے سے خشک ہو گیا تھا۔ اسی درخت کے نیچے میں یاد الٰہی میں
مشغول ہوتا چند روز کے اندر یہ درخت جو خشک تھا سرسبز ہو گیا۔ مگر
میری حالت میں کچھ تغیر نہ ہوا تو شیخ کے مزار سے میں نے ایک آواز سنی جو
میری سمجھ میں نہ آئی پھر میں وہاں سے واپس ہوا تو راستہ میں دیکھا کہ ایک
مست چلا آرہا ہے۔ میں نے دل میں کہا کیا خبر ہے یہ دیوانہ مجھ کو کچھ
آسیب پہنچائے میں اس کی طرف سے دوسری طرف مڑا وہ میری طرف
کو آیا میں بھاگا اور وہ دوڑ کر میرے سامنے آگیا تب میں نے اس کو سلام
کیا وہ مجھ سے بغل گیر ہوا اور میرے سینہ کو سونگھ کر کہنے لگا کہ الحمد للہ
مسلمانوں میں ایسا سینہ موجود ہے۔ یہ کہہ کر روانہ ہوئے میں نے جو پیچھے
مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ شیخ رساں روح پاک تھی۔ فرمایا ایک
دفعہ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر انوار پر حاضر تھا کہ
میرے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ حضرت خواجہ کی روح پاک عالم علوی میں ہے
قبر پر حاضر ہونے سے کیا فائدہ کہ اسی وقت میرے اوپر غنودگی طاری ہوئی

اور میں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ میرے سامنے کھڑے فرماتے ہیں۔ ۵

مرا زندہ پندار چوں خویشتن　　من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

فرمایا بارہا میں حضرت خواجہ قطب الدین اور حضرت قاضی حمید الدین رح
ناگوری کے مزارات کے درمیان نماز میں مشغول ہوا ہوں اور بہت لطف
و راحت پائی ہے پھر فرمایا مکان میں کیا رکھا ہے جو کچھ برکت ہے ان دونوں
بزرگوں کی ہے ادھر بھی بادشاہ آرام کرتے ہیں ادھر بھی۔

باب ۳۰ وصال بزرگاں میں

قطب الاقطاب بنی آدم شیخ شیوخ العالم حضرت سلطان المشائخ
محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں جس پیغمبر کا
وصال کا وقت ہو تا خدا کی طرف سے ان کو اختیار دیا جاتا کہ اگر چاہو تو اور
کچھ دن دنیا میں رہو ایسے ہی جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
وصال کا وقت ہوا تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض دل میں یہی خیال
کرکے کہ دیکھا چاہیئے حضرت الٰہی اور چند روز صحابہ میں رہنا اختیار فرماتے
ہیں یا وصال پروردگار کو پسند کرتے ہیں آپ کے چہرہ مبارک کو تکنے لگیں
حضور نے فرمایا مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَ
الصَّالِحِينَ ط یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہداء اور صالحین کا ساتھ میں نے

اختیار کیا۔ وفات شریف حضور کی غرۂ ماہ ربیع الاول میں ہوئی اور تین
روز تک آپ کو دفن نہیں کیا گیا۔ ہر روز غربا کو کھانا کھلایا اور صدقہ دیا جاتا تھا
جب صحابہؓ نے جنازہ مبارک کو غسل دینا چاہا تو متفکر ہوئے کہ کپڑوں سمیت
غسل دیں یا کپڑے اتار کر۔ ایک آواز آئی کہ کپڑے اتار لو صحابہؓ نے ایسا کرنا
چاہا حضرت علیؓ مانع ہوئے اور فرمایا ابھی دوسری آواز کا انتظار کرو کہ اسی وقت
آواز آئی کہ کپڑوں سمیت حضورؐ کو غسل دو۔ تب صحابہؓ نے کپڑوں سمیت غسل
دیا۔ اور معلوم ہوا کہ پہلی آواز شیطان کی تھی اور دوسری حضرت خضر علیہ السلام
کی۔ فرمایا کہ حضرت شیخ علی سنجری کی خانقاہ میں سماع تھا اور حضرت شیخ
الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ قوالوں نے
حضرت احمد جام کی یہ غزل شروع کی۔ **بیت**

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

حضرت پر وجد طاری ہوا اسی حالت میں اپنی خانقاہ میں تشریف لائے
اور بالکل بے ہوش اور متحیر تھے بار بار اسی بیت کی تکرار کی جاتی تھی جب کہ
نماز کا وقت ہوتا آپ ہوشیار ہو جاتے اور بعد فراغت پھر وجد طاری ہوتا
یہاں تک کہ چار روز یہی حالت رہی۔ آخر شب چہاردہم ماہ ربیع الاول میں وصال
فرمایا۔ فرمایا سلطان شمس الدین التمش انار اللہ برہانہ کی وفات کے بعد ایک
بزرگ نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ خدا نے تمہارے ساتھ

کیا کیا۔ فرمایا میرے حوض کے سبب سے مجھ کو بخش دیا اور پھر یہ بیت پڑھی۔

بسال شش صد و سی و سہ زہجرت نماند شاہجہان شمس الدین عالمگیر

حضرت قاضی محی الدین کاشانی علیہ الرحمۃ نے عرض کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا تھا کہ سلطان شمس الدین اور حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہما نے ایک سال میں وصال فرمایا ہے۔ فرمایا جس بیماری میں حضرت خواجہ فرید الدین قدس اللہ سرہٗ نے وصال فرمایا ہے جب وہ شروع ہوئی تو آپ نے مجھ کو اور دیگر چند مریدان کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ فلاں حظیرۂ شہداء میں جا کر شب بیداری کرو اور میرے واسطے دعا مانگو۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور کھانا بھی وہیں ساتھ لے گئے۔ رات بھر دعا کی۔ پھر صبح کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت حال عرض کی۔ حضرت نے کچھ تامل کے بعد فرمایا کہ تمہاری دعا نے میرے اندر کچھ اثر نہ کیا۔ علی بہاری عرض کرنے لگے کہ ہم لوگ ناقص ہیں اور حضرت شیخ کامل ہیں پھر ناقصوں کی دعا، کامل کے حق میں کیا اثر کر سکتی ہے۔ حضرت کے گوش مبارک تک یہ بات نہ پہنچی تو میں نے اس کو دہرایا۔ حضرت نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ تم جو کچھ خدا سے چاہو تم کو عنایت کرے۔ پھر پانچویں تاریخ ماہ محرم انتقال فرمایا اور آخری وقت میری نسبت فرماتے تھے کہ وہ دہلی میں ہے۔ فرمایا آخری وقت حضرت پر بیہوشی غالب

تھی عشاکی نماز جماعت کے ساتھ ادا کر کے بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو دریافت کیا کہ میں نے عشا کی نماز پڑھی ہے یا نہیں کسی نے عرض کیا کہ ہاں حضور پڑھی ہے۔ فرمایا ایک بار اور پڑھ لوں کیا خبر ہے پھر کیا ہو پھر تیسری اور پڑھی۔ فرمایا بخارا میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک روشن مشعل کو لوگ شہر سے باہر لے گئے۔ یہ خواب سے بیدار ہوا اور ایک بزرگ سے بیان کیا۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ افسوس کسی بڑے بزرگ کا انتقال ہوگا۔ پھر اس کے بعد ہی حضرت شیخ سیف الدین باخرزی نے خواب میں اپنے مرشد حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں مجھ کو تمہارا بہت اشتیاق ہے جلد چلے آؤ۔ اس کے بعد شیخ سیف الدین نے وعظ کہا تو اس کا مضمون سراسر فراق اور رخصت کا تھا۔ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا بیان کر رہے ہیں اور آخر میں ایک قصیدہ آپ نے خیرباد کی ردیف میں تصنیف کر کے پڑھا کہ جس کے دو شعر یہ ہیں۔

زحمت خود بردم اے جاں خیرباد	گفتتم اے یاران بساماں خیرباد
حال خود را گفتن آساں خیرباد	خیرباد القصہ جاں اگرچہ نیست

اور حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ اے مسلمانو جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ میرے پیر نے مجھ سے فرمایا ہے کہ ہم تمہارے بہت مشتاق ہیں جلد ہمارے پاس چلے آؤ پس میں جاتا ہوں خیرباد۔ یہ کہہ کر منبر سے

نیچے اتر آئے اور تھوڑے ہی روز میں وصال فرمایا۔ فرمایا ایک شخص آکر شیخ صدرالدین کو رقعہ دیا اور کہا اس کو شیخ بہاء الدین کے پاس پہنچا دو۔ شیخ صدرالدین نے جو اس کا عنوان دیکھا ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا۔ پھر شیخ بہاء الدین کو دے دیا۔ انہوں نے اس کو پڑھا اور اسی رات چھت سے نیچے گر کر انتقال فرمایا۔ فرمایا کہ شیخ سیف الدینؒ کی وفات کے تین سال بعد شیخ بہاء الدین نے اور ان کے تین سال بعد حضرت شیخ فریدالدین نے انتقال فرمایا ہے۔ فرمایا وہ زمانہ بڑا با سعادت تھا جس میں یہ بزرگوار موجود تھے۔ شیخ ابوالغیث یمنی۔ شیخ سیف الدین باخرزی۔ شیخ فریدالدین۔ شیخ بہاء الدین۔ شیخ سعدالدین حموی قدس اللہ سرہم۔ بندہ علی بن محمود جاندار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ میں خدمت عالی میں حاضر ہوا تو سنا کہ حضرت علیل ہیں میں مزاج پرسی کے واسطے مکان کے اندر گیا اور قدمبوسی کے عرض کیا کہ حضور مجھ کو مزاج عالی کے ناساز ہونے کی خبر نہ تھی۔ اسی سبب سے میں کچھ صدقہ بھی ساتھ نہیں لایا ایک غلام شادی نام میرے ساتھ ہے اگر حکم ہو تو اس کو گرد سر پھرا کر آزاد کر دیا جائے۔ حضور نے فرمایا مناسب ہے۔ بس اسی وقت اس کو آزاد کر دیا گیا۔ حضور نے بندہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ نیک بخت ابد ہوگا پھر ارشاد کیا کہ حضرت خواجہ قطب الدین اوشیؒ کے مزار مبارک پر حاضر ہو میرے واسطے

دعا کرو اور یہ دعا بہت پڑھنا اِلٰھِیْ ضَاقَتِ الْمَنَ اھِبُ اِلَّا اِلَیْکَ وَخَابَتِ الْاٰمَالُ اِلَّا لَدَیْکَ وَانْقَطَعَ الرَّجَاءُ اِلَّا مِنْکَ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ. جب حضرت محبوب الٰہی مرض وفات میں بیمار تھے تو بندہ نے خواب دیکھا کہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں. میں قدمبوسی سے مشرف ہوا حضور نے اشارہ سے فرمایا کہ میرے ساتھ چلے آؤ. میں پیچھے پیچھے ہو لیا۔ حضور ایک حجرۂ تاریک میں تشریف لائے وہاں چارپائی پر ایک شخص لیٹے تھے تاریکی کے سبب میں ان کو شناخت نہ کر سکا اور دل میں خیال کیا کہ شاید یہ بزرگ حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں جو حضور کی تعظیم کو نہیں اٹھے حضور چارپائی کے اوپر تشریف فرما ہوئے اور میں بورئیے پر بیٹھ گیا کہ اتنے میں حجرہ روشن ہوا اور میں دیکھا کہ وہ لیٹے ہوئے بزرگ حضرت محبوب الٰہی ہیں. میں سمجھ گیا کہ حضرت جو بیمار ہیں اس سبب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی عیادت کو تشریف لائے ہیں۔ کچھ دونوں میں کچھ باتیں ہوئیں جو میری سمجھ میں نہیں آئیں۔ اس کے بعد جو میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کیا سبب ہے کہ لوگ میرے پاس قوالوں کو نہیں لاتے ہیں نے کہا حضور یہ خیال ہے کہ بیماری کے باعث ذات اقدس پر ضعف طاری ہے. سماع کے سننے سے اور زیادہ نہ ہو۔

فرمایا نہیں سماع کے اندر مجھ میں بہت قوت ہو جاتی ہے جو اور کسی وقت نہیں ہوتی ۔ اس بیماری میں جب میں حاضر ہوتا اکثر زبان مبارک سے شیخ سیف الدین باخرزی کی یہ بیت سنتا۔ **بیت**

خیر باد اگفتم اے جاں گرچہ نیست   جان خود را گفتن آسان خیر باد

مرثیہ

چو برد ایزد ولی اللہ نظام الدین محمد را
ولی شد ہر مرید او نظام دین احمد را
ولی بود و شہید عشق در ہر جہت زندہ
کسے چوں تہمت مردن نہد آن حیّ سرمد را
ربیع دوم ہژدہ بود زمہ ورا بر رفت آن مہ
زمانہ چو شمارد بست و پنج داد ہفصد را

اے باد سلام دلم آنجا برسانی   بوئے زلیم بر کف آن مہ برسانی
یکبار رسان پیش سلام ہمہ عشاق   یکبار از آن من تنہا برسانی
بسیار بگرد لش زبان گرد سر آنگاہ   صد سجدۂ فرضش ز سر ما برسانی
این پیرہن چاک بخون غرق گردنم   پنہان بر برش از من رسوا برسانی

دیرینہ پیاسے کہ برون حادہ ام ازلب پرورده بجو نہائے دل آنجا برسانی

حضرت مولٰنا فخر الدین والزہاد محی الملۃ والدین الکاشانی نعمہٗ
بالغفران جو حضرت محبوب الٰہی کے یاران اعلیٰ سے تھے اور حضرت
بجز ان کے کسی کی سر وقد تعظیم نہ فرماتے تھے اور جب یہ بزرگ حضرت
کی مجلس حاضر ہوتے مجلس طول پکڑتی اور حضور بہت سے دقائق و
حقائق بیان فرماتے اور حضور نے ان کو خلافت نامہ عنایت فرمایا تھا
جس میں یہ وصیت تھی کہ دنیا ترک کرنا اور بادشاہوں کا صلہ قبول نہ کرنا
اور جب مسافر تمہارے پاس آئیں اور تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو ایسے
وقت کو نعمتہائے خداوندی سے ایک نعمت سمجھنا اگر تم ایسا کروگے اور
میرا خیال ہے کہ تم ضرور ایسا ہی کروگے بس تم میرے خلیفہ ہو ورنہ خدا
میرا خلیفہ ہے مسلمانوں پر۔ جب یہ قاضی بیمار ہوئے تو علاج کے واسطے
شہر میں تشریف لائے تھے میں نے حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں
ان کی علالت کا حال عرض کیا۔ حضور نے فرمایا اگر ان کا مکان معلوم ہو
تو میں بھی عیادت کے واسطے جاؤں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کل امیر
خانموں وہاں جائیں گے اور وہ مکان جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا تو پھر میں بھی
چلوں گا۔ الغرض دوسرے روز حضور ان کی عیادت کو تشریف لے گئے
پھر اس کے تھوڑے ہی روز کے بعد قاضی صاحب نے وصال فرمایا

حضور ان کے کفن و دفن میں شریک ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ اگر تم مجھ کو خبر نہ کرتے اور میں ان کی عبادت کو نہ آتا تو قیامت تک اس کا افسوس ہوتا۔ قاضی صاحب جمعہ کے روز انیسویں ماہ ربیع الاول سنہ ۷۲۰ ہجری میں وصال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ

بیت

ساقی مے بریز و ساغر بشکن　　　　مے باکہ خوریم چو حریفان خفتند

الحمد للہ علی احسانہ کہ آج بتاریخ ۲۳ ماہ مبارک
ربیع الاول سنہ ۱۳۳۲ ہجری اس متبرک
کتاب کے ترجمہ سے فارغ ہوا

اور ۲۳ مئی سنہ ۱۹۶۵ء کو اس چشمۂ فیض و نسخۂ کیمیا کی کتابت
بقلم احقر مشتاق احمد خاں رامپوری انجام کو پہنچی

ناشر

کتب خانہ نذیریہ۔ مسلم منزل کھاری باؤلی دہلی

دلیل العارفین

تحفۃ المحبوب

شرف المناقب